یونس ایمری
تصنیف و ترجمہ
ڈاکٹر نثار احمد اسرار

یونس ایمرے

ڈاکٹر نثار احمد اسرار

تصنیف و ترجمہ

ڈاکٹر نثار احمد اسرار

اکادمی ادبیات پاکستان

نگران اعلیٰ غلام ربانی آگرو
مہتمم افتخار عارف
بسعی و اہتمام قاضی جاوید
اشاعت اول جون ۱۹۹۱ء
تعداد ایک ہزار
طابع اظہار سنز پرنٹرز، لاہور
ناشر اکادمی ادبیات پاکستان، مکان نمبر ۱۲، گلی نمبر ۱۳، ایف ۱/۷، اسلام آباد
قیمت ۷۵ روپے

ISBN — ۹۶۹ — ۴۷۲ — ۰۰۳ — ۶

The miniature is drawn by Professor Subeyl Unver in the classical Turkish miniature style represents Yunus Emre in his years of maturity.

انتساب

مرحومہ والدہ صاحبہ جبین نساء اور قبلہ والد صاحب محمد اسمٰعیل کے نام، جن کے مادرانہ اور پدرانہ حقوق کو میں کبھی بھی ادا نہیں کر سکتا۔

فہرست

عرض ناشر

پاکستان اور ترکی کے باہمی روابط بین الاقوامی دوستی، تعاون اور اعتماد کا ایک بے مثال نمونہ پیش کرتے ہیں۔ یہ رابطے محض معاصر دنیا کے ارضی۔ معاشی اور سیاسی تقاضوں پر استوار نہیں۔ ان کے پس پردہ صدیوں کے روحانی اور مادی عوامل کار فرما ہیں جنہوں نے ان دونوں اقوام کے ایک قابل قدر مشترکہ تہذیبی ورثے کی تشکیل کی ہے۔

اس تہذیبی ورثے کی شناخت ترکی کے عظیم عوامی شاعر یونس ایمرے کے کلام کے حوالے سے بخوبی کی جا سکتی ہے۔ ان کے کلام کا مطالعہ اس خوش گوار دریافت پر منتج ہوتا ہے کہ جغرافیائی اور لسانی فاصلوں کے باوجود پاکستان اور ترکی کے عوام ایک دوسرے کے بے حد قریب ہیں۔ اور ان کے تہذیبی ورثے میں بہت کچھ مشترک ہے۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یونس ایمرے اس ورثے کی ایک زندہ و جاوید علامت ہوں۔

اقوام متحدہ کی تعلیمی، ثقافتی اور سائنسی تنظیم 'یونیسکو' نے سال رواں کو "یونس ایمرے کا سال" قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے مختلف ملکوں میں اس عظیم ترکی شاعر کے بارے میں سیمینار اور کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں۔

اکادمی ادبیات پاکستان ترکی کے سفارت خانے کے تعاون سے سال رواں کے آخر میں یونس ایمرے پر ایک سیمینار منعقد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں ملکی اکابرین کے علاوہ ترکی سے ایک دو عالموں کی شرکت متوقع ہے۔ اسی مناسبت سے زیر نظر کتاب شائع کی جا رہی ہے۔ کتاب کا اردو مسودہ حکومت ترکیہ کی وزارت ثقافت کی طرف سے موصول ہوا۔ ہمیں امید ہے

کہ اس کے اشاعت سے پاکستانی قارئین کو بنی نوع انسان کے لئے یونس ایمرے کا پیغام محبت سمجھنے میں مدد ملے گی۔

یونیسکو کے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس کتاب کی فوری اشاعت کے سلسلے میں اکادمی کے افسر مطبوعات مقبول عامر (مرحوم) ان کے نائب طارق شاہد صاحب اور اکادمی کے لاہور دفتر کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر قاضی جاوید صاحب نے بڑی محنت اور محبت سے کام کیا۔ یہ کتاب طباعت کے آخری مرحلے میں تھی کہ محترم افتخار عارف اکادمی کے ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ انہوں نے اس کتاب کو شایان شان طریقے سے شائع کروانے میں بھرپور دلچسپی لی۔ یوں ان تمام احباب کی محبت اور سعی سے یہ کتاب قلیل عرصے میں شائع ہو سکی۔

میں وطن عزیز پاکستان کے ممتاز ادیب اور اکادمی کے بانی رکن جناب احمد ندیم قاسمی اور اکادمی کی مجلس علما کے رکن جناب سجاد حیدر کا سپاس گزار ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت میں ہمیں ان کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ اس سلسلے میں میں ترکی کی وزارت ثقافت اور ترکی سفارت خانے کے ارباب اختیار کا بھی شکر گزار ہوں۔

غلام ربانی آگرو

اکادمی ادبیات پاکستان
اسلام آباد

مشترک میراث

زیر نظر کتاب برادر مسلمان ملک ترکی کے عظیم صوفی اور عوامی شاعر یونس ایمرے کے ابیات کے اردو تراجم پر مشتمل ہے۔ اردو میں ان کے افکار کو ایک پاکستانی اہل قلم ڈاکٹر نثار احمد اسرار صاحب نے ڈھالا ہے جو ایک عرصہ سے ترکی میں مقیم ہیں۔ کتاب کا پیش لفظ ترکی کے وزیر ثقافت عزت ماب نامک کمال زیبک صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ میں ان کی طرف سے پاکستان کی اس عزت افزائی کے لئے ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

دین اسلام ---------- ملی اخوت کے حوالے سے ---------- ایک وسیع انسانی بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔ فکر و نظر کا یہ ضابطہ---- قوت حیات کا سرچشمہ بھی ہے اور راحت حیات کا موجب بھی۔ یہی وہ رشتہ ہے جس نے تمام مسلمان ملکوں کو جغرافیائی فاصلوں کے باوجود ----- روحانی اور تہذیبی اکائی میں پرو رکھا ہے۔ پاکستان کے حوالے سے میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اس "نظام اخوت" میں جس کو میں ---------"محبت کا کامن ویلتھ" کہنا چاہوں گا ------- ترکی کو خصوصی قرب حاصل ہے۔ ترکی ہمارے دلوں کی دھڑکنوں میں بستا ہے ۔ ترکی کی تاریخ نے ہماری تاریخ کے دھارے کو متاثر کیا ہے۔ برطانیہ کی غلامی کے دور میں ہمیں مصطفیٰ کمال اتاترک کی ذات سے اپنی آزادی کی جدوجہد کے لئے جو حرارت اور ولولہ حاصل ہوا ہے' اس کو ہم فراموش نہیں کر سکتے۔ وہ ہمارے بھی "ہیرو" تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر ترکی کو بدقسمتی سے جس اذیت ناک ابتلا سے گزرنا پڑا' اس پر برصغیر کے مسلمانوں نے جس بے

جگری سے برطانوی استعمار کی مزاحمت کی اور اپنے ترک بھائیوں کے ساتھ یک جہتی کا جو سرفروشانہ مظاہرہ کیا یہ قریبی تاریخ کے واقعات ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے آنسو بھی سانجھے ہیں اور خوشیاں بھی سانجھی اور تعلقات میں دلی یگانگت کی دو طرفہ گرم جوشی کی یہ کیفیت نہ صرف برقرار ہے بلکہ بحمداللہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کا ایک مزید روشن ثبوت یہ کتاب بھی ہے۔

ایک زبان کے افکار کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ پھر شعری نشست کی گرہوں کو کھولنا تو اور بھی زیادہ دشوار ہوتا ہے۔ میں زبان و بیان کی ان کٹھن گھاٹیوں کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا' میں تو اپنی اس روحانی سرشاری کی بات کرنا چاہوں گا جو یونس ایمرے کے کلام سے میرے دل نے کشید کی ہے۔ مجھے یونس ایمرے کے اشعار اور اپنے صوفی شعراء مثلاً شاہ عبداللطیف بھٹائی' بلھے شاہ' رحمٰن بابا' سلطان باہو' شاہ حسین' خواجہ غلام فرید' اور میاں محمد بخش کے ابیات میں خیال اور جذبے بلکہ سرور و سرود تک میں ایک گہری اور بے ساختہ مماثلت محسوس ہوئی ہے۔ یوں لگتا ہے ایک ہی فکری دریا کے دھارے ہیں جو ترکی اور پاکستان میں ذہنوں کی زمین کو سیراب کر رہے ہیں۔

مماثلت کی بہت سی اور سمتیں بھی موجود ہیں۔ ہمارے اکثر صوفی شعراء خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ یونس ایمرے کا شمار بھی ترکی کے اولیا اللہ میں ہوتا ہے۔ ہمارے بعض صوفی شعراء کی طرح یونس ایمرے کے بارے میں بھی باور کیا جاتا ہے کہ وہ ناخواندہ تھے پھر بعض اولیاء کے مدفن کی طرح ان کے مرقد کا بھی علم نہیں کہ وہ کس جگہ دفن ہوئے۔ مگر یہ تو ان لوگوں میں سے ہوتے ہیں' جن کا اصل مقام لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے اور دیکھئے کہ آج سے سات سو برس پہلے پیدا ہونے والا یہ "ناخواندہ شاعر" آج تک بلقان سے لے کر وسطی ایشیاء اور مشرقی ترکستان کے علاقوں میں جتنی ترک نژاد قومیتیں بستی ہیں' ان کے دلوں میں بس رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ شعر کی کئی پرتیں ہوتی ہیں اور شعر پر کئی تاریخی اور سماجی سائے کانپتے رہتے ہیں۔ یونس ایمرے کے ہاں یہ سب کچھ بھی ہے' مگر میں تو اتنا جانتا ہوں کہ وہ ہمارے دل کی بات کہتا ہے۔ وہ ہماری روح کے تاروں کو چھیڑتا ہے۔ میں جیسے جیسے مسودے کی ورق گردانی

میں آگے بڑھتا گیا' ترکی اور پاکستان کا درمیانی فاصلہ گھٹتا چلا گیا مجھے یونس ایمرے اپنا شاعر معلوم ہوا' چنانچہ میرے نزدیک یہ کتاب ہمارے دونوں ملکوں کی ایک "مشترکہ میراث" کی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی اشاعت سے ترکی اور پاکستان کے موجودہ قریبی روابط میں یقیناً مزید گیرائی پیدا ہوگی۔ مجھے خوشی ہے کہ اس کا اہتمام میری وزارت کے ایک نہایت اہم ادارے اکادمی ادبیات پاکستان نے کیا ہے۔ اکادمی اس گراں قدر ادبی خدمت کے لئے مبارک باد کی مستحق ہے۔ اس کتاب کا تعارفیہ لکھنا میرے لئے عزت و سعادت کا باعث ہے۔

اسلام آباد'
۳۰ مئی ۱۹۹۱ء

سید فخر امام
وفاقی وزیر تعلیم
حکومت پاکستان

پیش لفظ

یونس ایمرے اور ان کے اشعار سات سو سال سے بھی زیادہ عرصے سے دلوں میں بسے ہوئے ہیں اور زبانوں سے ادا ہو رہے ہیں۔ میں نے اناطولیہ کے دور دراز گاؤں میں لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد سے سنے اور سیکھے ہوئے یونس ایمرے کے نغمے الاپتے ہوئے سنا ہے۔ آسٹریلیا میں ایک ایسے پاکستانی سے ملا جس نے مجھے یونس کے مذہبی گیت اور اشعار سنائے' حالانکہ وہ ترکی زبان سے ناواقف تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ البانیہ اور دوسرے بلقان ممالک میں یونس کے اشعار زبان زد خاص و عام ہیں۔

ترکیہ میں کوئی ایسا شخص ہے جو یونس ایمرے کو پسند نہ کرتا ہو' یا جس کا ان سے لگاؤ نہ ہو؟ یونس ایمرے کا نام جہاں بھی لیا جائے وہاں لوگوں کے چہرے کھل جاتے ہیں اور ان کے دل دوستی و محبت کے جذبات سے بھر جاتے ہیں۔ یونس ایمرے سے محبت ایک ایسا رشتہ ہے جس نے ہم سبھوں کو ایک دوسرے سے سختی سے جکڑ رکھا ہے' یہ دراصل ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ اس پر ہم جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ اس لحاظ سے یونس کا ہم پر بڑا احسان ہے۔

آذر بائیجان کے عظیم شاعر وہاب زادہ نے لوگوں کے اس استعجاب پر کہ یونس تو مرے صرف ایک جگہ پر لیکن ان کی قبریں اور مزارات ہزاروں جگہوں پر ہیں' کیا خوب کہا ہے:

روزانہ' بارہا' لوگوں کے دلوں میں' کھودا جاتا ہے اس کا مزار
سبزہ و چمن زاروں میں' پھولوں میں' گلوں میں' اس کا مزار

افسانہ ہے یا کہ حقیقت ہے یہ انسان' یہ عظیم انسان
یہ ہے اصل میں ترکوں کے ساز سے نکلی ہوئی صدائے وجود

جی ہاں! یونس ایمرے' صدائے وجود و ہستی ہیں۔ وہ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ اس بنا پر وہ سبزوں میں اور سبزہ زاروں میں ہیں' پھولوں اور چمن زاروں میں ہیں اور انسانوں کے دلوں میں ہیں۔ وجود' موجودیت اور موجودات عالم کی حیثیت' عالم وجود میں انسان کا بلند وارفع مقام اور اس مقام و مرتبے کا صحیح احساس و ادراک یونس کے کلام اور فکر و فن کی بنیادیں ہیں۔ یعنی وہ ایک اسلامی صوفی ہیں' درویش یونس ہیں۔

ہست و بود کی بنیاد محبت ہے۔ خالق و مالک کائنات تک محبت ہی کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔ ہمارے دنیا میں آنے کی وجہ اور غرض و غایت بھی یہی ہے۔ اور بلند سے بلند ترین مقام تک پہنچنے کے لئے بھی اشرف المخلوقات' انسان کے دل سے گزرنا ضروری ہے۔

میں آیا نہیں بہر جنگ و عداوت
مرا مقصد زندگی ہے محبت
میں کرتا ہوں سچائی سے دل کی زینت
کہ محبوب کا ہے دلوں میں بسیرا

خدائے تعالٰی نے جس کا وجود اس کی تخلیق کردہ مخلوقات سے قطعی مختلف ہے' جس کی ذات ہمارے تخیل سے دور اور بعید از قیاس ہے' لیکن جس کی تخلیق اور تجلیات کے فہم و ادراک کا راستہ ہمارے لئے کھلا ہوا ہے' انسان کو خلیفہ فی الارض یعنی زمین پر اپنے نائب کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اس نے انسان کو خلاصہ الکائنات کے طور پر وجود بخشا ہے اور اس لحاظ سے اسے اپنی مخلوقات میں سب سے مقدس اور معزز مقام عطا کیا ہے۔ بہ الفاظ دیگر انسان اپنی ذات میں ایک چھوٹی سی کائنات ہے۔ جس نے انسان کو سمجھ لیا' اس نے گویا کائنات کی حقیقت کا شعور حاصل کر لیا۔ علم و عرفان کی راہ میں آگے بڑھنا بھی اللہ کا فہم و ادراک حاصل کرنا ہے۔ علم' اللہ تعالٰی کا انسان پر واجب الادا قرض ہے۔ علم کے ذریعہ انسان اپنے آپ کو جان اور پہچان

سکتا ہے۔ اس لئے حصول علم کا مقصد خود آگہی ہونا چاہئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سارے علوم کی بنیاد خود بینی و خود آگہی ہے ۔

علم کا مطلب علم کا صحیح ادراک ہے
علم کا مطلب خودی کا ادراک ہے
گر تو خود کو نہیں جانتا ہے تو
اس حصول علم کا کیا فائدہ ہے؟

ہم سب اس دنیا میں اپنا اپنا نصیب لے کر آئے ہیں۔ نصیب میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اسے پورا کر کے ہم اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ کوئی بھی یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ ہمیں اصل میں جو چیز لینی اور دینی چاہئے وہ محبت ہے' پیار ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ زندگی کی بنیاد محبت ہے ۔

آؤ عاشق بنیں معشوق بھی
کیسی رنجش' کسی کی نہیں یہ زمیں

بنی نوع انسانی ایک نئے دور سے گزر رہی ہے۔

علوم جدید' سائنس اور ٹیکنالوجی میں جو انقلابی تبدیلیاں ہو رہی ہیں ان کی وجہ سے دنیا کے مختلف علاقوں میں مروجہ نظریات اور نظام ہائے حیات و حکومت میں بھی تبدیلیاں آ رہی ہیں اور یہی نہیں بلکہ خود دنیا کی بھی کایا پلٹ ہو رہی ہے۔ اس تعمیر نو اور انقلابی تبدیلی کے دور میں بنی نوع انسانی کو یونس ایمرے اور ان کو وجود میں لانے والی تہذیب کی اشد ضرورت ہے۔ کمپوٹرز' مشینی آلات اور مشینی انسانوں (Robots) کے اس دور میں اگر انسان کو خود فراموشی سے بچانے اور بحیثیت انسان کے زندگی بسر کرنے میں کوئی شئے مددگار ثابت ہو سکتی ہے تو وہ ہے یونس ایمرے کا کلام اور پیغام' جس کا ماحصل یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور وہ کائنات کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ آنے والے دور میں انسان کو غرض و غایت یا نصب العین کی بجائے محض ایک وسیلہ اور واسطہ کا درجہ دینے کے رجحان کو ختم کرنے کا راستہ یہی ہے۔

اس راستے کو کھولنے اور ہموار کرنے کی ذمہ داری بھی ہم پر، یعنی مذکورہ تہذیب و ثقافت کی حامل قوم پر عاید ہوتی ہے۔ یہ ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم یونس ایمرے اور ان کے پیغام سے دوبارہ اچھی طرح روشناس ہوں، ان کو سمجھیں اور ساری دنیا کو سمجھائیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم موجودہ سائنسی اور علمی دور (عصر علوم) کے "دور علوم و محبت" میں تبدیل ہونے میں مددگار و معاون ثابت ہوں۔

نامک کمال زیبک
وزیر ثقافت، ترکی

یونس ایمرے کی سوانح عمری

اور

فکروفن

سوانح حیات و شخصیت

یونس ایمرے کی زندگی اور شخصیت کے بارے میں ہماری معلومات انتہائی محدود ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ ان سے متعلق تاریخی شہادتیں بالکل ناپید ہیں۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ وہ ۱۳۰۷ء ۔ ۱۳۰۸ء میں حیات تھے۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ اسی سال سے زیادہ کے ہو کر مرے۔ سن وفات ۱۳۲۰ء بتایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ان کی پیدائش ۱۲۴۰ء میں ہونی چاہیے۔ ان کے ایسے اشعار ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مولانا جلال الدین رومی (متوفی ۱۲۷۳ء) سے ملے اور ان کی صحبت میں رہے۔ علاوہ ازیں اشعار میں سلطنت عثمانیہ کے بانی، عثمان غازی اور ان کے بیٹے اور خان غازی کے دور کے جانے پہچانے شیوخ، کے ایک ولی بابا(۱) اور بالم(۲) سلطان کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مورخ عاشق پاشازادہ نے بھی یونس ایمرے کو خان غازی کے دور (۱۳۲۶ء تا ۱۳۶۰ء) کا ایک صوفی بتایا ہے۔ ان معلومات و شواہد کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یونس ایمرے نے تیرھویں صدی کے وسط سے لے کر چودھویں صدی کی پہلی چوتھائی تک زندگی بسر کی۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ یونس ایمرے کی جائے پیدائش کون سی تھی، وہ کہاں کے رہنے والے تھے، انہوں نے کہاں پر، کس طرح اور کس حد تک تعلیم حاصل کی۔ حتیٰ کہ اس بارے میں بھی اختلاف رائے ہے کہ انہوں نے سرے سے کوئی تعلیم حاصل کی بھی یا نہیں، یا کہ وہ بالکل "امی" تھے۔ ترکی میں ان کی قبر کی جگہ اور جائے مدفن کے بارے میں بھی متضاد

روایتیں ہیں۔ ان سارے مبینہ مراقد میں یقیناً صرف ایک ہی ان کا حقیقی مرقد و مدفن ہو سکتا ہے۔ باقی سب علامتی قبریں ہو سکتی ہیں' جو محبت و عقیدت کے جذبات کے تحت بنائی جاتی ہیں اور جنہیں ترکی زبان میں " مقام " کہا جاتا ہے۔ ترک قوم کو یونس ایمرے جیسے پہنچے ہوئے بزرگ اور عوامی شاعر سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی' جس کے اظہار کے لئے اس نے بہت سی جگہوں پر ان کے مزارات بنا ڈالے' جو کہ دراصل " مقامات " ہیں۔ بعض دلائل و دستاویزات اور تاریخی روایات کی بناء پر زیادہ تر لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ان کا اصلی مزار' اسکی شہر (Eskisehir) میں واقع گاؤں' ساری کوئے (Sarikoy) میں ہے۔ یہاں پر ایک یادگار بھی قائم کی گئی اور اس کا افتتاح ۶ مئی ۱۹۴۹ء کو باقاعدہ طور پر کیا گیا۔ حال ہی میں یہ بات بھی بڑی شدومد کے ساتھ کہی جانے لگی کہ یونس ایمرے کا آبائی وطن قرامان (karaman) تھا۔

اس سلسلے میں عام طور پر یہ رائے ظاہر کی جاتی ہے " یونس ایمرے کی ابدی استراحت گاہ ترک قوم کا دل ہے " اور " یونس ایمرے کا اصلی مدفن' ان کے چاہنے والوں کے قلوب میں ہے " ۔ اس سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے اور مصالحت کی راہ نکل آتی ہے۔ کیونکہ یونس ایمرے جہاں کے بھی رہنے والے ہوں اور وہ جہاں بھی مدفون ہوں' ان کو ایک چھوٹے علاقے میں مقید نہیں کیا جاسکتا اور یقیناً کسی کی بھی اس قسم کی خواہش یا آرزو نہیں ہے۔ چنانچہ یونس ایمرے جہاں کے بھی باشندے ہوں اور ان کا مزار جہاں بھی ہو' سارے ترک اور ان کو جان کر' ان سے محبت کرنے والے سارے لوگ' انہیں اپنے آپ سے قریب ترین پاتے ہیں اور ساری ترک قوم کو اس بات پر بلاشبہ فخر ہونا چاہئے کہ اس نے ان جیسی عظیم شخصیت کو پیدا کیا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یونس ایمرے کا قرامان کا باشندہ ہونا ثابت ہو جائے تو اسکی شہر والے انہیں پسند نہیں کریں گے اور ان کا مزار ارض روم میں ہو تو اورنہ والے ان کو اپنا شاعر نہیں سمجھیں گے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ سات سو سال سے بلقان سے لے کر وسطی ایشیا اور مشرقی ترکستان کے علاقے کے درمیان جتنی ترک قومیں بستی ہیں ان کے دلوں پر راج کر رہے ہیں اور دنیا کی ساری مسلمان ترک قوموں میں وحدت و محبت اور خیرسگالی کے رشتے قائم کرنے کے ایک اہم

عنصر اور بڑے حامل ہیں۔

ایک بڑے عرصے سے یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ یونس ایمرے ناخواندہ یا ان پڑھ تھے۔ یونس ایمرے نے اپنی منظومات میں خود اپنی ناخواندگی اور لاعلمی کا اظہار کیا ہے تو یہ ان کی کسر نفسی اور منکسر المزاجی ہے۔ حتیٰ کہ یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ ایک صوفی اور ولی کے طور پر انہوں نے یہ واضح کرنا چاہا ہے کہ کتابی علم یا عقلی علوم جو انسان کی ذاتی کوششوں اور جسمانی و ذہنی کاوشوں کی بناء پر حاصل کئے جا سکتے ہیں' ان معلومات اور علوم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں' جو وجدانی اور قلبی طور پر حاصل کئے جاتے ہیں۔ صوفیائے کرام اور بعض اونچے درجے کے عالم فاضل بھی' جن کو تصوف سے کوئی لگاؤ نہیں ہے' یہی رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ عظیم شاعر فضولی نے بھی' جن کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ وہ اعلیٰ درجے کے حصول علم کو غیر معمولی اہمیت دیتے تھے' یہ کہا ہے:

کسب علم کے ذریعے پایہ رفعت!
ایک آرزوئے محال ہے محض
عشق ہے' جو کچھ ہے اس عالم میں
علم ایک قیل و قال ہے محض

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے علم کو اپنے طور پر برا یا غیر اہم سمجھا ہے' بلکہ یہ کہ قلبی اور وجدانی علم کو' تصوفانہ تجربے کو' انسان کو حقیقت الٰہی تک پہنچانے والی قلبی کیفیت کو اور صوفیانہ تعلیم و تربیت کو' جنہیں عام اصطلاح میں عشق و عرفان کہا جاتا ہے' زیادہ اہمیت دی ہے۔ یہ وہ عقیدہ اور نظریہ ہے' جس کا تجزیہ ہمیں اس دور' ماحول' حالات اور روحانی صورتحال کو پیش نظر رکھ کر کرنا چاہئے جن میں یونس ایمرے یا فضولی نے سانس لی۔

حقیقت میں یونس ایمرے کے کلام کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے دور کے معیار کے مطابق باقاعدہ اور اچھی خاصی تعلیم حاصل کی۔ ان کو عربی اور فارسی پر عبور تھا۔ اور انہوں نے اسلامی تاریخ اور دیگر اسلامی علوم کا بھی گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اغلب ہے کہ انہوں نے اپنی زیادہ تر تعلیم شہر قونیہ میں حاصل کی ہو' جو اس وقت علم و تہذیب کا گہوارہ تھا۔ اسی وسیلے سے ان کی ملاقات مولانا رومی سے بھی ہوئی جن کی صحبت سے انہوں نے فیض حاصل کیا اور پھر وہ ان کے گرویدہ بھی ہو گئے۔ اس لحاظ سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ وہ امی یا ان پڑھ ہرگز نہیں تھے۔ یہ بات عقل و فہم سے زیادہ قریب ہے کہ یونس ایمرے نے مدرسے میں باقاعدہ تعلیم بھی حاصل کی ہو اور صوفیاء کے آستانوں میں ذہنی اور قلبی تربیت بھی پائی ہو۔

یونس ایمرے کی ذاتی زندگی و حالات' ان کے کاروبار اور سیرو سیاحت کے بارے میں بھی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہ خیال قوی ہے کہ انہوں نے کاشتکاری اور گلہ بانی کی ہو گی۔ ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک طویل عرصے تک اپنے پیدائشی مقام اور وطن سے دور رہے' در در کی خاک چھانی' غریب الوطنی کی زندگی گزاری' بنجارے کی طرح ادھر سے ادھر مارے مارے پھرتے رہے اور بے شمار مصیبتیں جھیلیں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ "میں نے روم' شام اور بالائی ولایتوں کی سیر کی"۔ روم سے مراد اناطولیہ ہے۔ "بالائی ولایتوں" یا "ریاستوں" سے غالباً ان کا منشا آذر بائیجان اور ایران ہو سکتا ہے۔ ان سے منسوب ایک شعر میں قیصری' تبریز' نجوان' ماراش' سیواس اور شیراز کا ذکر ملتا ہے۔ اناطولیہ کے مختلف علاقوں میں ان سے منسوب جو مراقد اور "مقامات" بتائے جاتے ہیں' وہ بھی کم از کم یہ ضرور ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سب جگہوں کی سیاحت کی ہو گی۔ یہ اب تک واضح نہیں ہو سکا ہے کہ یونس ایمرے نے ان علاقوں کی سیر کس مقصد کے لئے کی۔ یہ یقینی ہے کہ انہوں نے یہ سفر کسی طریقت کے پروپیگنڈے یا کسی صوفیانہ سلسلے کے قیام کے لئے نہیں کیا۔ گرچہ ان کا ایک خاص پیرو مرشد سے لگاؤ اور ان کی پیروی یقینی ہے لیکن یہ واضح نہیں کہ وہ کس طریقت سے تعلق رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی کوئی علیحدہ طریقت بھی قائم نہیں کی۔ انہوں نے اپنے کلام میں جو خیالات و افکار پیش کئے ہیں وہ کسی خاص طریقت یا صوفیانہ سلسلے سے متعلق نہیں ہیں' بلکہ تصوف کے عام قواعد و ضوابط کے اندر موجود عناصر ہیں۔

یونس ایمرے کے علاوہ یونس نام کے کئی اور شاعر گزرے ہیں۔ ان میں سے دو کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات حاصل ہیں۔ پہلے یونس کا تخلص یا قلمی نام " عاشق یونس " (۲) تھا، جو کہ پندرھویں صدی کے شاعر تھے۔ یہ اپنے آپ کو " درویش یونس " اور " یونس ایمریم " (میرے یونس ایمرے) بھی کہا کرتے تھے۔ ان کا تعلق خلوتی طریقت کی نور باشی شاخ سے تھا اور خیال یہ ہے کہ ان کا انتقال ۱۴۳۹ء یا ۱۴۴۰ء میں ہوا۔ ان کے کلام میں زیادہ تر مشہور ولی، امیر سلطان کی مدح و ثنا ہے اور انہوں نے یونس ایمرے کا ذکر بھی عزت و احترام سے کیا ہے۔ اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ برسا میں جس مزار کو یونس ایمرے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، وہ دراصل اسی شاعر کا ہے۔ یہ خیال بھی عام ہے کہ " جنت میں تسنیم و کوثر کی نہریں بہہ رہی ہیں اللہ اللہ کہہ کر " اور " نام بھی اور خود بھی حسین محمد " جیسی حمد اور نعتیں اسی شاعر کی ہیں۔

دوسرے معروف یونس، ۱۷۱۱ء میں فوت ہونے والے " درویش یونس " ہیں ۔ درویش یونس کے اشعار، چار صدی کے طویل وقفے کی بنا پر زبان و بیان کے لحاظ سے یونس ایمرے کے کلام سے آسانی کے ساتھ علیحدہ کئے جا سکتے ہیں۔

یونس کے نام کے، یا اس نام کو اپنانے والے دوسرے اور بہت سے شاعر ہیں۔ تاہم ان کی شخصیت، حالات زندگی اور وہ جس دور میں گزرے، اس کے بارے میں ہماری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ بسا اوقات شاعروں نے یونس ایمرے کے انداز میں اشعار قلم بند کئے ہیں اور اپنا تخلص " یونس " لکھا ہے۔ گرچہ زبان و بیان اور اسلوب کے اعتبار سے اس قسم کے اشعار کو یونس ایمرے کے اشعار سے الگ کیا جا سکتا ہے، مگر یہ کام ہمیشہ اتنا آسان نہیں رہا۔

اس انتشار اور بے یقینی کی صورتحال کی ایک وجہ لفظ " ایمرے " بھی ہے، جو ترکی زبان میں " عاشق، عشق کرنے والا، پیار و محبت کرنے والا " کے معنوں میں آتا ہے۔ طرز یونس کے مقلدین اور " ایمرے " کے لقب کو استعمال کرنے والے شعراء میں سعید ایمرے اور طالبی ایمرے بھی شامل ہیں۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے شاعر نہ ہوتے ہوئے بھی " ایمرے " کا لقب اختیار کیا۔ ان میں سے بعض ولی اور صوفی ہیں۔ ان سے منسوب بے شمار مزار، مرقد اور

مدفن موجود ہیں۔ ترکی کے بہت سے علاقے، گاؤں اور قصبے بھی ایسے ہیں جن کا نام ایمرے (Emre) یا ایمرے (Imre) ہے۔ یہ مقامات جن شخصیات کے نام سے موسوم ہیں، ان کے بارے میں بہت سی حکایتیں، افسانے، مناقب اور داستانیں مشہور ہیں۔ یہ بات قابل قیاس ہے کہ یونس ایمرے کی ہم لقب ان شخصیات کی حکایتیں اور داستانیں ترکی کے اس عظیم عوامی شاعر اور افسانوی حیثیت کی حامل شخصیت کی داستانوں سے گڈمڈ ہو گئی ہوں۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مختلف ادباء و شعراء کے کلام کو خلط ملط کرنے کا رجحان غیر تحریر شدہ لوک ادب اور صوفیانہ شاعری میں عام تھا۔ حتیٰ کہ ترکی کے کلاسیکی ادب (جس کو شاعری دیوان یعنی مجموعہ کلام کہتے ہیں) میں بھی، جو تحریر شدہ ہے، کبھی بے علمی اور لاشعوری طور پر اور کبھی لاشعوری میں اور جانتے بوجھتے ہوئے یہ رجحان اپنایا گیا۔ عام طور پر ہمنام ایک ہی تخلص اپنانے والے، طرز بیان میں مماثلت رکھنے والے یا ایک ہی دور میں بسنے والے شعراء کی تخلیقات اور حالات زندگی کو آپس میں خلط ملط کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں دوسرے اور تیسرے درجے کے بعض شعراء، جو کسی عظیم اور مشہور شاعر کی شہرت سے فائدہ اٹھا کر اپنی کمتر درجے کی تخلیقات کو شہرت عام اور قبولیت دوام بخشنا چاہتے تھے، اپنے نام اور تخلص کو اس بڑے شاعر کے نام اور تخلص کے مطابق بدل کر اس کی تخلیقات میں اپنی تخلیقات کو ملا دینے کی طرف مائل تھے۔ تاہم ان شعراء میں بعض ایسے بھی تھے جن کے بعض اشعار، تقلید کئے جانے والے شاعر کے پائے کے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ صورتحال ادبی، علمی اور تاریخی حقائق کے اعتبار سے انتہائی قابل اعتراض اور گمراہ کن تھی۔ لیکن اس کا یہ معاشرتی اور عمرانی پہلو بھی کافی دلچسپ اور قابل ذکر ہے کہ مختلف شخصیات اور ان کے اسالیب کو یکجا کر کے معاشرے کے احساسات و جذبات، خیالات و افکار اور طرز فکر و اظہار کو کسی ایک بڑی اور معروف شخصیت اور اس کے کلام میں سمو دیا جاتا اور ان کا جزو لاینفک بنا دیا جاتا تھا۔ اور اس طرح ان کو شہرت دوام حاصل ہو جاتی تھی۔ اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یونس ایمرے اپنے ذاتی اوصاف و کمالات اور نابغہ روزگار شخصیت کے علاوہ ایک ایسے ہمہ جہت شاعر ہیں جو اپنے مناقب اور بے مثال کلام

کی وجہ سے ایک پورے دور کے نمائندے ہیں۔ انہوں نے اپنے مخصوص طرز کی بنا پر ایک پورے دور پر اپنی خصوصی چھاپ ڈالی ہے۔

یونس ایمرے کی افسانوی حیثیت : ان کی شخصیت سے متعلق دائرہ تحریر میں آنے والی کتابوں اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک مکمل درویش تھے۔ ان مناقب اور روایات سے یونس ایمرے کی شخصیت کا جو تصور ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک غریب و نادار دیہاتی تھے' لیکن تصوف کے طفیل ارشاد و ہدایت کی راہ پر گامزن ہوئے اور نہ صرف یہ کہ ایک کامل انسان بنے بلکہ ایک عاشق حق کے رتبے پر فائز ہوئے اور ایک ایسے بڑے شاعر کے طور پر شہرت حاصل کی' جس کا دل عشق الٰہی سے مالا مال تھا۔

ترک صوفیانہ تحریک اور صوفیانہ عوامی ادب ـــــ' جس کی بنیاد احمد یسیویؒ نے بارھویں صدی عیسوی میں وسطی ایشیا میں رکھی تھی' سو سال سے زیادہ نشوونما پانے اور ارتقاء کی منازل سے گزرنے کے بعد یونس ایمرے کی شخصیت و کلام میں عروج و کمال کو پہنچا۔ یونس ایمرے' طریقت یا صوفیانہ سلسلے سے لگاؤ کے لحاظ سے نہیں بلکہ اپنے کردار اور ذمہ داریوں کی مماثلت اور مشترکہ اساس کی بناء پر احمد یسیویؒ کے اناطولیہ میں تسلسل کی اگلی کڑی ہیں۔ یونس ایمرے نے عوام میں تصوف کی اشاعت و مقبولیت' یعنی ترک معاشرے کی نس نس میں اسلام کی مبادیات کے سرائیت کرنے کے سلسلے میں ' مغربی ترکوں کے درمیان وہی فریضہ انجام دیا جو کہ احمد یسیویؒ نے مشرق کی ترک دنیا میں۔

نظریہ زندگی اور پیغام

اس میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ نہیں ہے کہ یونس نے اپنے جذبات و خیالات کے ذریعے جس مادی اور روحانی دنیا کا نقشہ پیش کیا ہے اس کے پس پشت صاف' سادہ اور خالص اسلام اور اسلامی عقیدہ و ایمان ہے۔ یہ اسلامی تصوف ہی ہے جس نے یونس کو یونس بنایا اور یہی وہ اصلی جوہر ہے جس نے انہیں کئی ادوار کے بعد ہم تک پہنچایا اور جس سے ان کی زندگی

اور کلام کو معنویت حاصل ہوئی اور یہ عشق الٰہی ہی ہے جس کے نغمے انہوں نے غیر معمولی جذب و آگہی سے گائے اور جس نے انہیں زندہ جاوید بنا دیا۔ یونس ایمرے گویا ترک قوم کے سب سے بڑے مرد اخلاص اور مرد عشق ہیں۔ یونس ایمرے کی شخصیت و کلام میں ہر چیز اس کے بعد آتی ہے۔ اولین اہمیت عشق الٰہی کو حاصل ہے' باقی ساری چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر اس بنیادی نقطے اور عنصر کو آپ نے بھلا دیا تو سمجھئے کہ بہت سی چیزیں ناقابل فہم' ناقابل وضاحت اور بے بنیاد و بے مطلب بن جائیں گی' حتیٰ کہ یونس کا وجود بھی معدوم ہو جائے گا۔

وہ "دیدہ تر اور زخم جگر" رکھنے والے ایک مسلمان ترک (ترکمان) درویش ہیں۔ وہ مرد عشق ہیں۔ انہیں اس کا یقین ہے کہ وہ اس دنیا میں جنگ و جدال کے لئے نہیں بلکہ پیار و محبت کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے ایک ایسے معاشرے کو' جو ان کے دور تک گزرنے والے دو سو سال میں اناطولیہ کی سرزمین کو اپنا نیا وطن بنانے کی کوشش کر رہا تھا' اہل صلیب کے مسلسل حملوں کی وجہ سے بے حال ہو چکا تھا' منگولوں کے پے در پے حملوں اور خونریزیوں کی بناء پر اپنی سلطنت و ریاست سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا' اپنے قومی اتحاد سے محروم ہو چکا تھا' جس کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی تھی اور جس کا امن و سکون تہہ و بالا ہو چکا تھا' سلجوقی سلطنت کے خاتمے کے بعد اناطولیہ کے ترکوں کو خدائے واحد کی راہ میں متحد ہونے کی دعوت دی۔ انہوں نے درد بھرے دلوں کو جیتنے کی کوشش کی۔ محتاجوں اور لاچاروں کی دلداری کی' ان کے زخموں پر مرہم رکھا۔ ان کا پیغام محبت و اتحاد اناطولیہ کے صاف و شفاف چشموں سے بھی زیادہ نکھرا ہوا تھا۔ انہیں چونکہ اپنے خالق سے بے اندازہ محبت و وابستگی ہے' لہٰذا وہ ساری مخلوق اور خاص کر اشرف المخلوقات' انسان سے بھی بے انتہا پیار کرتے ہیں۔ وہ فلسفہ وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ یعنی وہ اس دنیا کی ہر مخلوق اور ہر شے میں ذات باری تعالیٰ کی مشیت' کاریگری اور اوصاف و کمالات کو جاری و ساری پاتے ہیں۔ اس بناء پر وہ زندگی اور کائنات کو بے پناہ رواداری و محبت کے جذبے سے دیکھتے ہیں۔ وہ عاشق کو بہتر، قوموں یا فرقوں کی غلامی قرار دیتے ہیں اور اسے اپنی زندگی کا نصب العین گردانتے ہیں۔ وہ انسان کے طور پر پیدا کئے جانے والے سارے لوگوں

کو ایک سمجھتے ہیں اور ان میں کسی قسم کی تفریق کرنا گناہ سمجھتے ہیں ۔ ہر ایک کے ساتھ ان کا برتاؤ انتہائی منکسرالمزاجی کا ہے اور وہ اپنے آپ کو کسی سے بھی برتر نہیں سمجھتے ہیں۔ وہ اتنے نادم، حلیم و بردبار ہیں کہ جیسے سارے انسانوں کا جرم و گناہ انہوں نے خود کیا ہے اور اپنی تسلیمیت کو ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں: "مجھ کو مارنے پیٹنے والے کے سامنے میں بے بس ہوں، اور مجھ سے بدکلامی کرنے والے کے سامنے میں بے زبان" ۔ "میں تو بھیڑ سے زیادہ ست رو ہوں۔۔۔۔"

یونس ایمرے نے اپنے سامنے جو نصب العین رکھا ہے، وہ بنی نوع انسان کی تمام غلاظتوں کو آتش عشق سے صاف کرنا اور انسانوں کے باہمی اختلافات و تنازعات کو "ایک" میں، "اکائی" میں دور کرنا ہے۔ ان کا رخ اور ان کی حرکت بیرونی دنیا اور باہر کی طرف نہیں بلکہ انسان کے اندر اور عالم دروں کی جانب ہے۔ انہوں نے لوگوں کے دلوں کو فتح کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ وہ اس دنیا میں بقول خود اس لئے آئے ہیں کہ عالم بالا سے حاصل کردہ معنی وارکلام اور الوہیت کے راز کو فریاد و فغاں کے ذریعے خدا کے بندوں تک پہنچائیں۔

وہ ایک فاتح قوم کے روحانی معمار ہیں ـــــــ وہ ایک فاتح تہذیب و ثقافت کے روحانی پہلو کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس فاتح تہذیب و تمدن کے دوسرے محاذ پر قلیچ ارسلان اور عثمان غنی جیسے جوانمرد ہیں جنہوں نے اپنی تلواریں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ فولادی تلوار کے ساتھ شمشیر سخن اور لا الہ اللہ کی روحانی تلوار آپس میں مل گئی تھیں اور "درویش و غازی" اور "ولی و سپاہی" ایک ہو گئے تھے۔ یہ وہ میل ملاپ ہے جسے ہم "ترک امتزاج" کہتے ہیں۔ عناصر کے اس اتحاد نے خاندان غزنویہ، قراخان لی خاندان، سلجوقی سلطنت اور دولت عثمانیہ کو جنم دیا۔ اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر سلطنت مغلیہ کا شاندار سیاسی و تہذیبی ڈھانچہ رکھا گیا۔

یونس کو "انسان دوست" کہا جاتا ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ وہ انسان کو خدائے تعالیٰ کی شاہکار تخلیق ہونے کی بناء پر چاہتے، اس کی قدر کرتے اور اسے بلندی کے مرتبے پر پہنچانا چاہتے ہیں، اس کو اللہ کی راہ پر چلتے ہوئے دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں، اس کے عجز و بے

چارگی اور خطاؤں اور گناہوں کو قابل درگزر سمجھتے ہیں' انسانوں کے ساتھ تعلقات میں اپنی کوئی ذاتی غرض اور مفاد پیش نظر نہیں رکھتے' کسی سے کسی قسم کا کوئی لالچ' حرص و طمع نہیں رکھتے' کسی سے بدظن نہیں' کسی کے خلاف بغض و نفرت نہیں رکھتے' بلکہ اللہ کے سارے بندوں کو ایک سمجھتے' ان سے خلوص سے پیش آتے اور ان سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ اپنا یہ فرض سمجھتے ہیں کہ لوگوں کے ٹوٹے دلوں کو جوڑیں' ان کو دلاسا دیں اور ان کی روحوں کو خدا کی طرف سے اترنے شربت شربت سے مسرور کریں' تو یہ لقب صحیح اور درست ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ یونس ایمرے کا اپنا فلسفہ اور خصوصی نظریہ یا رویہ نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اسلامی تصوف سے ہے اور یہ نظریہ اور رویہ اسی صوفیانہ تصور کا لازمی نتیجہ ہے۔ یونس اور ان جیسے دوسرے درویشوں' صوفیوں اور دانشوروں کی " انسان دوستی " دراصل اسلام کی انسان دوستی ہے' وہ اسلام جو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر " رب العالمین " ہے' یہ بتاتا ہے کہ وہ " رحمان و رحیم " ہونے کے لحاظ سے بلا استثنائے رنگ و نسل اپنی ساری مخلوقات پر رحمتوں کی بارش کرتا ہے' یہ سمجھتا ہے کہ سارے انسان ایک ہی ماں' باپ (حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ) کی اولاد ہونے کے اعتبار سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور " ایک کنگھی کے دانتوں کی مانند برابر اور مساوی ہیں " ' اس بات کو سختی کے ساتھ مسترد کر دیتا ہے کہ لوگوں کو اپنی پیدائش' طرز بودباش' مادی یا جسمانی خصوصیات' ظاہری رکھ رکھاؤ یا دولت و شہرت کی وجہ سے دوسروں پر فوقیت حاصل ہے' لیکن اس حقیقت کا بھی ببانگ دہل اعلان کرتا ہے کہ " اللہ کے نزدیک دین حق' اسلام ہے " ۔ اسلام دنیا کا سب سے آخری' مکمل ترین اور آفاقی مذہب ہے۔ چنانچہ یہ لازمی بات ہے کہ وہ تصوف بھی' جو کہ اس مذہب کے قواعد و ضوابط عشق کی نظریاتی اور عملی شکل ہے' اور جو محض بحث و مباحثے کے لئے نہیں بلکہ عملی طور پر زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے' ہر رنگ و نسل' ہر موقع و مرتبہ' ہر جگہ اور ہر علاقے اور ہر طرح اور ہر قسم کے انسانوں کو یکجا کرنے ' ایک مرکز پر جمع کرنے اور ایک لڑی میں پرونے جیسی آفاقی اہلیت و خصوصیت رکھے۔

یونس ایمرے ایک ایسے مرد کامل اور عظیم شاعر تھے جنہوں نے اسلام اور اسلامی تصوف

کی اس بنیادی حقیقت کو نہ صرف یہ کہ پوری طرح سمجھا' بلکہ پورے اخلاص سے اس پر عمل کیا اور دوسرں کو بھی اس کی تلقین کی۔ وہ گویا "بلبل حق" تھے اور اس لحاظ سے ان کا پیغام قومی ہونے کے ساتھ ساتھ آفاقی بھی ہے۔ وہ صد ہا سال سے ترک قوم کے جذبات و خیالات پر حاوی ہیں اور اس کے دل کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے دور کے آدمی ہیں بلکہ ایک ایسی شخصیت ہیں جس کا دور جدید میں بھی انتظار ہے۔ ان کا کلام اور ان کا پیغام کل کی طرح آج بھی محض ترکوں پر نہیں' سارے انسانوں پر جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ دنیا میں جیسے جیسے لوگ ان سے واقف ہو رہے ہیں' ویسے ویسے ان کے چاہنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

یونس ایمرے کو اگر ہم اس لحاظ سے سمجھنے اور پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم نے اس سلسلے میں کوئی من مانا اور موضوعاتی رویہ اختیار کیا ہے۔ نہیں 'بالکل نہیں۔ ہمارا رویہ قطعی طور پر حقیقت پسندانہ اور مقصدی ہے۔ ہم انہیں محض ان کی اصلی حالت میں پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ایک ایسے انسان تھے جنھوں نے اناطولیہ میں مسلمان ترک روایات کے مطابق تعلیم و تربیت حاصل کی اور جو صوفیانہ اخلاق کی بھٹی میں پک کر کندن بنے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا' ہمیں اس کا بخوبی علم نہیں ہے کہ یونس ایمرے کی ذاتی تعلیم و تربیت کیسے ہوئی اور وہ اس بارے میں کن کن مراحل سے گزرے۔ لیکن ہمیں ان کے دور کے حالات اور تعلیم و تربیت کے وسیع امکانات کا علم ہے۔ وہ یقیناً افلاطون کی درسگاہ کے تعلیم یافتہ نہ تھے اور نہ ہی ان کی پرورش یونان کی کلاسیکی کتب و تخلیقات کے مطالعے کے ذریعے ہوئی تھی۔ ان کے کلام میں جو احساسات و جذبات' خیالات و افکار اور ایمانی جوش و جذبہ نظر آتا ہے' اس کا سرچشمہ اس علم و فن اور روایات کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے جو تیرھویں اور چودھویں صدی میں اناطولیہ کے ترکوں کے پاس موجود تھیں۔ واضح رہے کہ اس زمانے میں ترک قوم کسی نئی فکر' نظریہ یا ایمان کی متلاشی نہیں تھی۔ اس نے دو تین سو سال پہلے اسلام کے جن عقائد اور تہذیب و تمدن کو اپنایا تھا' ان کی کیفیت اور برتری کے جذبے سے سرشار تھی۔ اس لحاظ سے یونس ایمرے ایک مسلمان ترک کے طور پر پیدا

ہوئے انہوں نے اسی ماحول میں پرورش پائی، تربیت حاصل کی، زندگی بسر کی اور وفات پائی۔ وہ ماحول اور وہ حالات جن میں وہ پیدا ہوئے، پھلے پھولے، بڑھے اور مرے، وہ اسلامی تہذیب و ثقافت کا ماحول تھا۔ اس وجہ سے ہر وہ کوشش، جس کا مقصد یہ ثابت کرنا ہو کہ، وہ اناطولیہ کے ایک مسلمان، ترک درویش، کسی مخصوص صوفیانہ سلسلے سے نسبت رکھے بغیر اور خود سے منسوب کسی درویشانہ سلسلے کی بنیاد رکھے بغیر، ہر طبقے، خاص کر عوام میں مقبولیت حاصل کرنے والے ایک صوفی شاعر کے علاوہ کچھ اور تھے، حقیقت کے منافی ہے۔

زبان و بیان

یونس ایمرے اناطولیہ میں بولی جانے والی قدیم ترکی زبان (بارھویں تا پندرھویں صدی) کے بانیوں میں سے ایک اور اس کے سب سے بڑے نمائندے ہیں۔ سلجوقیان اناطولیہ کے زمانے میں مذہبی، علمی اور سرکاری زبان کے طور پر عربی اور ادبی اور بعض اوقات سرکاری زبان کے طور پر فارسی استعمال کی جاتی تھی۔ چنانچہ عظیم صوفی، مولانا جلال الدین رومی اور ان کے صاحبزادے سلطان ولد نے اپنے کلام کے لئے فارسی کو ذریعہ اظہار خیال بنایا۔ ترکی مصرعے رومی کے کلام میں بہت کم ہیں، سلطان ولد میں کچھ زیادہ۔

اس ماحول میں احمد فقیہ، شیاد حمزہ، خواجہ دخانی، گل شہری اور عاشق پاشا جیسے شعراء پیدا ہوئے جنہوں نے اناطولیہ میں ترک ادب دیوان (دیوان کی طرز پر قلمبند کئے گئے مجموعہ ہائے کلام پر مشتمل شاعری اور اس سے متعلق نثری ادب، جسے کلاسیکی ادب بھی کہتے ہیں) کی بنیاد رکھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں بقول عاشق پاشا کسی کو بھی ترکی زبان سے دلچسپی نہیں تھی اور خود ترک بھی اپنی زبان کو ادبی طور پر ذریعہ اظہار کے قابل نہیں سمجھتے تھے۔ مذکورہ بالا شخصیات نے ترکی کو ایک ادبی زبان (قابل تحریر زبان) کے طور پر استعمال کرنا اور ترقی دینا شروع کر دیا۔ اس کے لئے انہوں نے عوامی زبان اور عوام میں مقبول عام نہایت قدیم اور غیر تحریری ادب کا سہارا لیا۔ قومی زبان سے متعلق اس تحریک کو اس وقت بڑی تقویت حاصل ہوئی جب قرامان اوغلو محمت

بیگ نے، عوام کی فارسی زبان کے استعمال کے خلاف رد عمل کی ترجمانی کرتے ہوئے، قونیہ اور اس کے قرب و جوار میں ۱۵ مئی ۱۲۷۷ء کو یہ منادی کروادی کہ ترکی زبان کا استعمال عام کیا جائے اور اسے ہر جگہ پڑھا، لکھا اور بولا جائے۔

یہی وہ دور ہے جس میں یونس ایمرے نے بھی دیار ترک میں ترکی زبان کی آزادی اور وسیع پیمانے پر استعمال کے لئے اپنی جدوجہد شروع کی اور ترکی کے حامیان و سرفروشان اور محسنین کی صف اول میں شامل ہوئے۔ اس اثناء میں اوپر جن شخصیات کا ذکر کیا گیا ہے، انہوں نے ترک ادب دیوان کا دور شروع کیا۔ یونس ایمرے نے ان کی روایت سے ہٹ کر عوامی زبان کو ذریعہ اظہار بنایا اور اپنے مطالب ومفاہیم کو پیش کرنے کے لئے ترک لوک ادب کی روایت کو آگے بڑھایا۔ اس طرح انہوں نے ترک شعر و ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا جسے ہم ترک صوفیانہ شاعری کہہ سکتے ہیں۔ اس شاعری اور اسکے دوسرے علمبرداروں کی زبان یونس سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ یونس کی زبان ذرا زیادہ صاف اور سادی ہے۔ یونس کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اس زبان کو ایک بڑے فن کار کی قادر الکلامی اور ہنرمندی سے استعمال کیا ہے :-

" ترکی زبان نے یونس کے ہاتھوں میں بہترین شکل اختیار کی اور زندہ جاوید بن گئی۔ اپنے دور میں ہماری قومی زبان کے رنگ آہنگ، اور اس کی قومی ہیئت و حیثیت، دبدبے اور عظمت کو بہترین طور پر پیش کرنے والے فنکار یونس ہیں۔ یونس کی زبان سادہ و سلیس ترکی زبان ہے۔ انہوں نے عوام کی زبان کو نہایت جاندار، گرمجوش اور دل آویز طریقے سے استعمال کیا اور اس میں چار چاند لگا دیئے۔ ترکی کی ایک ادبی اور ثقافتی زبان کے طور پر ترقی کے سلسلے میں یونس کی خدمات انتہائی قابل قدر ہیں۔ انہوں نے اپنی کوششوں سے ترکی کو ایک ایسی زبان بنا دیا جو اس دور کی ترک۔ اسلامی تمدن کی ساری دولت کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھی اور اس کی عکاسی بھی کر رہی تھی۔ وہ اس لحاظ سے انتہائی مخلص اور عوامی شخصیت کے حامل ہیں کہ انہوں نے اپنے کلام میں ترک عوام کے سارے جذبات، ہیجانات اور خیالات اور روحانی تجربات کو نہایت موثر طریقے سے پیش کئے۔

" یونس کے کلام میں عربی و فارسی کے وہ الفاظ و تراکیب بھی ملتی ہیں، جو زبان زد خاص و

عام تھیں اور عوامی زبان کا ایک حصہ بن گئی تھیں۔ یہ ان حالات کا قدرتی نتیجہ تھیں، جو ترکوں کی تہذیب کو اس وقت درپیش تھے۔ تاہم یونس کے ہاں دوسری زبان کے الفاظ بے تحاشہ یا ضرورت سے زیادہ نہیں ہیں۔ ان کی تعداد بس اتنی ہی ہے جتنی کہ عوامی زبان میں یا عوام کے استعمال میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام نے صدہا سال تک یونس ایمرے کو بڑے شوق سے پڑھا اور سنا ہے اور وہ اب بھی پڑھ اور سن رہے ہیں۔ ترک قوم یونس کے کلام میں اپنی اصلی زبان اور اپنے جذبات کی دنیا کو پاتی ہے "۔ (فاروق تیمور تاش)

ایک اور نقاد اور ادیب، نہاد سامی باناریلی (Nihat Sami Banarli) نے یونس کے زبان و بیان کا جائزہ ان الفاظ میں لیا ہے :۔

" ہم یہ بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ یونس ایمرے نے ترکی زبان کی اس فتح و نصرت کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں جو تیرھویں صدی عیسوی میں اناطولیہ میں حاصل ہوئی اور جس کے بعد پھر کبھی بھی کسی اور زبان کو غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ لیکن ہم یہاں یہ بھی واضح کر دیں کہ یونس ایمرے کی زبان خالص ترکی زبان نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ غلط طور پر کہتے ہیں۔ یہ دراصل وہ زبان ہے جس نے اسلامی تہذیب کے اندر فروغ پایا اور اسے ہم اس مشترکہ تہذیب میں شامل دوسری زبانوں کے پہلو بہ پہلو قدرت و وسعت حاصل کرنے والی "اسلامی ترکی زبان" کہہ سکتے ہیں۔

" ترک قوم نے، خاص طور پر اناطولیہ اور بلقان ممالک میں، یونس ایمرے کے عہد سے لے کر اب تک ہر قسم کی غیر زبان کے الفاظ کو اپنے بے پناہ اظہار بیان کی قابلیت کی وجہ سے اپنا کر اور ترکی کے قواعد زبان کے مطابق معمولی رد و بدل کے بعد ترکی الفاظ کی حیثیت دے دی ہے۔

" یونس ایمرے نے اپنے ایمان اور بلند نصب العین کی خاطر اپنا پیغام دور دور تک لوگوں کو پہنچانے کی کوشش کی۔ اس لئے انہوں نے اظہار بیان کے لئے سادہ، سہل اور آسان تر زبان استعمال کرنے کی کوشش کی۔

" یونس ایمرے نے ترکوں کے نئے وطن سے ابھرنے والی رس بھری آوازوں کو ترکوں کی

عوامی زبان میں سمو کر اناطولیہ کی ترکی زبان کو وہ لہجہ و آہنگ بخشا جو عرصہ دراز تک دوسرے علاقوں کی کسی اور ترکی زبان کو حاصل نہیں ہو سکا۔

" یہ یونس ہی ہیں جنہوں نے صوفیانہ مسائل کو انتہائی خوبصورتی اور قادر الکلامی کے ساتھ ترکی زبان میں بیان کرنے کا گہرا راز حاصل کیا۔

" عربوں اور ایرانیوں نے ترکوں سے پہلے مذہب و تصوف سے متعلق عربی اور فارسی کے جو الفاظ، تراکیب اور اصطلاحات وضع کئے تھے انہوں نے گویا یونس کی قوس قزح والی زبان اور اسلوب سے گزرنے کے بعد اپنی قومیت تبدیل کر لی اور ترکی زبان کا اٹوٹ حصہ بن گئے۔ عظیم شاعر نے اس کے لئے ایک لفظ بھی گھڑنے کی کوشش نہیں کی اور اپنے مذہبی اشعار اور دعائیہ نغمات کے لئے ایسے موزوں اور سحر انگیز کلمات منتخب کئے جو ترک عوام کی زبان میں عرصہ دراز سے مستعمل تھے۔ اور ایسے الفاظ جو اس زبان میں نہیں تھے ان کو عربی اور فارسی سے مستعار لے کر ترکی کا لہجہ و آہنگ عطا کیا"۔

شعری ہیئت، اوزان و بحور

یونس ایمرے نے اپنے اشعار کے اوزان کے لئے گرچہ عروض کا استعمال کیا ہے، لیکن انہوں نے بنیادی طور پر ترکی زبان کے مخصوص اوزان استعمال کئے ہیں، جنہیں " ہجے " کہتے ہیں۔ ان مخصوص اوزان میں شعر کی موزینت کا انحصار ہجوں کی تکرار اور ترتیب پر ہوتا ہے اور اس کے مخصوص قواعد و ضوابط ہیں۔ یونس نے ہیت ترکیبی اور صنف شعر کے طور پر عموماً غزلوں، قطعات اور رباعیات کی زمین اپنائی ہے اور بعض اوقات مثنوی کے طور پر بھی اشعار لکھے ہیں۔ مختصر یہ کہ انہوں نے اشعار کی ہیئت و ترکیب اوزان اور بحور کے سلسلے میں بھی انہیں قومی عناصر کو اہمیت دی جن کو وہ زبان و بیان کے سلسلے میں اول درجہ دیتے رہے تھے۔

احمد یسیوی " کی منظومات کو ترکی زبان میں " حکمت " کا نام دیا گیا ہے، جب کہ یونس ایمرے کے اشعار کو " الہی " کہا جاتا ہے

تخلیقات

یونس ایمرے کے دو مجموعہ ہائے کلام ہیں : (۱) " دیوان " اور (۲) " رسالتہ النصحیہ " ۔ یونس کے عام اور مشہور عام اشعار ان کے دیوان میں جمع کئے گئے ہیں۔ " رسالتہ النصحیہ " زیادہ تر ایک عالمانہ مثنوی ہے' جو نصیحت آمیز انداز میں اور تعلیمی مقاصد کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس شعری مجموعے میں مذہبی' اخلاقی اور صوفیانہ تعلیمات و نصائح موجود ہیں۔ جو لوگ یونس ایمرے کو ان پڑھ قرار دیتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب ایک منہ توڑ جواب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے ان کے تعلیمی معیار کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم و عرفان اور ہدایت و ارشاد کے باب میں بھی انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

یونس ایمرے کی قدر و قیمت

یونس ایمرے ایک عظیم صوفی اور عوامی شاعر ہیں۔ لیکن وہ اپنے مخصوص طرز' علم و فن' وسیع معلومات' فنکاری' صناعی اور زبان و بیان کی باریکیوں سے واقفیت کی بناء پر' ترکی کے ان عوامی شاعروں اور گویوں سے قطعی مختلف اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں جنہیں زبان عام میں " عاشق " اور " عوامی شاعر " یا " شاعر بساز " (جو ہمارے ہاں کے قوالوں اور گیت کاروں سے مشابہت رکھتے ہیں) کہا جاتا ہے (اور جو عام طور پر اپنے ستار جیسے سازوں کے ساتھ فی البدیہہ شعر کہتے' بیت بازی کرتے اور گیت گاتے ہیں۔ مترجم) ۔ وہ عوام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے عوام سے رشتہ نہیں توڑا لیکن وہ عوامی ہوتے ہوئے بھی ایک عالم اور دانشور ہیں۔ انہوں نے ترک صوفیانہ ادب کو' جس کی بنیاد احمد یسیوی ؒ نے بارھویں صدی عیسوی میں ترکستان میں رکھی تھی اناطولیہ کے عوام سے روشناس کروایا' یہاں بھی اس کی داغ بیل ڈالی اور اس کو نقطہ عروج پر پہنچایا۔ اس معاملے میں کوئی بھی ان کی گرد تک کو نہیں پا سکا۔ تاہم بہت سے ایسے شاعر پیدا

ہوئے جنہوں نے ان کی طرز میں اور انہیں جیسے اشعار کو اسی لب و لہجے میں اور جوش و خروش کے ساتھ کہنے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں تھوڑی بہت کامیابی بھی حاصل کی۔

ان کے کلام میں کوئی بناوٹ یا تصنع نہیں ہے۔ شعر کی فنی اور تیکنیکی ضروریات کی خاطر انہوں نے معنی و مطلب کو پس پردہ نہیں ڈالا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے سوچ سمجھ کر اور محسوس کر کے کہا ہے۔ ان کے الفاظ قدرتی طور پر ان کی زبان سے اور قلم سے نکلے ہیں اور واردات قلب کا نتیجہ ہیں۔ مسائل تصوف کو جن کی ادئیگی اور اظہار بیان بہت دشوار ہے' انہوں نے بے انتہا سادگی' صفائی' گہرائی' گیرائی اور جوش و جذبے کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور یہی یونس کے کلام کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ بہت سی مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ تصوف ایک خشک اور بے کیف موضوع ہے۔ ذکر' ریاضت' علم اور پند و نصائح اسے ایک بیابان اور سنسان وادی بنا دیتے ہیں۔ بہت سے شاعروں نے اس پر طبع آزمائی کی ہے' لیکن ان کے اشعار زیادہ تر خشک اور ناصحانہ ہیں۔ حالانکہ یونس نے انہیں موضوعات کو نہایت دلسوزی سے اور دلپذیر انداز میں بیان کیا ہے اور شعریت اور نغمگی کو بھی پس پردہ نہیں ڈالا ہے۔ چنانچہ ہم یہ بات بلا جھجک کہہ سکتے ہیں کہ یونس مجموعی طور پر ترک صوفیانہ ادب (بشمول آستانوی یادرگاہی شاعری اور شاعری دیوان) کے سب سے بڑے اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ اور صرف صوفیانہ شاعری ہی نہیں' ترکی ادب کے بھی' جس میں غیر مذہبی تخلیقات بھی شامل ہیں اور جس کی ابتدا عوامی' آستانوی اور دیوانی شاعری سے ہوئی' چند عظیم شعراء میں سے ایک ہیں۔ وہ دنیا میں بھی عوامی شاعری اور گیت کاری کی ایک نابغہ روزگار ہستی ہیں۔

بہت کم شاعر ایسے ہیں جنہوں نے عشق الٰہی' انسان دوستی' موت' رواداری' موت اور غریب الوطنی سے متعلق احساسات کو ان کے جیسے خلوص' صفائی و سادگی سے اور انتہائی موثر طریقے سے بیان کیا ہے۔

انہوں نے آفاقی موضوعات اور اپنے آفاقی پیغام کو قومی زبان کی تراکیب و مفاہیم کے اندر رہتے ہوئے' قومی اور ذاتی اسلوب میں نہایت چابک دستی' پختگی اور خوبصورتی سے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔

ہماری قومی ثقافت' ہماری روحانی زندگی اور قومی سرگرمیوں میں ایک دانشور اور ایک فنکار کی حیثیت سے یونس ایمرے کو ایک جدا اور منفرد مقام حاصل ہے اور وہ ایک مثالی شخصیت ہیں۔ وہ ایک مفکر اور دانشور تھے لیکن اس کے باوجود عوام سے انکا رابطہ نہیں ٹوٹا۔ بلکہ انہوں نے نہایت کامیابی سے عوام کے وجدان و ضمیر' احساسات و جذبات اور خیالات و افکار کی ترجمانی کی' اپنے فن میں اور کلام میں قومی و آفاقی عناصر کا بہترین امتزاج پیش کیا اور تعصب' ریاکاری اور دکھاوے سے اجتناب کیا۔ وہ ایک سیدھے' سچے' مخلص اور خالص مسلمان تھے' لیکن ایک خستہ حال' پریشان' منتشر اور کمزور قوم کو اتحاد و یقین اور عزم کے جذبے سے سرشار کرنے کی حد تک قومی جذبے سے بھی معمور۔ یونس ایمرے کی دانشوارانہ شخصیت کی یہی وہ خصوصیات اور خوبیاں ہیں' جن میں ماضی' حال اور مستقبل کی حسرتیں' امیدیں اور امنگیں پوشیدہ ہیں۔

اس کتاب میں "دیوان یونس ایمرے" کے سارے اشعار یا منظومات شامل نہیں کی گئی ہیں۔ ہم نے تین سو کے لگ بھگ منظومات میں سے ڈیڑھ سو سے زیادہ کا انتخاب کیا ہے۔ یہ کوئی دقیق علمی کتاب نہیں ہے۔ اسے عوام اور عام قارئین کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس طرح یونس ایمرے کو عوام میں روشناس کیا جائے اور مقبول عام بنایا جائے۔ متن کو آسان اور عام فہم بنانے کے لئے ہم نے پرانی ترکی کے مخصوص اور بعض متروک الفاظ کو جدید املا اور تلفظ میں پیش کیا ہے۔ تاہم شعری ضروریات کی وجہ سے بعض الفاظ میں ردوبدل کرنا ممکن نہیں ہو سکا ہے۔ کتاب کے آخر میں آٹھ سو پچاس مشکل' متروک اور غیر مستعمل الفاظ کی فہرست دی گئی ہے اور ان کے مطالب بھی (ترکی الفاظ کی یہ فہرست ترکی متن میں دی گئی ہے۔ ہم نے اسے اردو ترجمے میں شامل کرنا غیر ضروری سمجھا ہے۔ مترجم) یہ گویا ایک مختصر سی لغت ہے۔ اس سے متن کا سمجھنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ قارئین اس کتاب کو پڑھتے وقت ہر بار ایک نیا لطف حاصل کریں گے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ لوگ یونس ایمرے کے کلام کو نئے سرے سے پڑھیں اور سمجھیں اور ہمیں توقع ہے کہ یہ کتاب اس سلسلے میں ان کے لئے ممد معاون ثابت ہو گی۔ اس طرح ان کو یونس ایمرے سے لگاؤ اور انسیت بھی پیدا ہو گی۔ یونس کے اشعار ایک ترک کے لئے شیر مادر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ

قارئین، چھوٹے، دودھ پیتے بچوں کی مانند اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

کتاب کی ابتداء میں جو منظومات ہیں وہ حمد و نعت اور مناجات کی ذیل میں آتی ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں پرانے شعراء کے دیوان کی ترتیب کو جوں کا توں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ دوسرے اشعار میں درویشی، قلبی کیفیات، علم و سخن کی اہمیت اور قدر و قیمت، زہد و تقویٰ، موت و حیات، دنیا کی بے ثباتی، عشق، ہجر و وصال اور غریب الوطنی جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

بعید نہیں ہے کہ کچھ لوگ یہ خیال کریں کہ ہم نے اس کتاب میں یونس ایمرے، بلکہ محض "یونس" کے نام اور لقب کے حامل بعض قابل ذکر دوسرے شعراء کو پوری جگہ نہیں دی ہے اور ان کے بعض چیدہ چیدہ اشعار کو قابل اعتناء نہیں سمجھا ہے۔ ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم، لیکن یہ خیال رہے کہ یہ ممکنہ حد تک ایک بہترین انتخاب ہے۔

ہماری دلی خواہش ہے کہ یہ کتاب ہمارے لئے روحانی فیض کا وسیلہ بنے۔

جنوری ۱۹۹۰ء — سیوگی گوک دیمیر —— ایواز گوک دیمیر

انقرہ — (Sevgi Gokdermir —— Ayvaz Gokdemir)

حرفِ چند

یونس ایمرے ترکی میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ وہ ترکی ادب کے چند گنے چنے شعراء میں سے ایک ہیں اور ترک لوک شاعری کے بانی اور سب سے عظیم شاعر ہیں۔ انہیں ترکی دان حلقوں اور علاقوں اور غیر ممالک میں بھی خاصی مقبولیت حاصل ہے۔ لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ پاکستان میں بالکل جانے اور پہچانے نہیں جاتے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ترکی اور پاکستان میں انتہائی دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کی موجودگی اور صدیوں کے سیاسی، مذہبی اور تاریخی رشتوں کے باوجود اقتصادی اور ثقافتی میدان میں کوئی قابل قدر پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان علمی، لسانی اور ادبی شعبوں میں تعاون اور لین دین تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ ترکی زبان اور پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں کا تعلق بھی ناپید ہے۔ ترکی اور اردو ادب میں بھی کوئی رابطہ نہیں ہے۔ پاکستان کے عوام کو ترکی زبان و ادب کا کوئی صحیح علم حاصل نہیں ہے۔ اور نہ ہی ترک شعراء و ادباء کے بارے میں ان کی معلومات حقائق پر مبنی ہیں۔ اسی طرح ترکی کے عوام کو بھی اردو زبان و ادب کے بارے میں صحیح معلومات حاصل نہیں ہیں۔

ہماری ناچیز رائے میں اس کا سب سے بڑا سبب پاکستان اور ترکی کے درمیان ثقافتی اور ادبی تعاون کا فقدان ہے۔ دونوں ملکوں میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور ان زبانوں میں جو سرمایہ ادب ہے وہ لوگوں کی ایک دوسرے کی زبان سے ناواقفیت کی بناء پر ایک دوسرے سے روشناس نہیں ہو سکی ہیں۔ پاکستان کی قومی زبان اردو کو ترکی میں صحیح معنوں میں جاننے والا کوئی

ترکی النسل شخص مشکل ہی سے ملے گا اور جو ہے بھی وہ شاید ہی علمی اور ادبی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہوا نظر آئے گا۔ ڈاکٹر شوکت بولو' ڈاکٹر ارکان تر کمن اور یوسف قراجا کے نام مستثنیٰ ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں ترکی زبان پر کامل عبور رکھنے والے پاکستانی عالم اور اہل قلم حضرات بھی گنتی کے ہیں۔ ترکی زبان سے براہ راست ترجمے کرنے والوں میں ڈاکٹر حنیف فوق اور ریٹائرڈ کرنل مسعود شیخ شامل ہیں اور ایک غالباً عبدالرحمٰن قریشی۔ جناب صولت ثروت بھی بالواسطہ طور پر ترکی زبان سیکھنے کے باوجود اب تک ترکی پر اور ترکی کے حالات و شخصیات پر سب سے زیادہ کتابیں اور مقالے لکھنے والے اہل قلم ہیں۔ اس لحاظ سے وہ پاکستانی دانشوران اور ادبی شخصیات جو ترکی میں جانی پہچانی جاتی ہیں' ان کی تعداد انتہائی محدود ہے۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کا لٹریچر یہاں بھاری تعداد میں ترجمہ ہوا ہے۔ شاہ ولی اللہ' مولانا شبلی نعمانی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے علاوہ پروفیسر خورشید احمد جیسے بعض ماہرین اقتصادیات وغیرہ کی کچھ کتابیں بھی ترکی میں منتقل کی گئی ہیں' لیکن ان کی نوعیت مذہبی' سیاسی اور معاشی ہے۔ ادباء و شعراء میں بس علامہ اقبال جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ بھی اس لئے کہ ان کا زیادہ تر کلام فارسی میں تھا۔ ان کی ساری فارسی تصنیفات مرحوم پروفیسر ڈاکٹر علی نہاد تارلان کی طرف سے ترکی زبان میں ترجمہ کی جا چکی ہیں۔ ان کے اردو کلام کا منتخب ترکی ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے۔ ان کے انگریزی لیکچروں پر مشتمل "تشکیل الٰہیات جدید" کا ترجمہ بھی اس ناچیز نے کیا ہے۔ جبکہ بال جبریل کا ترجمہ یوسف صالح قراجا نے۔ اقبال اور پاکستان و ہندوستان کے معدودے چند ادباء و شعراء کے بارے میں راقم الحروف کے علاوہ مرحوم حسن ایک' مرحوم علی نہینچے کی' اور ڈاکٹر عبدالقادر قراجان کے ایک آدھ مضامین کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ پاکستانی اور اردو ادب اور اردو شعراء و ادباء کے بارے میں ترکی میں بس اتنی ہی معلومات ہیں۔

پاکستان میں بھی یہی صورتحال ہے۔ وہاں مولانائے روم اچھی طرح جانے پہچانے جاتے ہیں اور ان پر اردو اور دوسری علاقائی زبانوں میں خاصا وقیع مواد موجود ہے۔ لیکن وہ بھی اس لئے کہ ان کا کلام فارسی میں ہے۔ علم و ادب سے لگاؤ رکھنے والے افراد کو خالدہ ادیب خانم' یحیٰ کمال بیاتلی' نامک کمال' محمد عاکف ایرسوئے' بدیع الزمان' سعید نورسی' نجیب فاضل کیسا کوریک'

ناظم حکمت' یاشار کمال' عزیز نے سن اور فواد بیرام اوغلو کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہیں اور ان کی تخلیقات جزوی طور پر اردو میں منتقل کی جا چکی ہیں' لیکن یہ تراجم زیادہ تر بالواسطہ طور پر اور انگریزی اور دوسری زبانوں سے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسی کتاب اب تک منظر عام پر نہیں ہے' جو کسی شاعر و ادیب کی ساری تخلیقات کا مکمل' براہ راست اور معتبر ترجمہ ہو۔

یونس ایمرے کے معاملے میں اردو زبان کچھ زیادہ ہی تہی دامن ہے۔ ترکی کے اس عظیم شاعر کے متعلق جو مضامین مختلف رسائل و جرائد میں نکلتے رہے ہیں' ان میں یونس ایمرے کا ذکر ضمناً اور انتہائی مختصر ہے۔ ان پر صرف ایک کتابچہ (اس کی ضخامت اتنی چھوٹی سی ہے کہ اسے کتاب نہیں کہا جا سکتا) بعنوان "یونس امریہ" چھپا ہے۔ یہ دراصل طلعت سعید حلمان (Halman Talat Sait) کے انگریزی کتابچے "The Humanist Poetry of Yunus Emre" کا اردو ترجمہ ہے' جسے احسن علی خاں صاحب نے منظوم طور پر کیا ہے اور جو علاقائی ثقافتی ادارہ (آر' سی' ڈی) اسلام آباد کی جانب سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا ہے۔ کتابچہ ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۵۹ صفحے پیش لفظ' تمہید مصنف اور مقدمے کے لئے وقف کئے گئے ہیں۔ جبکہ تین صفحات کتابیات کے ہیں۔ یونس ایمرے کی کل چالیس منظومات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ کتابچہ اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ یہ یونس ایمرے کو اردو داں حلقوں اور برصغیر پاک و ہند میں روشناس کرنے کی پہلی کوشش ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فاضل مترجم نے یونس ایمرے کی منتخب منظومات کو اردو کے شعری قالب میں خوبی کے ساتھ ڈھالا ہے۔

ترجمہ ایک مشکل کام ہے اور خاص طور پر شعر کا ترجمہ۔ یہ میں اپنے بیس سالہ تجربے کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کے خیال میں شعر کا ترجمہ ناممکن ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ترجمے سے مفر نہیں۔ دنیا میں بے شمار قومیں بستی ہیں اور مختلف علاقوں میں لاتعداد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ساری دنیا کی ایک واحد زبان نہ ہونے کی وجہ سے مختلف علاقوں کے لوگوں کو ایک دوسرے کی زبان جاننے کی ضرورت پیش آتی ہے اور ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمے کی حاجت ہوتی ہے۔ یعنی ترجمہ رابطہ اور اظہار کا بنیادی ذریعہ ہے۔ یہ تہذیب و تمدن کا بھی ایک بنیادی عنصر ہے۔ ہماری دنیا میں علم و فن کو جو فروغ حاصل ہو رہا ہے اور اس

کی جو فراوانی ہو رہی ہے، اس میں زبان اور ترجمے کا رول بہت اہم ہے۔ ترجمے کی خامیاں اپنی جگہ، لیکن کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دور قدیم، قرون وسطی اور عصر جدید میں جن کتابوں نے قوموں کی تقدیریں بدل دی ہیں، حتیٰ کہ جنھوں نے بنی نوع انسانی اور دنیا کی کایا پلٹ دی ہے، ان کے جاننے، پڑھے جانے اور ان پر عمل کئے جانے کے سلسلے میں ترجمے کا بڑا عمل دخل رہا ہے؟ کیا آسمانی صحیفے، خصوصاً قرآن کریم اور انجیل مقدس، احادیث رسولؐ، کنفوشش کے فرمودات، کالی داس کی "سکنتلا" کبیر داس، امام غزالی، ابن سینا، امام رازی، فارابی، ابن رشد کی تخلیقات، ہومر، سقراط، افلاطون اور کلاسیکی یونان کے دوسرے شہ پارے، شیکسپیئر کے ڈرامے، ورڈز ورتھ، ملٹن، کیٹس، بائرن، شیلے، ٹینیسن کے اشعار، نیلشے، دانتے، گوئٹے، کانٹ، بیکن، موپاساں، ہیگل، وکتور ہیوگو، بالزاک، روسو، ژاں پال سارتر، برٹرنڈ رسل، ہکسلی، کارل مارکس کا "داس کاپیتال" ہٹلر کا "مائین کامف" چرچل کے شذرات، ڈی۔ ایچ لارنس، چارلس ڈکنز، ایمرسن، تھامس ہارڈی، ایلیٹ، ہمنگ وے، چیخوف، دوستو وسکی، ٹالسٹائی، ترگنیف، مارک ٹوائین، ولیم فاکنر، سامرسٹ ماہم، آسکر وائیلڈ، برنارڈشا، جیمز جوائیس، آئین اسٹائن، پرل بک، جان اشٹائین بک، بورس پیسٹرنک، ایگزنڈر سولزے نٹسن، بنگالی شاعر نذر الاسلام، رابندر ناتھ ٹیگور، الف لیلہ، مثنوی مولانا روم، خلیل جبران، سعدی، فردوسی، حافظ، خیام اور مرزا غالب، بیدل، شاہ ولی اللہ دہلوی، علامہ اقبال اور فیض احمد فیض، ترجمے کے بغیر وہ اہمیت، مقبولیت اور اثر انگیزی حاصل کر سکتے تھے جو ان کو اب حاصل ہے؟

یہ ترجمہ ہی ہے جس کے ذریعے قدیم اور کلاسیکی علم و ادب کے سرچشمے موجودہ نسل تک صحیح و سالم پہنچ سکے ہیں۔ مسلمانوں نے ترجمے کو ایک باقاعدہ فن کا درجہ دیا۔ بغداد میں، اندلس میں اور دوسرے مقامات پر دارا لحکمۃ اور دارالترجمہ کے نام سے جو ادارے قائم کئے گئے تھے، ان کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ماضی کا علمی ذخیرہ تلف ہونے سے بچ گیا، بلکہ علم کی روشنی دور جدید تک پہنچی۔ یہ حقیقت بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ ساری دشواریوں اور خامیوں کے باوجود علم و ادب کی ہر صنف میں ترجمے ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض بہت ہی کامیاب اور مکمل خیال کئے جاتے ہیں، بلکہ بعض ترجمے تو ایسے ہیں جن پر طبع زاد ہونے کا شبہ ہوتا ہے اور اصلی تخلیق

کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ مذہبی کتب ایک طرف' شیکسپئر' دانتے' گوئٹے' موپاساں' چیخوف' وکتور ہیوگو' روسو' سارتر' برٹرنڈ رسل' ٹی۔ ایس ایلیٹ' عذرا پاؤنڈ' ہمنگ وے' دوستو وسکی' ٹالسٹائی' آسکر وائیلڈ' برنارڈشا' ٹیگور' رومی' سعدی' خیام' غالب' اقبال اور فیض کے ترجمے بڑی مہارت' کامیابی' فنکاری' پرکاری اور عرق ریزی سے کئے گئے ہیں۔

آمدم برسر مطلب' سب سے پہلے میں یہ عرض کردوں میں کوئی شاعر نہیں ہوں۔ شاعری ایک خداداد صلاحیت ہے اور افسوس کہ میں اس سے عاری ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے کوئی غلط فہمی یا خوش فہمی نہیں ہے۔ مجھے اپنی کم مائیگی اور خامیوں کا پورا احساس ہے اور کوئی یہ نہیں سمجھے کہ میں نے اس کوچہ خار دار میں خواہ مخواہ اور فضول طبع آزمائی کرنے کی کوشش کی ہے۔ دراصل یہ فرض بادل نخواستہ پورا کر رہا ہوں۔ نثری ترجمے کے لئے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا لیکن فرمائش یہ تھی کہ ترجمہ منظوم ہو۔ مرتا کیا نہ کرتا' حامی بھرلی۔ لیکن اس شرط پر کہ اسے ضرور کسی قادر الکلام شاعر کی نظر سے گزارا جائے گا۔ اپنا کیا کرایا آپ کے سامنے ہے' اگر کتاب کے زیور طباعت سے آراستہ ہونے سے پہلے کسی اچھے شاعر کے ہاتھوں منظومات کے بحور' ردیف' اور قافیئے درست ہو جائیں تو میں ان کا ممنون احسان ہوں گا۔ اس طرح کتاب کی افادیت اور قدر و قیمت بڑھ جائے گی۔

یونس ایمرے نے جو زبان استعمال کی ہے وہ سادہ' سلیس اور عوامی ہے اور جدید ترکی زبان سے بہت ملتی جلتی ہے۔ بعض وقت تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ اشعار آج کی زبان میں انتہائی سلاست' بلاغت اور برجستگی سے ادا کئے ہیں۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ درمیان میں سات سو سال کا فاصلہ ہے اور بہت سے الفاظ' تراکیب اور تلمیحات ایسی ہیں جو قدیم اور متروک ہو چکی ہیں اور جنہیں عام ترک بھی مشکل سے سمجھ پاتے ہیں کجا یہ کہ کوئی غیر ملکی۔ علاوہ ازیں یونس کے بہت سے اشعار سہل ممتنع کی بہترین مثالیں ہیں۔ آسان سے آسان اور مختصر سے مختصر الفاظ میں انہوں نے معنی کے دریا بہا دیئے ہیں۔ ان کو اس طرح سمیٹنے اور سادہ الفاظ میں بیان کرنے سے بات بڑی ہلکی اور سطحی بن جاتی ہے۔ ہمیں اس بات کا اطمینان ہے کہ ان ساری مشکلات کے باوجود ہم نے اردو داں قارئین کو یونس ایمرے کے مافی الضمیر کو

پوری طرح پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ گرچہ ہم ان کے کلام کو پوری طرح شعری قالب میں نہیں ڈھال سکے ہیں' اور اسے ایک منظوم ترجمہ نہیں کہا جا سکتا' بلکہ صرف موزوں اور شاعرانہ ذوق و مزاج کے قریب' لیکن ہماری کوشش یہ رہی ہے کہ شاعر کا مدعا پوری طرح بیان ہو جائے اور اس طرح ہم نے ان کی باریکیوں' لب ولہجہ' انداز بیان' شوخی' سادگی و پرکاری' جوش و جذبے اور گھن گرج کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا' اس کے لئے ہمیں بڑی محنت کرنی پڑی ہے۔ ہم نے ایک مواد سامنے رکھ دیا ہے' اسے شاعرانہ صلاحیتوں کے مالک حضرات زیادہ مفید' خوبصورت اور دل آویز بنا سکتے ہیں۔

یونس ایمرے کے بارے میں سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ اول تا آخر ایک سچے مسلمان اور مومن ہیں۔ جیسا کہ اس کتاب کے مقدمے میں اشارہ کیا گیا ہے ان کو اس کے علاوہ کسی اور حیثیت سے پیش کرنا' حقیقت کا منہ چڑانا اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے مترادف ہے۔ یونس ایمرے پہلے مسلمان ہیں اور پھر کچھ اور۔ ان کے کلام کو دیکھتے جائیے۔ ان کے ہر شعر میں' بلکہ ہر مصرعے میں آپکو لفظ "حق" ملے گا۔ "حق" نہیں تو "دوست" اور "عشق"۔ یہ یونس کے محبوب کلمات اور اصطلاحات ہیں۔ ان کا مطلب کیا ہے؟ "حق" سے ان کی مراد حق تعالیٰ' خدائے برحق' وحدہٗ لاشریک' اور مالک کائنات ہے۔ اسی کو وہ "دوست" بھی کہتے ہیں' یعنی محبوب' وہ انھیں ہر چیز سے زیادہ پیارا ہے۔ اس کے "عشق" میں وہ بے چین اور بے قرار ہیں۔ ان کا عشق' عشق مجازی اور عشق الٰہی ہے' وہ اس کے دیدار کے لئے ترس رہے ہیں یہ دیدار نصیب ہو گیا تو گویا انھیں سب کچھ مل گیا۔ وہ وجودی فلسفے کے قائل ہیں' اس لئے دنیا کی ہر شے میں انھیں خدا کا وجود نظر آتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز انھیں خدا کی قدرت و عظمت کا احساس دلاتی ہے اور اس لحاظ سے وہ گویا قرآن کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ منصور حلّاج کے بھی عاشق ہیں اور کبھی کبھی وہ خود بھی بڑے فخر سے اپنے منصور ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی بہت سی نظمیں حمد کے ذیل میں آتی ہیں۔ اسی طرح وہ حبیب خدا کے بھی عاشق ہیں۔ حب رسول ان کے ریشے ریشے میں موجود ہے اور انھوں نے بعض حمد' مناجات اور نعتیں وجد میں آکر اور محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر لکھی ہیں' جو

زبان و بیان کی خوبیوں کی وجہ سے شاہکار سمجھی جاتی ہیں۔ آئندہ صفحات میں آپ خود ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں؛ یونس شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت سبھی کے قدر داں ہیں لیکن قدرتی طور پر وہ حقیقت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، وہ اسے انسان کی روحانی تربیت کی معراج سمجھتے ہیں۔ صوم و صلواۃ کی پابندی بھی ضروری سمجھتے ہیں اور کئی اشعار میں نماز اور دوسری عبادات کی برکات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن وہ دکھاوے کی عبادت اور ریاکاری کے سختی سے مخالف ہیں، اس وجہ سے ان لوگوں پر سختی سے تنقید کرتے ہیں، جو انھیں نماز نہ پڑھنے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ ریاکار فقیروں اور درویشوں سے بھی متنفر ہیں اور کبھی کبھی خود بھی ان کا روپ دھار کر ان کی جانب سے ندامت و پشیمانی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان اشعار کو دیکھئے ۔

مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے کو مسلمانی کے اصولوں کی پیروی کرنی چاہئے
خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نماز نہ ادا کرنی چاہئے

درویشی جسے کہتے ہیں وہ خرقہ و تاج نہیں ہے
اپنے دل کو درویش کرنے والا خرقے کا محتاج نہیں ہے

مجھ کو نماز نہ پڑھنے کا طعنہ نہ دے، میں جانتا ہوں اپنی نماز کو
میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں مولا جانتا ہے میرے نیاز کو

اے وہ لوگو جو مجھے درویش سمجھتے ہیں، مجھ کو درویشی سے دور کا واسطہ نہیں
درویشی اگر ایک بیاباں ہے تو میں اس کا سناٹا اور وحشت ہوں

صوفی ہوں میں لوگوں کی نظر میں میرے ہاتھ سے تسبیح نہیں چھوٹتی
دل میں نہیں ایمان و یقین گو میری زباں ہے معرفت کہتی

یونس کے کلام کا ایک بڑا حصہ یقیناً انسان دوستی اور انسانوں کے درمیان محبت و اخوت، مساوات و رواداری کے جذبے سے متعلق ہے۔ لیکن اس کا سرچشمہ اسلام، اسلامی تصوف اور مسلمان صوفیوں کی سیرت و کردار ہیں۔ ذیل کے اشعار میں اسی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے ۔

میں آیا نہیں بہر جنگ و عداوت
مرا مقصد زندگی ہے محبت

پست و ارفع کو برابر سمجھو کسی انساں کو نہ کمتر سمجھو
اگر دل دکھایا ہے تو نے کسی کا تو بے کار ہیں تیرے صوم وصلواۃ

ساری مخلوق خدا کو اک نظر سے نہ دیکھنے والا
پابندی شرع کا نمونہ بھی ہو تو ہے دراصل عاصی

یونس کے کلام میں دنیا کی بے ثباتی کا بھی ذکر بڑے شد و مد سے کیا گیا ہے۔ انھوں نے یہ بتایا ہے دنیا کی زندگی بس دو دن کی چاندنی ہے' اصل ابدی حیات آخرت کی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اس دو روزہ زندگی میں اپنی آخرت کی زندگی کے لئے سرمایہ اکٹھا کرے۔ وہ خود موت سے نہیں ڈرتے اور بار بار موت کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر اپنے سفر آخرت کی تیاری اور خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ انھوں نے موت کی تباہیوں اور عذاب قبر کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے اور حق تو یہ ہے کہ ان کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس معاملے میں ان کی جذبات نگاری اور منظر کشی قابل دید ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ وہ موت اور ناامیدی کے شاعر ہیں' نہیں وہ ترک دنیا کے قائل نہیں ہیں' ایک صاحب ایمان شاعر کے طور پر وہ دنیا کی نعمتوں اور لطافتوں سے بھی لطف اندوز ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی دو تین نظمیں ایسی ہیں جن میں بہار کی آمد اور قدرتی مناظر اور ان کی بناء پر دلوں میں موجزن ہونے والے خوشی و مسرت کے جذبات کا نقشہ اس خوبی سے کھینچا ہے کہ وہ بالکل نیچر پرست شاعر لگتے ہیں۔ ان کا یہ کیف و سرور اس وجہ سے ہے کہ وہ مناظر قدرت میں بھی خدا کی شان اور کرشمے دیکھتے ہیں ۔

اے مرد عشق کھول آنکھ ذرا روئے زمیں کو دیکھ ذرا
سجائے گئے ہیں یہ تیرے لئے ان پھولوں کو دیکھ ذرا

پھر آیا عشق کا پیغامبر' پھر بھر گیا میخانہ
پھر آئی بہار' پھر چاروں طرف ہوا گلزار

یہ باد نو بہار پھر اک نئے انداز کے ساتھ چلی

پھر موسم سرما کی سردی' خنکی اور بے کیفی دور ہوئی

گل بوٹوں نے پہنا ہے رنگین سے رنگین تر لباس
سبزہ و شجر میں جان پڑی' انھوں نے نیا روپ دھارا

گئی سردی کی بے کیفی آئی بہار نئے انداز سے
نئے کونپل اور پودے نکلے' موج دریا نے سر مارا ناز سے

یونس ایمرے کے کلام میں ایک اور قابل ذکر شے بظاہر عقل و اذہان اور منطق کے بالکل خلاف بعض واقعات و حالات کا ذکر ہے۔ اس قسم کے اشعار کو پڑھنے والا ایک قاری اپنے آپ کو ایک عجیب مخمصے میں پاتا ہے اور اسے بڑی الجھن ہوتی ہے اور یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا ہے کہ یہ ایک مجذوب کی بڑ ہے۔ اس سلسلے میں یہ دو نظمیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

چڑھ گیا میں سیب کے درخت پر اور کھائے اس پر انگور
باغباں نے ناراض ہو کر مجھ کو للکارا "اوئے کیوں کھاتے ہو میرے بادام کو
گونگوں کی باتیں سنیں بہرے   ایسی بات سمجھنے کے لئے روحانی فہم ضروری ہے

اس طرز فکر اور انداز بیان کو "شطحیات صوفیانہ" کہتے ہیں' جس کی روایت زیادہ تر ترکی کے صوفیانہ سلسلوں میں موجود ہے۔ شطحیات کو ہزلیات کے متبادل کہا جا سکتا ہے۔ یہ شعر کی وہ صنف ہیں جن مین طنز و مزاح اور ہزل گوئی کے ذریعے سامعین یا قارئین کو ہنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ "شطحیات صوفیانہ" شعر کی اس صنف کو کہتے ہیں جو مجذوبوں کے بعض اقوال کی تقلید میں اور ان کے انداز میں لکھی جاتی ہے۔ اس قسم کے اشعار گرچہ بظاہر بے جوڑ' بے ربط' بے معنی' غیر منطقی' پوچ اور انتہائی لغو نظر آتے ہیں لیکن تشریح و تحلیل اور غور و خوض کے بعد ان

کا معنی دار اور حکیمانہ ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ ترکی میں کئی صوفی شاعروں نے اس قسم کے اشعار لکھے ہیں۔ ان میں کائیگو سیز (بے خوف، نڈر) ابدال (Kaygisi Abdal) سر فہرست ہیں۔ اہل شریعت اور دیندار حلقوں نے ان کے اس قسم کے اشعار کو "کفریات" میں شمار کیا ہے۔ یونس ایمرے کی مذکورہ نظموں میں بھی اس قسم کے خیالات کا اعادہ کیا گیا ہے ۔

ایک فاختہ مسکین کے پر کو چالیس خچروں کی پشت پر لادا
چوں کہ بار تھا بڑا، خچر ہل نہ سکے ایک قدم، پر وہیں پہ پڑا رہا

ایک ادنیٰ سی مکھی نے شاہیں کو ایک ہی جھٹکے میں زمین پہ دے مارا
واللہ جھوٹ نہیں یہ حقیقت ہے، میں نے بھی دیکھا اڑتی گرد کو

اس قسم کے اشعار کا بنیادی خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ چاہے تو آغاز کو انجام اور سیاہ کو سفید بنا دے۔ وہ چاہے تو مچھلیاں اڑنے لگیں اور چڑیاں پانی کے اندر بسنے لگیں، یا کہ آدمی پانی کی سطح پر چلنے لگیں۔ صوفی اور اولیاء دراصل دنیا کو الٹی دیکھتے ہیں اور ان کو اصل میں وہ چیزیں اور واقعات غیر قدرتی اور غیر منطقی نظر آتے ہیں جو دوسرے عام انسانوں کو معمول کے مطابق لگتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ عالم خیال میں غیر ممکن کو ممکن دیکھتے ہیں۔ چنانچہ یونس کو بھی آخر میں کہنا پڑتا ہے ۔

یونس تم نے ایک ایسی بات کہی ہے جس کی بخدا کوئی مثال نہیں
تنقید سے منافقوں کی بچنے کے لئے تم نے حقیقت پر پردہ ڈال دیا ہے

جز کے اندر کل اور قطرے کے اندر دریا دیکھنے کا یہ رجحان دوسرے اولیاؤں اور شاعروں کے ہاں بھی ملتا ہے۔ وہ ایک معمولی سے تنکے میں بھی قادر مطلق کی قوت و قدرت کی تجلیاں دیکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ان کی دیوانگی میں فرزانگی کے نمونے ملتے ہیں۔

یونس ایمرے کو شخصیت، مزاج، اور کلام کے اعتبار سے ان کے ہمعصر امیر خسرو دہلوی سے مشابہت دی جا سکتی ہے۔ دونوں کا انداز درویشانہ ہے، دونوں کا عشق الٰہی ہے اور اس دنیا

کی بے ثباتی کا احساس ہے' دونوں عوامی شاعر اور عوام کے قریب ان کے دکھ درد میں شریک ہیں۔ امیر خسرو سے پہلے گزرنے والے کبیر داس بھی' اپنی فقیرانہ بودوباش اور عوام میں مقبول عام ہونے والے دوہوں' کہاوتوں اور پندونصاع کی بناء پر یونس ایمرے کے بڑے قریب ہیں۔ ان دونوں کی انسانی دوستی مشترک ہے۔ اردو شاعری میں خواجہ میر درد کا درد اور سوزو گداز آپ کو یونس ایمرے کے کلام میں جگہ جگہ نظر آئے گا۔ خواجہ نظام کا طرز کلام اور زبان کی سادگی اور صفائی بھی یونس کے ہاں دیکھنے میں آتی ہے۔ موت و حیات' اور اس دنیا کے فانی اور چند روزہ ہونے سے متعلق فانی اور اصغر گونڈوی کے اشعار بھی یونس ایمرے کے اشعار سے مماثلت رکھتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کی قلندرانہ آن بان' غربت و افلاس' انسانوں اور مظاہر قدرت سے لگاؤ بھی یونس کے کلام کا طرہ امتیاز ہے۔

علامہ اقبال نے مولانا رومی کو اپنا پیر و مرشد اور روحانی معلم تسلیم کیا ہے۔ ان کے کلام کا بیشتر حصہ رومی سے بے پناہ عقیدت کی بناء پر انھیں کے انداز پر اور ان سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے۔ اقبال دور جدید کے ایسے شاعر اور مفکر تھے جنھوں نے رومی کا سب سے گہرا مطالعہ کیا' سب سے اچھی طرح سمجھا اور دنیا کو سمجھایا' اسی بناء پر انھیں "رومی عصر" کہا جاتا ہے۔ یونس ایمرے' مولانا رومی کے ہمعصر تھے۔ ان کی صحبت میں رہے اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔ انھوں نے رومی سے اپنی عقیدت کا بھی برملا اظہار کیا ہے۔ ان کے کلام پر بھی جگہ جگہ رومی کا کلام ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے اقبال کو یونس ایمرے کے کلام اور پیغام کا علم نہیں ہو سکا ورنہ وہ بھی یونس کی عظمت کے قائل ہوتے' ان کی قدر کرتے اور ان کے افکار کو اپناتے۔ اہل علم حضرات یونس اور اقبال کا تفصیلی موازنہ اور تقابلی مطالعہ کر سکتے ہیں ہم یہاں صرف یہ کہنے پر اکتفا کریں گے کہ یونس کے ہاں بھی اقبال کے فکر اور فن کی گہرائی اور گیرائی کا جگہ جگہ احساس ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب وہ خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں اور انسان کی خودی کو مقدم رکھتے ہیں۔ یونس اور اقبال کے اظہار بیان کی آن' بان اور شان کبھی کبھی ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔ مثلاً یونس کہتے ہیں ۔

اے مرد عشق کھول آنکھ ذرا
روئے زمیں کو دیکھ ذرا

اور اقبال کہتے ہیں ۔

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

دونوں ہی عشق کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ۔

عشق مقام عالی ہے، عشق قدیم و ازلی ہے   جو کرے ذکر عشق وہ زبان الٰہی ہے   (یونس)

عشق سے روشن نام مصطفےٰ   عشق ایک بے مثل چیز ہے   (یونس)

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

(اقبال)

صدق خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدرو حنین بھی ہے عشق

(اقبال)

یونس ایمرے کے صوفیانہ افکار کی بازگشت پاکستان کی علاقائی شاعری کے نمائندوں اور صوفی شعراء کے کلام میں بھی سنائی دیتی ہے۔ پنجاب کے صوفی شاعر شاہ حسین کہتے ہیں ۔

اجل آئے گی ایک دن، یہ دنیا یہیں رہ جائے گی
اور ایک بندہ اپنے رب سے ملے گا

یونس کا کہنا یہ ہے ۔

اے دوستو، اے ساتھیو، اے بھائیو، موت اٹل ہے مر جاؤں گا ایک دن
ساری دنیا کی امید ہے تو اے مولا تیرے پاس میں بھیجا جاؤں گا ایک دن

سندھ کے عظیم سپوت شاہ عبداللطیف بھٹائی اپنے قلندرانہ مزاج، اپنے دکھے دل، اپنے روح کی سادگی و نزاکت اور انسان دوستی کے لحاظ سے یونس ایمرے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ سندھ کے دوسرے عظیم شاعر سچل سرمست، یونس ایمرے ہی کی طرح وحدت الوجود کے فلسفے پر یقین رکھتے تھے اور ان کے حمد، نعت، مناقب، قصیدے اور مرثیے عوام میں بہت مقبول ہیں۔ مثلاً ان کے حمد کی نوعیت کے اس شعر کی بازگشت یونس کے کلام میں بھی سنائی دیتی ہے۔

حقیقت نے ازل سے حقیقت کو پیدا کیا ہے
اور وہی ہے جس نے انساں کو پیدا کیا ہے

پشتو شاعری کے درویش صفت شاعر رحمٰن بابا نے یونس ہی کی طرح عشق الٰہی، انسان دوستی، اخلاق و کردار کی بلندی جیسے موضوعات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

دوسروں کی قدر و قیمت اپنی جیسی جان
کیونکہ ان کی بھی ہے تیری جیسی جان
پینا چاہتا ہے تو آب حیات پی   اور عیسٰی کی طرح چڑھ آسمانوں پر

اور یونس کہتے ہیں۔

ترا دین و ایماں کامل ہے تو درویشوں کو حقیر نہ سمجھ
سارا عالم مشتاق ہوتا ہے درویشوں کے دیدار کا
چشمہ آب حیات ہے عاشقوں کی جائے وصال
پیاس بجھا دیتا ہے یہ لفظ عشق سے عاشقوں کی

آخر میں ہم یہ عرض کر دیں کہ یونس ایمرے کے کلام کا یہ انتخاب ان کے دیوان کے ان مستند نسخوں سے کیا گیا ہے جو ترکی زبان و ادب کے محققین مرحوم عبدالباقی گول پنارلی اور ڈاکٹر فاروق تیمور تاش کی طرف سے شائع کیے گئے ہیں۔ اس انتخاب میں تقریباً ساڑھے تین سو

منظومات میں سے ڈیڑھ سو کے قریب منظومات کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ "ضمیمے" میں وہ منظومات شامل ہیں، جن کے بارے میں یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ یونس ایمرے ہی کی ہیں، تاہم ان میں بعض ایسی منظومات بھی ہیں جو بہت مقبول اور زبان زد عام ہیں۔ ان کے علاوہ جو منظومات یونس ایمرے سے منسوب کی جاتی ہیں ان کی صحت مشتبہ ہے۔ ہم نے منظومات کے نمبر شمار ڈاکٹر فاروق تیمور تاش کے نسخے کی بنیاد پر دیے ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت کا بیڑا اکادمی ادبیات پاکستان نے اٹھایا ہے۔ یہ کتاب ان کتابوں میں شامل ہے جو ۱۹۹۱ء میں یونیسکو کی جانب سے اعلان کردہ "یونس ایمرے کا سال" کی مناسبت سے دنیا کی مختلف زبانوں خاص کر انگریزی، فرانسیسی، جرمن اور ترکی میں شائع ہو رہی ہیں۔ ہم ترکی کی وزارت ثقافت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے اور اس امر پر خوشی و اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کہ اس مناسبت سے یونس ایمرے کی شخصیت، کلام اور فن سے پاکستانیوں اور اردو کے قارئین کو روشناس ہونے کا موقعہ ملا ہے۔ خدا ہماری کوششیں بار آور کرے اور چراغ سے چراغ جلیں۔

انقرہ — ترکی

ڈاکٹر نثار احمد اسرار
۱۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء

انتخاب کلام

---(۱)---

ترے بغیر میں چلوں تو مجال نہیں میری قدم رکھنے کی
مرے بدن میں تو طاقت ہے، سکت نہیں سر پھیرنے کی

مری روح، مرا دل، میری عقل، مرا علم، سب ہے ترے کرم سے
مری روح کے پر ہوں کھلے گر خواہش ہو اڑنے کی

وہ معشوق بناتا ہے شاہین اپنے سے گزرنے والے کو
اسے ڈالتا ہے عادت بلخ اور تیتر کے پکڑ لینے کی

خدا نے مرد عشق کو بخشی ہے قوت ہزاروں حمزوں(۱) کی
پہاڑ کاٹے اور راہ بنائے گر آرزو ہو یار سے ملنے کی

پہاڑ کھودیں لاکھوں فرہاد اپنے ہاتھوں میں تیشہ لیکر
مشقت کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں چشمہ حیواں(۲) بنانے کی

چشمہ آب حیات ہے عاشقوں کی جائے وصال
پیاس بجھا دیتا ہے یہ لفظ عشق(۳) سے، عاشقوں کی

بہشت خدا کے طالب کو میں عاشق کہہ سکتا نہیں
بہشت ایک پھندا ہے احمقوں کو پھانسنے کے لئے

جو عاشق ہے وہ مسکین ہے اور راہ حق کا مسافر ہے
سر تسلیم ہے خم کرتا، عادت نہیں اسکی دلشکنی کی

جو آئے اس دنیا میں وہ گزر گئے جو ٹھہرے وہ چلے گئے
شراب عشق کو پینے والوں کی خواہش نہیں ٹھہرنے کی

جہنم سے جنت کو پہنچی، روکی نہ گئی یونس کی جاں
وہ نکلا ہے راہ یار پر اپنی اصلیت کو پانے کے لئے

---(۲)---

دعویٰ ہے جس کو عشق کا ہر گز نہ کرے حرص و ہوا
خانہ عشق کے مکینوں کو بھاتی ہے بہت مہر و وفا

نام و نشاں اور شان و شہرت بکھیڑے ہیں یہ دنیا کے
کہہ دے تو یہ میری بات' عشق ہے دولت بیش بہا

عشق کا دعویٰ کرنے والے کیا جانیں کہ یہ شے کیا ہے
دنیا کی عزت جو چاہیں ہر گز وہ نہ عشق کی بات کریں

مال و دولت کے عاشق کے لئے عاشقی ہے ایک بہتان
دوست(۱) کے حضور پہنچائے نہ اسپ نہ خچر نہ شتر

یونس کی دیکھا دیکھی عاشق نہ بن دربدر نہ پھر
یہ راہ کوئی آسان نہیں پشیمان نہ ہو سراسر

---(۴)---

دونوں جہاں زنداں ہی سہی گلستاں ہیں یہ میرے لئے
فرقت کا ہو مجھے کیا غم؟ عنایت دوست ہے میرے لئے

پہنچوں میں یار کے قدموں میں پھول بنوں اور کھل جاؤں
چہکوں میں بلبل کی طرح منزل ہے گلستاں میرے لئے

دیدار دوست کے بعد سرمہ ہے مری آنکھ کا خاک پاک اولیاء
ہے مثل گنج گراں مایہ میری بات عاقل و دانا کے لئے

ہر دعویٰ سے باز آ کر دوست کی طرف رخ کرنے والا
شربت (۱) عشق کو پینے والا کبھی مدہوش کبھی سرخوش ہوتا ہے

تیرے بغیر میرے لئے یہ دونوں جہاں ہیں مثل زنداں
تیرے عشق سے سرفراز ہونے والا خاص الخاص ہوتا ہے

میرا جی نہیں بھرا تیرے عشق سے کہتا ہوں یہ بات برملا
شاید تیری یہ بات یونس باعث عبرت ہو عالم کے لئے

---(۶)---

اے عاشقو اے عاشقو، عشق ہے دین و مذہب میرے لئے
دیکھا میری آنکھ نے چہرہ دوست، ہر غم ہے خوشی میرے لئے

سب حیران رہ جائیں گے غیروں کو "تو" کہہ سکتا نہیں
یہ "آقا" اور وہ "غلام" کہہ سکتا نہیں، ممکن نہیں ہے یہ میرے لئے

عشق دوست کے بعد دنیا و آخرت سب ایک ہوئے
پوچھو تو کہوں ازل اور ابد، آج اور کل ہیں میرے لئے

غم و غصہ ہمیں نہیں بھاتا قلبوں میں نہ ہو ہمارے کدورت
حق تعالیٰ سے آنے والی صدا اک ناگزیر ندا ہے میرے لئے

میں ترے عشق سے دور نہ ہوں تیرے در سے جدا نہ ہوں
روح مری جدا بھی ہو مجھ سے تو زندہ رہوں میں تیرے ساتھ

اس دوست نے مجھے یہاں بھیجا اور مجھ کو کہا کہ دنیا دیکھ
آیا، دیکھا، خوب آرائش ہے لیکن کچھ بھی نہیں یہ ترے عاشق کے لئے

بندوں سے خدا نے یہ وعدہ کیا "کل آؤ تمہیں میں جنت دوں"
سب دوست خوشی سے پھولیں گے وہ "کل" بنا ہے "آج" میرے لئے

یونس نے تجھے اپنا دین بنایا، دین کیا، ایمان بنایا
عاشق کو کیا امروز و فردا سے محبوب ہے سب کچھ اس کے لئے

---(۷)---

علم ہے تجھ کو اس دن کا ذرا جب سارا عالم پریشان ہو گا
تو اپنے وجود سے بے خبر ہو گا' بے خود و بے سر و سامان ہو گا

اسرافیل جب صور پھونکے گا' قبروں سے سارے لوگ اٹھیں گے
محشر بپا ہو گا اور عدالت لگے گی وہاں کا منصف سبحان ہو گا

دوزخ کے فرشتے مل جل کر پھینکیں گے تجھے جہنم میں
گوشت و پوست سب جل جائیں گے خوب شور آہ و فغاں ہو گا

میدان میں لایا جائے گا تو' اللہ بھیجے گا تجھے دوزخ میں
خوف خدا سے جہنم بھی بے حد و حساب ترساں ہو گا

کوہ و جبل کی بنیادیں ہل جائیں گی آسمان ہیبت سے پھٹ جائیں گے
ہر تارہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا گر کر خاک میں غلطاں ہو گا

جرم ترے سب تولے جائیں گے پردے سب اٹھ جائیں گے
ہر نامعلوم گناہ جو تو نے کیا وہ سب کی نظروں میں عیاں ہو گا

یونس کی یہ بات نہ بھول اولیاؤں کا ہے وہ غلام
دیدار حق(۱) نہ ہو تو وہ ناحق گریاں کناں ہو گا

---(۸)---

پیار کا روگ بھی کیا روگ ہے اک روگ جاں ہے فراق بھی
میری روح کو مدہوش کردیا عشق نے' ہے یہ زہر بھی اور تریاق بھی

جس کو جس کا رنج ہے وہ اپنے درد کی دوا تلاش کرے
میرا رنج و غم ختم ہوا عشق بن گیا میرے درد کا درماں

زندگی کی خاطر آتش عشق میں جل اور دل میں داخل ہو
تاریکی یونہی دور ہو سکتی ہے مجھ کو نہیں چاہئے قندیل و چراغ

آسماں سے اتری ہوئی چار کتب کو چاہے تو ہزار بار پڑھے
گر اہل دل سے بغض ہے تجھے تو دیدار ہے محال تیرے لئے

یونس گھمنڈ نہ کر اولیاؤں سے' ان کی خاک پا ہو جا
سب خاک سے پیدا ہوتے ہیں خاک ہے گلستاں میرے لئے

---(۱۰)---

میں ہوں عشق کا ایک ایسا غوطہ خور بحر زخار بھی ہیں حیران مجھ پر
دریا ہے میرے لئے اک قطرہ ذرے ہیں آفتاب میرے لئے

کوہ قاف ہے اک ذرہ میرے لئے سورج اور چاند ہیں میرے غلام
میری اصلیت حق ہے' شک نہیں' مرشد ہے قرآن میرے لئے

میری روح جاتی ہے دوست کو' ملک ازل ہے میرا وطن
میری زبان پہ جاری کلمہ محبت' عشق ہے میری جولان گاہ

جب کچھ نہیں تھی تو تھی اسکی بارگاہ اور وہ تھا سارے عالم کا شاہ
آہ اس عشق کی بدولت آہ' درد بن گیا درماں میرے لئے

خالق کی تخلیق آدم سے پہلے' جان قالب میں ڈھالے جانے سے پہلے
شیطان کو پھٹکار ملنے سے پہلے عرش تھا ایک سیر گاہ میرے لئے

بعد ازاں ہوئی تخلیق مصطفیٰ چہرہ مثل گلاب' دل باصفا
اس نے ہمارے ساتھ کی وفا اس کا ہے احسان میرے لئے

اہل شریعت ہیں دور اس سے وہ نہیں پہنچتے اس منزل تک
میں زبان طائر جانتا ہوں' کہتے ہیں یہ سلیمان میرے لئے

یونس' انسان ہے خطا کا پتلا رب العزت بھی اسے جانتا ہے
دیوانہ ہو کر وہ کہتا ہے' درویشی ہے بہتان میرے لئے

---(۱۱)---

جس کو مجھ سے عداوت ہو حق تعالٰی اسکا یار ہو
جو بھی جس سمت رخ کرے اس کے لئے باغ و بہار ہو

جو شخص مجھے زہر دے دستر خوان پہ اس کے شہد ہو
اسکا سارا کام آساں ہو دنیا اس پہ نثار ہو

میرے لئے کنواں کھودنے والے کو اللہ شان و شوکت دے
مجھ پر پتھر پھینکنے والے پر گل و سمن کی بوچھاڑ ہو

میری زندگی میں زہر گھولنے والے کی زندگی میں مٹھاس ہو
میری موت چاہنے والے کی عمر ایک ہزار سال ہو

جو چاہتا ہے کہ میں خوار ہوں، دشمنوں کے ہاتھوں ذلیل ہوں
اس کے دوست شاد ہوں، دشمنوں کے دوست خوار ہوں

یونس اس دنیا میں جس کو تیرا ہنسنا پسند نہیں ہے
جو مجھے روتے دیکھنا چاہے اس کے لئے میری آنکھ زار زار ہو

---(۱۲)---

اے بادشاہ لم یزل پھیرا میں نے رخ اپنا تیری طرف
اپنے روئے سیاہ کے ساتھ چاہتا ہوں ترا قرب، ترا وصل

تو ہے مری آنکھ سے دیکھنے والا، تو ہے مری زباں سے بولنے والا
تو ہے مجھے وجود بخشنے والا، تو ہے اول تو ہے آخر

رب عظیم تو نے کیا خوب کہا "میں ہوں تجھے تجھ سے قریب"
مجھے مجھ سے قریب ہے تو اپنے رخ روشن کو دکھا مجھے

تو بہت ہی قریب ہے مرے، پر ترا مشتاق دید ہوں
شب و روز نہ دیکھوں تجھے تو ہوتا میں دیوانہ ہوں

ہر آنے والا وہ ہے اور جانے والا وہ، دیکھنے والا وہ ہے، دکھانے والا وہ
افضل بھی ہے وہ اور ارزل بھی وہ دکھ مجھے اے دکھائی دینے والے

یونس یہ راز حقیقت ہے اس کا لب پر آنا مشکل ہے
جذب چاہئے اس کی آگہی کے لئے عقل کا اس تک پہنچنا مشکل ہے

---(۱۴)---

تو نے اس ملک جہان کو زیر کیا ہے کوہ سے کوہ قاف تک
یا کہ اس مال دنیا کو جیتا ہے ایک بازی میں اور کھیل میں؟

تخت سلیمان پر بیٹھا ہے بڑی شان سے' بڑی آن سے
دیو اور پری ہیں تیرے غلام سب پر ہے تو حکمراں

فرعون کی سلطنت کو ملایا' نوشیرواں کی شہنشاہیت کے ساتھ
اور بڑھایا اپنے خزانے کو قارون کے خزانے سے ملا کر

دنیا اک لذیذ لقمہ ہے' یہ جان کہ تو اسے چبا رہا ہے
اس کو چباتے رہنے کا کیا فائدہ نگل اور ہضم کر

عمر ہے تری کمان میں تیر کی مانند لگی ہوئی
تیر چلنے کے لئے تیار ہے اسے روکتا ہے کیوں' پھینک

عمر تری گھٹتی جاتی ہے جوں جوں سانس نکلتی ہے
کیسہ آدھا خالی ہو گیا اب تو بند کر اس کے منہ کو

چوں سمندر میں گرا تو اور گردن تک پانی میں ڈوبا تو
دیوانے کی طرح تڑپتا ہے کیوں؟ غرق ہو گیا ہے ناداں تو

صد ہا سال تو پر مسرت زندگی گزارے بھی تو
اس کا آخری سرا ایک سانس ہے' سانس لینی بھول گیا' سنبھل

---(۱۴)---

عشق ہمارا امام، دل ہے جماعت
قبلہ رخ دوست، دائم ہے صلواۃ

دیکھا رخ دوست، ختم ہوا شرک
دروازے کے باہر کھڑی ہے شریعت

محراب دوست میں دل ہے مسجود
چہرے پہ خاک مل کے کرتا ہے مناجات

فرصت کہاں ہے مناجات کی وہاں
ہر اک یار کے ساتھ ہے در خلوت

شرع کا ہے اپنے احکام پہ بڑا زور
شرع کی پابندی اس کے لئے جو کرے خیانت

اولیاؤں کی نگہ کرم کا ہے یہ کمال
بچ گئے ہم ہر فتنے اور فساد سے

پہلی سانس میں ہم نے کہا "بلیٰ"
اک پل گزرا ہے جیسے اس وقت سے

پانچوں(۱) ہمارے مل کر اک وقت ہوئے
پانچوں کو ملا کر کون کرتا ہے طاعت؟

ہم کسی کے دین کو برا نہیں کہتے
سارے مذہبوں کا پیغام ہے محبت

در دوست سے حقیقت مانگنے والا
بے شک پائے گا روحانی سکون و مسرت

یونس اس در کا ہے حقیر بندہ
ازل سے ابد تک ہے یہ بڑی عزت

---(۱۷)---

تو ہمارے دین وایمان کو پوچھتا ہے' عاشقوں کو دین کی کیا حاجت؟
عاشق خانہ خراب ہوتا ہے عاشق نہ جانے دین و عبادت

عاشقوں کے دیدہ و دل معشوق پر فدا ہو جاتے ہیں
خالی بدن میں کیا رہ جاتا ہے کون کرے زہد و طاعت؟

طاعت کار خواہش کرے جنت کی اور بے دین ہے دوزخ کا کندہ
عاشق کو ان کی پرواہ نہیں ہے اب تو سمجھ یہ حقیقت

جس کو دوست سے محبت ہے وہ پہنچے اپنے دوست کے پاس
دوست بن جاتا ہے اس کا سارا کاروبار اور وہ ہر کام سے آزاد ہو جاتا ہے

اس کی طرح معشوق کے پاس سے کون لاتا ہے پیغام تیز تر
جبریل ہوئے ممنون و مسرور جب ملا ان کو اشارہ

دنیا و آخرت کو چھوڑنے والے سے سوال و جواب نہیں ہو گا
منکر نکیر اس سے کیا پوچھیں؟ اس کی نہیں ہوتی کوئی آرزوئے گنہ

دولت دنیا کو چھوڑنے والے کو کیا خوف و رجا' کیا اندیشہ جاں؟
اس کے لئے علم و عمل کی حاجت نہیں اور نہ خوف پل صراط و میزان

میدان حشر میں ہو گی لاحق ہر بندے کو اپنی جاں کی فکر
یونس اور دوسرے عاشقوں کو ہو گی نہ کوئی فکر قیامت

---(۱۸)---

یہ رات دن کا نظام دیکھو کیسا ہے مناسب
ارشاد الٰہی سے قائم ہے ان میں کیسا تناسب

ظلمت دور ہو جاتی ہے، عالم منور ہو جاتا ہے
قندیل روشن ہو جاتی ہے، ہر سو چمکنے لگتا ہے

دیکھ ذرا دائیں اور بائیں، ہوس نہ کر انجانے راہوں کی
سن طائر کی دلکش صدا، آوازیں بہت سے سازوں کی

طائر اپنے انڈے میں تھا، آشیانے میں اور زمیں پر
دراصل ہے وہ قدرت کی صدا، جو نہ جانے وہ ہے ناداں

مالک جان، جان کو واپس لیتا ہے، تن خاک میں پڑا رہ جاتا ہے
اپنی حالت کو جاننے والا اپنے کو اپنے سے لے لیتا ہے

چھین لی عشق نے میری خودی کو، گم ہو گئی میری عقل و فراست
یونس کے لئے ہے یہ بار کافی، کم ہے اسے جو نہیں صاحب فراست

---(۲۱)---

عشق مقام عالی ہے، عشق قدیم و ازلی ہے
جو کرے ذکر عشق وہ زبان الٰہی ہے

کہتا ہے، سنتا ہے وہ، دیکھتا ہے دکھاتا ہے وہ
ہر بات ہے وہ کہتا، جسم، منزل جاں ہے

پیکر نے جہاں کلام کو پایا صاحب کلام وہاں سے بھاگا
پیکر خود چل کر آیا زبان حکمت کا راستہ ہے

یہ ہماری نشانی ہے یہ ہماری سرمستی ہے
ہم جس میں غرق ہوئے ہیں وہ چشمہ عشق ہے

اسے اس کا کہہ، اس کا، یہ بات کہی اس نے
ہم اس کے، وہ ہمارا ہے یہ بات تسبیح کے سوا ہے

یونس کی بات میں کذب، دیکھا نہیں منکر نے کبھی
وہ غربت کا مارا ہوا، معرفت کا سوالی ہے

---(۲۳)---

اے مرد عشق کھول آنکھ ذرا روئے زمیں کو دیکھ ذرا
سجائے گئے ہیں یہ تیرے لئے ان خوبصورت پھولوں کو دیکھ ذرا

ان کو سلیقے سے سجا کر اور دوست کی جانب بڑھا کر
ان سے پوچھ اے برآور کس جانب کا ہے عزم سفر؟

ہر گل ہزار ناز کے ساتھ رب کی مدح کرے نیاز کے ساتھ
ہر طائر خوش الحانی سے' ذکر خدا کرے نیاز کے ساتھ

اس کی قدرت ہے بے حساب' اس کے صفات ہیں بے شمار
ہم کم مایہ و گنہگار' سب خالی کرتے ہیں آہ و زار

انسان ہوتا ہے زیر و زبر' خاکی پتلا ملتا ہے خاک میں
درس عبرت ہے یہ ان کے لئے جو ہیں صاحب عقل و فہم

نہ تیرا آنا آنا ہے اور نہ تیرا ہنسنا ہنسنا ہے
تجھے آخر میں مر جانا ہے گر تجھ میں نہیں عشق کا یارا

یا ہر بات کو سنا ہوتا' یا اس غم کو جھیلا ہوتا
راہ چلتے ہوئے سویا ہوتا کاروبار دنیا چھوڑا ہوتا

آنے والا گزر جاتا ہے آشیانہ جو ہے اجڑ جاتا ہے
وہ حقیقت کو سمجھ جاتا ہے جو شراب عشق پیتا ہے

چناں و چنیں کو چھوڑ یونس اور اپنے آپ کو بھول جا
خیر و شر سب خدا سے ہے تجھ سے کچھ ہو نہیں سکتا

---(۲۴)---

گفتار کا بہترین طریقہ خاموشی اور سکوت ہے
گفتار کا بدترین طریقہ قلبوں کی کدورت ہے

گر تو یہ کہتا ہے کہ دل کا زنگ صاف کروں
کہہ دے یہ بات برملا، کہ یہ خلاصہ کلام ہے

"قل الحق" کہا رب نے، یعنی حق بات کہو دائمی
آج جھوٹ بولنے والے کو کل پشیمان ہونا پڑے گا

وہ انساں جو نہ یہ سمجھے کہ یکساں ہیں سبھی قومیں، سبھی فرقے
حقیقت میں وہ عاصی ہے اگرچہ شرع میں وہ پارسا ٹھہرے

فقیہہ شہر کے فتوؤں کی سختی پر یہ میرا تبصرہ سن لے
حقیقت کے سمندر میں یہ ایمان شریعت ایک کشتی ہے

بناوٹ میں بہت اچھی ہے یہ کشتی، بہت مضبوط ہیں تختے
مگر ٹکرائے گی جب بحر کے طوفان سے پڑ جائیں گے رخنے

سن اے محبوب میرے اس جہاں میں کیا غضب ہے کیا قیامت ہے
حقیقت سے جو باغی ہے، وہ ملا مرشد اہل شریعت ہے

ہم علم و فن کے طالب ہیں، کتاب عشق پڑھتے ہیں وضو کر کے
ہمارے مدرسہ کو عشق کہتے ہیں، معلم حق تعالیٰ ہے

اک ولی باصفا نے جب سے نگاہ کرم کی
حاصل ہوا ہے یونس کو جو بھی حاصل ہو سکتا ہے

---(۲۶)---

صاحبقراں میں ہوں، سارا جہاں میرا ہے
پہلوان میں ہوں یہ میدان میرا ہے

رہزن کا کوئی خوف نہ کوئی اندیشہ ہے
یہ بازو میرا بازو نہیں یہ بازوئے رحمٰن ہے

دین محمدؐ کے ستون ابوبکرؓ صدیق و عمرؓ
علی حیدر مرتضٰی عثمان بن عفان میرا ہے

کون لے سکتا ہے اس گیند کو میرے چوگان سے
میں صاحب چوگان ہوں سارا میدان میرا ہے

یونس ہوں میں یونس یکتا اس جہاں میں
میں ہوں بندہ سلطان اور سلطان میرا ہے

---(۲۸)---

سنو اے بڑے اوراونچے لوگو تمہارے لئے یہ منادی ہے
زہے نصیب میرا کہ اس جیسا یار اور ہادی ہے

چلوں تو میرے ساتھ ہے، بولوں تو میری زبان ہے
بیٹھوں تو میرے پاس ہے، فرقت میں میرا ساتھی ہے

نہ اپنی جا سے ہلتا ہوں. نہ دور کے سفر پر نکلتا ہوں
سفر کے لئے میں نکلوں کیوں جبکہ پہلو میں میرا ساتھی ہے

سفر کرتے ہیں تاجر مال کی افزونی کے لئے
دیار غیر میں جاؤں کیوں سرمایہ تجارت میرے پاس ہے

فقیر یونس، میری روح جب سے پہنچی ہے حریم دوست میں
مجھے مرض عشق کا غم نہیں عرش سے ہوتی مری تیمارداری ہے

---(۳۰)---

روح اک آقائے عالی ہے تن اس کا ادنیٰ ماتحت ہے
ہر لقمہ جو تو کھاتا ہے وہ ترے جسم کی طاقت ہے

جتنا زیادہ تو کھائے گا اتنا ہی ہو گا سیر شکم
تیری روح کو نہ ہو گا فائدہ فربہ ہو گا صرف تیرا جسم

نعمت روح جہاں بھی ہے آؤ اسے تلاش کریں
فرحت روح و دل و جاں ولیوں کی بات اور صحبت ہے

صحبت ہے جان و دل کی دوا اور عاشق کی درازی عمر کی وجہ
رب العالمین کے حکم سے یہ عاشقوں کی ثروت ہے

اولیاؤں کا چہرہ پرنم ہے ان کا عزم عرش سے اونچا ہے
جس میں دیکھے تو اس خو کو، سمجھ کہ وہ مرشد کی عنایت ہے

عنایت اس کی نمایاں خوہے اسے اک عام آدمی نہیں سمجھ سکتا
یہ جان کہ جو ہما پرندہ ہے وہ عاشقوں کے حکم کے تابع ہے

اس یونس کا دل ہے پارہ پارہ ہر اک نے ہے اس کی ہمت توڑی
جرم اس کا بس یہ ہے کہ وہ ولیوں کے حکم کا بندہ ہے

---(۳۵)---

موت سے نہ ڈر، عاشق نہیں مرتے، وہ زندہ رہتے ہیں
موت کیا شے ہے، عاشقوں کے لئے تابندہ رہتے ہیں

موت سے کیا ڈر جبکہ تو سیدھے اللہ کو پہنچے گا
مرنا جسم کا زیاں ہے، شاید تو ہمیشہ جیئے گا

اس گوہر کو دیکھ، اس نور کو دیکھ یہ بڑا خزانہ ہے
یہ نور چھپ کر کبھی خود اپنا تماشا کرتا ہے

کاش پتہ ہوتا ہم کو "قالو بلےٰ" کی صدا سے پہلے
ہم کیا ہیں، ہم کہاں سے آئے، کس طرف چلے؟

جانتے تھے ازل کو، ہم آگاہ ہوئے وحدت کے راز سے
موجودات عالم سارے غیر ہوئے، تن جاں کی پناہ گاہ ہے

ناگزیر پیری، سرمست جوانی، دنیا کی زندگانی، یا کہ
قلب و نگاہ کی یکسانی چاہئے، روح قدرت کا پودا ہے

مرد آگاہ کو کیا ڈر اور اندیشہ، آنے والا رہے زندہ
برابری کی جن کو تلاش ہے ان کے لئے راہ وصل سخت ہے

(۴۷)

زاہد نے کیا حسن حقیقت سے کنارا
صوفی کو نہیں زندگی مکر گوارا

کم دین کی کشتی میں ہیں غواص حقیقت
ایسے تو بہت ہیں جو کریں صرف نظارا

روکا جسے ملا نے سرباب حقیقت
صوفی نے اسے باب حقیقت سے گزارا

گمراہ و منافق ہیں صحیفوں کے مفسر
کب ورطہ الفاظ میں ملتا ہے کنارا؟

یونس صادق، تو ہے اس راہ کا راہی
بدلا نہ جس نے اپنا نام وہ اس رہ پہ آ نہ سکا

---(۴۱)---

درویشی جسے کہتے ہیں وہ ایک عجیب شے ہے
درویش بننے کے لئے جذب و آگہی ضروری ہے

جذبہ ہے آدمی میں تو وصل خدا ہے آساں
خود فراموشی اور غیر کی خدمت ضروری ہے

خدمت کر ولی کی جس نے دیدار خدا کیا
تیرے در پہ آنے والے سائل کی دل جوئی ضروری ہے

رب نے اپنے آپ کو عاشق کے پیکر میں ڈھالا
ولیوں کا جذبہ زمیں تا آسماں اک ستوں جیسا ہے

درویشی کی اس سند کو مفتیوں نے نہیں پڑھا
وہ اس کو کیا جانیں' یہ ایک خفیہ دستاویز ہے

یونس گر تو عارف ہے تو دعویٰ نہ کر معرفت کا
دامن پکڑ لے فقیری کا یہ تیرے لئے ضروری ہے

---(۴۵)---

اس عالم وجود میں اک پل داخل ہونا چاہتا ہوں
اس اقلیم کے حکمراں کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں

سنتا ہوں اس کی آواز' گرچہ دیکھتا نہیں اس کا رخ
اس کا رخ دیکھنے کے لئے اپنی جان دینا چاہتا ہوں

سات حجرے ہیں اس شاہ اقلیم کی خلوت کے
ہر حجرے کے اندر اس کا رخ زیبا دیکھنا چاہتا ہوں

ہر دروازے پر ایک دربان اور لاکھ سپاہی ہیں
شمشیر عشق سے ان سب کو قتل کر دینا چاہتا ہوں

اولیاؤں کی صحبت سے معرفت کو ہوتا ہے فروغ
جذبہ عشق سے عاری لوگوں کو یہاں سے ہٹا دینا چاہتا ہوں

میں لیلیٰ کا مجنوں ہوں' میں رحمٰن کا شیدائی ہوں
اپنی لیلیٰ کو دیکھنے کے لئے میں مجنوں بننا چاہتا ہوں

میرا دوست میرا مہماں ہوا ہے اتنے عرصے بعد
دوست کے لئے اسمٰعیل کی طرح قربان ہونا چاہتا ہوں

یونس بے چارہ کا نفس بند ہے چار موسموں میں
میں جان عشق کے راز کا راز داں بننا چاہتا ہوں

---(۴۶)---

میرے دل میں سوزش ہے، میرے سینے میں آتش ہے، میرا جگر کباب ہے
یہ مرض ، مرض عشق ہے، اس کی دوا عاشقوں کی شراب ہے

عشق بناتا اور بگاڑتا بھی ہے، عشق گراتا ہے اور اٹھاتا بھی ہے
عاشق کبھی مست و پریشان ہے کبھی خستہ و خراب ہے

خامہ لکھے حکایات عشق، عشق کا اسیر ہے سارا عالم
عاشقوں کے سامنے جبریل بھی حجاب در حجاب ہے

مدرسوں میں مدرسوں نے ابھی تک یہ کتاب نہیں پڑھی
رہ گئے حیران و ششدر، سمجھ نہ سکے کہ یہ کون سا باب ہے

عزازیل نے بڑا بولا، بڑا بولنے والے کا منہ چھوٹا
دعویٰ کرے جو جھوٹا، سزا اس کی دائمی عذاب ہے

عاشق نہیں مرتے، وہ وجد کے عالم میں رقص کرتے ہیں
ان کی ساری دنیا ساز و آواز، چنگ و رباب ہے

یونس فقیری اختیار کر اور فقیروں کی غلامی میں رہ
کیونکہ پروردگار عالم کو انداز فقیرانہ بہت عزیز ہے

---(۴۷)---

کبریائی تیری ہے، عظمت تیری ہے
خالق ارض و سما، قدرت تیری ہے

انس و جن، ملائک، حیوان و طیور
سب پر فرض تری عبادت ہے

نہ رنگ نہ شکل، نہ قد، نہ قامت
نہ خد، نہ خال نہ تیری صورت ہے

عرش و کرسی، لوح و قلم تیرے ہیں
گردش چرخ و زمیں تری حکمت ہے

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے لئے
شب کو معراج، دن کو مناجات ہے

چار سو چوالیس(۱) طبقات اولیاء کو
تو نے بخشی کیسی کرامت ہے؟

چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ
پڑھی جاتی تیری آیات ہیں

یونس کا دفتر عمل سیاہ ہے
بچ گیا سزا سے یہ تیری رحمت ہے

---(۴۸)---

مرے دل اور مری آنکھ میں سوز عشق ہے
مرا چہرہ پرنم مری زباں پہ نام یار ہے

مثل عود و عنبر جلتا ہے مرا جسم
اس سے نکلے دھواں چوں باد سحر

زرہ اور ڈھال عشق کے سامنے ناکارہ
اس کا تیر روح میں پیوست ہوتا ہے

اپنے یار کو پکارتا ہوں، اپنی زباں میں
یار کہتا ہے کہ میں ہمیشہ ترے پاس ہوتا ہوں

ترے چاہنے والوں کی مت ماری گئی ہے
اک پل ٹھیک ہیں تو ہر وقت دیوانہ

یونس، خاک بن تو اولیاؤں کی راہ کی
اولیاؤں کا آستانہ عرش سے بھی بلند ہے

---(۵۰)---

مرے محبوب تو مری جان ہے، تیرے بغیر مجھے قرار نہیں
اگر تو جنت میں نہیں تو قسم ہے مجھے اس کی طلب نہیں

مری آنکھ میں ترا نور ہے مری زباں پر ترا کلام ہے
چھپا نہ اپنے رخ زیبا کو تو ہی مرا واحد یار ہے

میں جو گزرا اپنے آپ سے تو ایسا لگا کہ ترے پاس ہوں
جو کہوں میں اور جس حال میں بھی ہوں اک پل مجھے قرار نہیں

تو مجھے ستر بار جرجیس(۱) کی طرح قتل کرے بھی تو
پہنچوں گا ہر بار ترے پاس مجھے کوئی عار نہیں

فقیر یونس ترا عاشق ہے اب تو دکھا دیدار اسے
تو تو مری آس ہے میرا تیرے سوا کوئی یار نہیں

---(۶۰)---

کیا جانیں اس عشق کو غافل اور ناداں؟
کیسے بنیں مسافر جن کے پاس نہیں کوئی زاد راہ؟

چلتے ہیں، چل کر یوسف کا دیدار کریں
اس سے اپنی نظروں کی پیاس بجھائیں

عاشقوں کا نام خانہ خراب پڑ گیا ہے
وہ اس الزام کو ہنستے کھیلتے سہتے ہیں

فرشتے پہاڑ پر، سچے لوگ اپنے باغ میں
اپنی عمر کے دن گنیں موت سے مفر نہیں

ہم اپنے سے جدا ہوں، ہم "وہ" بن جائیں
اکائی کو سمجھنے والے دوئی کو چھوڑتے ہیں

یونس تو ایک بن اور دل کا راز بن
تا کہ درویش جو ہیں وہ اس راز کو سمجھ سکیں

---(۶۳)---

خدا نے ایسا دل دیا ہے مجھے اس کو اک لمحہ بھی قرار نہیں
کبھی خوشی سے پھول جاتا ہے کبھی نالہ و فریاد کرتا ہے

کبھی اس کی حالت کڑاکے کی سردی جیسی ہوتی ہے
کبھی مژدہ بہار لاتا ہے گلشن اور برگ و بار کے لئے

کبھی اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے، کچھ کہہ نہیں سکتا
کبھی منہ سے پھول جھڑتے ہیں درد کی دوا ہوتا ہے

کبھی پہنچتا ہے عرش پر کبھی گرتا ہے تحت الثریٰ میں
کبھی قطرہ دکھائی دیتا ہے کبھی بن جاتا ہے سمندر

کبھی خواب غفلت میں ہوتا ہے اشیاء کی حقیقت نہیں سمجھتا
کبھی حکمت کے موتی رولتا ہے، جالینوس اور لقمان ہوتا ہے

کبھی دیو اور پری بنتا ہے ویرانے اس کی جائے پناہ ہوتے ہیں
کبھی اڑتا ہے بلقیس کے ساتھ، شاہ جن و انس ہوتا ہے

کبھی مسجد میں جاتا ہے اور سجدے میں سر رگڑتا ہے
کبھی کلیسے میں جاتا ہے، انجیل پڑھتا، راہب ہوتا ہے

کبھی عیسیٰ مسیح کی مانند مردوں کو زندہ کرتا ہے
کبھی تکبیر میں مبتلا ہو کر فرعون اور ہامان ہوتا ہے

کبھی جبریل کا روپ دھار کر ہر اک کو مژدہ سناتا ہے
کبھی گمراہ اور ناداں ہوتا ہے، یونس، حیران و پریشان ہوتا ہے

---(۶۴)---

جبیں مری زمین پر جب بھی جھکتی ہے نکلتا ہے زمیں پر ماہ نو میرا
مرا ہر روز روز عید ہوتا ہے' بہاراں میں بدل جاتا ہے ہر موسم

چھٹکتی چاندنی پر چاند کی میرے نہ ڈالے کوئی بھی بادل' سیہ سائے
نہ دھندلائے کبھی بھی چاندنی اس کی' زمین سے ہو فلک تک روشنی اس کی

مرے ویران سے' سنسان سے دل میں جب آئی روشنی تو تیرگی بھاگی
جہاں پہ چاند میرا جلوہ فرما ہو وہاں تاریکی غم کا گزر کیا ہو؟

مجھے اب کیا غرض ہے آسمانوں سے کہ میرا تو زمیں پر چاند نکلا ہے
زمیں پر جس جگہ میری نگاہیں تھیں وہیں سے ابر' رحمت کا برستا ہے

میرے الفاظ مہروماہ کے لئے نہیں ہیں محبت کرنے والوں کے لئے اک لفظ کافی ہے
میں اگر اپنی محبت کا ذکر نہ کروں تو محبت مجھے ہلاک کر دے گی

غضب کیا ہے اگر یونس ہوا عاشق کہ عاشق ہیں خدا کے اور بہتیرے
سر تسلیم خم کرتا ہے یونس بھی کہ مشتاق الٰہی غم سے سوزاں ہیں

---(۶۵)---

چاک کر دے، چاک کر دے دل مرا، دیکھ لے، ہاں دیکھ لے، دل میں ہے کیا؟
اور ایسے لوگ بھی دیکھیں ذرا جو ہنسے ہیں اہل دل پہ بار ہا

ہنسنے والے ہنستے ہیں تو ہنستے رہیں، ہم حق پرست ہیں، ہم حق پر ہیں
غافل کیا جانے حق پرستی ہے کیا اور راہ حق پہ ہے چلنا کیا؟

کیا کہوں کتنا کٹھن ہے راستہ اس میں پتھر اور کھڈ ہیں جا بجا
پیچ در پیچ اس کا لانبا فاصلہ، گہرے پانی میں کہیں لے جائے گا

لاکھ دل میں عشق صادق ہے تو کیا اس ڈگر پر ہو جاتے ہیں ہم جدا
وہ ستم ڈھائیں گے ہم پر ہجر کا، سوز غربت سے جلیں گے دل سدا

اہل جرات آئیں میداں میں ذرا یہ وہ میداں ہے، جہاں پر سورما
لے کے اترا ہے نشان حوصلہ، جان کی پروا نہیں اس کو ذرا

خوف کیوں یونس کے دل میں آئے گا ایسے میداں میں اترنے سے بھلا؟
جس میں آئے ہیں حقیقی سورما، اپنی طاقت آزمانے برملا

---(٦٧)---

جتلائے عشق ہے جو آدمی وہ خوشی سے زہر نوش کرتا ہے
طا ہطق(۱) تک نہ پہنچنے والا قطرہ، سمندر میں گم ہو جاتا ہے

ہم اپنی عادت سے باز نہ آئے ولیوں کی خدمت سے نہ گھبرائے
کوئی بھی برا نہیں ہوتا، جو بھی ہوتا ہے، بدکلامی سے ہوتا ہے

ہرزہ سرا کے چہرے پر طاقت گویائی اک سیہ داغ ہے
صورت اس کی حیوان جیسی، ہر شخص اس سے نالاں ہوتا ہے

اس مجلس میں نہ آنے والے اور حق کا سانس نہ لینے والے کو
فوراً یہاں سے نکال دو، یہاں رہے گا تو مسئلہ ہو گا

جس کو مرنے کا خیال نہیں، جو آئندہ کے منصوبے بناتا ہے
وہ عقل کا پورا کورا ہے، اسے ایک پل قرار نہیں آتا ہے

یہ راستہ بڑا دشوار ہے اس پر سے گزرنا جوئے شیر لانا ہے
یونس ایمرے راہ گم کردہ ہے، راگیروں کو راہ دکھاتا ہے

---(۷۰)---

اے دوستو، اے ہمدمو، مری سنو، عشق ایک آفتاب ہے
جس دل میں جذبہ عشق نہیں وہ سنگ بے مایہ ہے

سنگ دل میں نمی نہیں، نمو نہیں، زبان اس کی شعلہ بار ہے
نرم و نازک الفاظ بھی کہے تو جنگ کی آگ بھڑکا دے

جس دل میں عشق کی آگ ہو وہ موم کی طرح پگھل جاتا ہے
سخت دل، گرمی سے محروم تاریک و سرد موسم کی طرح ہے

اس حاجت روا غریب نواز کے آستانے پر، حضور میں
عاشق کھڑے ہیں با ادب با ملاحظہ ہوشیار

اندیشہ فردا نہ کر یونس اس بیاباں سے گزر بے خطر
آدمی آتش عشق میں جل کر سچا درویش بنتا ہے

---(۷۱)---

کیا آپ جانتے ہیں دوستو، حقیقی درویش کون ہیں، کہاں ہیں؟
جہاں دیکھتا ہوں وہاں ہیں، جہاں چاہتا ہوں وہاں ہیں

محبت سے محروم لوگوں کی حالت پہاڑوں کی باز گشت جیسی ہے
جو ہیں نعمت عشق سے محروم وہ صحرا میں حیراں و پریشاں ہیں

جھوٹ نہ بول جھوٹا نہ بن، عشق کو جھٹلانے کی جرات نہ کر
جو دروغ گوئی کرتا ہے آج، کل اس کے لئے بے شمار زنداں ہیں

اے اپنے آپ سے بے گانہ، تجھ کو نہیں کچھ حقیقت کی خبر
تلاش حق کرتا ہے تو تو جان کہ وہ قرآن میں ہے

جو کہتا ہے "اللہ میرا ہے" اسے اللہ عشق سے سرفراز کرتا ہے
جس میں ذرہ برابر بھی عشق ہے اس میں رب کا نشاں ہے

بہت سے لوگ کہتے ہیں یونس کو، "تو بوڑھا ہو گیا عشق سے باز آ"
حیات نو ہے عشق، یہ ہمارے لئے مژدہ بہاراں ہے

---(۷۲)---

اولیاؤں کے دشمن راہ حق کے باغی ہیں
اس راہ کے جو باغی ہیں وہ گمراہ اور عاصی ہیں

جفائے عشق کو سہے ہم دیدار معشوق کے لئے
کیونکہ دوست کا دیدار مرے درد کی دوا ہے

جب یہ دنیا نہیں تھی اور آسماں بنا نہیں تھا
ولیوں کا مولد و مسکن عرش معلیٰ تھا

مولانائے خداوند گار(۱) نے ہم پر نظر کرم کی
بیشمار کرشمے کیے' ہماری مشکل آساں ہوئی

ہرنوں والے حسن(۱) نے کیا خوب کہی یہ بات
کچھ نہیں کلام بذات خود' یہ تو خدا کی قدرت ہے

مسکین اور بیچارہ بن' دور ہو تجھ سے کبر و نخوت
باد سر سر گزر جاتی ہے کسی کے پاس کچھ بچتا نہیں

نہ پڑھ کر نہ لکھ کر نہ بھول کر نہ سرکشی کر کے
اس کلام عشق کو سمجھا تو سمجھا ورنہ نہیں سمجھا

---(۷۵)---

گھوما ہوں قریہ قریہ' دیکھی ہے میں نے دنیا' زیر زمیں اکثر قوموں کو دفن پایا
قبروں میں سو رہے تھے ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ' ان میں تھے وہ بھی شامل ڈرتی تھی جن سے دنیا

کچھ نوجوان بہادر' کچھ تھے ضعیف بوڑھے' خواجہ تھے ان میں شامل' ان میں وزیر بھی تھے
انسان ہر طرح کی تاریکیوں میں جکڑے دائم پڑے ہوئے تھے بن کر اجل کے بندے

کچھ وہ تھے جو ہمیشہ چلتے تھے سیدھا رستہ' کچھ وہ جو ہو گئے تھے لکھنے کے فن میں یکتا
کچھ وہ جو مثل بلبل گاتے تھے شعر و نغمہ دانشور و بہادر' سب کو زمین نے کھایا

وہ راہبر مجاہد جب اپنی جاں سے گزرے سب نے بہائے آنسو سب ان کے غم میں روئے
ہر قبر پر پڑے تھے ٹوٹی کمان کے ٹکڑے تیروں کی طرح شاید یہ سورما گرے تھے

آتے تھے رخش ان کے ابر غبار اڑاتے ان کے جلو میں بجتے نقارے اور طاسے
نازاں یہ بحر و بر تھے ان کی بہادری پر افسوس یہ بہادر قصر اجل میں سوئے

ننھے منے سے بچے دن رات چہک رہے تھے مانند بلبل' اب وہ جدا ہوئے
ان کی پیاری مائیں بھی خالی گودوں کے ساتھ سوئی ہیں غم اور بے چارگی سے

نرم و نازک باحیا' شیریں لب شیریں دہن لونڈیاں مہندی رچے ہاتھوں کے ساتھ
گل اندام سرو قامت' مہ جبیں مہ لقا بے شمار حسینائیں قبروں میں سو رہی ہیں

باندھ رکھے ہیں سب نے اپنے ہاتھ اللہ سے امیدیں لگائی ہوئی ہیں
بعض باندیاں ہیں بعض لونڈیاں ہیں' آرزوئیں پوری ہونے سے پہلے مری ہیں

یونس نہیں ہے واقف اپنی حالت سے اس کی زباں ہے اللہ کا کلام
کتنی ہی سرخ و سپید نئی نویلی دلہنیں اپنی قبروں میں پڑی سو رہی ہیں

---(۷۶)---

شہر خموشاں میں گیا کل صبح دیکھا کہ سب بیچارے مرے پڑے ہیں
سب بے چارگی کی حالت میں عمر اپنی تمام کر کے پڑے ہیں

پہنچا اپنی منزل پر وہاں دیکھا میں نے اجل کی دہشت زدگی کو
نوجوان بہت سے خوبصورت، گھبرو، اپنی مرادوں کو پائے بغیر پڑے ہیں

کچھ کو کھا چکے ہیں بھیڑیئے، چڑیاں اور کیڑے اور کچھ کے سینے ہیں چاک
یہ سب کے سب بن کھلے غنچے یا مرجھائے گلاب کی طرح پڑے ہیں

جال میں، پھندے میں پھنس گئے ہیں ان کے جسم، روحیں اللہ کو پہنچ چکی ہیں
دیکھتا نہیں ہے کیا تو ان کو، باری اب ہماری آئی پڑی ہے؟

گر چکے ہیں موتی جیسے دانت، ۳ جھڑ چکے ہیں وہ سنہرے بال
ان کے سارے وسوسے ختم ہو چکے ہیں وہ منکر نکیر کے قبضے میں ہیں

بے نور ہو چکی ہیں آنکھیں، ان کو پاؤں پر کھڑے ہونے کی سکت نہیں
گوشت گل چکا ہے، جسم ہیں ہڈیوں کے ڈھانچے، کفن میں لپٹے پڑے ہیں

یونس گر تو حقیقی عاشق ہے تو مال و دولت کی بے جا ہوس نہ کر
مال و دولت کی بہت ہوس کرنے والے تاریک قبروں اور مٹی میں پڑے ہیں

—(۷۷)—

علم کا مطلب علم کا صحیح ادراک ہے' علم کا مطلب خودی کا ادراک ہے
گر لا علم ہے تو اپنے آپ سے تو' ایسے علم کا حاصل نہیں کوئی

ترے علم کتابی کا ہے مقصد کیا یہی کہ قادر مطلق کو پہچانے
اگر پھر بھی خدا کو تو نہیں سمجھا تو ساری کوششیں ہیں رائیگاں تیری

نہ ہو مغرور اپنے علم پر ناداں نہ ہو مغرور تو' زہد و عبادت پر
اگر انسان کو عکس حق نہیں سمجھا تو ہے بیکار تیری علمیت ساری

الف(ا) کو تو الف سمجھا مگر اس میں معانی ہیں نہاں چاروں صحیفوں کے
بتا اس حرف کے معنی مجھے اے ملا' الف کا حرف ہے تیری زباں پر بھی

سن اے واعظ' حدیث یونس ایمرے ضروری ہو تو حج پر جا مبارک ہو
مگر تیرے ہزاروں حج سے بہتر ہے زیارت' اک زیارت کعبہ دل کی

---(۸۰)---

اللہ کا نام لیں دائم
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے
اس راہ پر رہ جائیں قائم
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے
نام خدا لیکر رو
وہ ہے سب کا خبر گیر
اس کو اپنا یار سمجھیں
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے
اس کے ذکر سے غافل نہ ہو
اسکواپنے سے جدانہ کریں
راہ سے بے راہ نہ ہوجائیں
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے
بھوک کے بعد سیر شکمی
سیر شکمی کے بعد بھوک
یہ مدو جزر زیست ہے
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے
شاید کہ بے خبری میں ہو
پردہ وا ' اچانک ' اک دم
درد کو درمان ملے
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

دن کو ہوں روزہ دار
رات کو ہوں نمازی
اللہ اللہ کویں ہمیشہ
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

اس کا نام زبانوں پر ہے
اس کی محبت دلوں میں ہے
ان خطرناک راہوں پر
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

اس کے نام کو بھول گیا
اپنے کفر سے باز آ گیا
درویشی کی راہ اپنائی
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

غوطہ لگائیں بحر میں
دھوکہ نہ کھائیں دہر سے
صبر کریں ہر ظلم پر
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

اپنی عزت کو چھوڑا
کملی کو سمندر میں پھینکا
درویشوں میں شامل ہوا
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

مجنوں کی طرح آوارہ ہوا
عاشق بنا اپنے یار کا
کہتا ہے یہ یونس بے چارا
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

یونس یہ نہ سمجھ کہ یہ
عشق تیرا ہے تیرے لئے
ہراک کی جان اللہ کی ہے
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے
جو کیا یونس نے خوب کیا
آخراس نے سیدھارستہ پکڑا
مرشدوں نے اسکادامن تھاما
دیکھیں اللہ کیا کرتا ہے

---(۸۱)---

ہمیں دیدار چاہئے دہر نہیں چاہئے
ہمیں روح چاہئے مادہ نہیں چاہئے

شب قدر ہے یہ رات ہمارے لئے
روز روشن نہ ہو ہمیں سحر نہیں چاہئے

ہمیں شراب پیش کر اے ساقی
ہم کو جنت میں کوئی کوثر نہیں چاہئے

صراحی کو بھر بھر کر پئیں بھی تو ہم
مدہوش نہیں ہوتے ہمیں خمار نہیں چاہئے

یونس مست ہو کر نکلا ہے راستے میں
بلاتا ہے طاہطق کو اسے کوئی عار نہیں

---(۸۴)---

معنی دار کلام کو جاننے والے شخص کو کامیاب و کامراں کرتا ہے اک لفظ
بات کو تول کر بولنے والے شخص کے ہر کام کو آساں کرتا ہے اک لفظ

بات سے جنگ و جدال ہوتی ہے' بات سے لوگوں کے سر کٹتے ہیں
زہریلے کھانے کو شہد سے بھی میٹھا اور لذیذ بنا دیتا ہے اک لفظ

آ میرے دوست میرے بھائی ذرا میری بات سن دھیان سے
لاکھوں ہیرے اور موتیوں کو خاک میں ملا دیتا ہے اک لفظ

آدمی کو چاہئے کہ غور سے سنے اوروں کی بات اور بدگوئی نہ کرے
یہ دنیا اک دوزخ ہے اس کو جنت بنا دیتا ہے اک لفظ

یکسوئی سے چل تو اپنی راہ پر غافل نہ ہو علم کے حصول سے
قابو میں رکھ اپنی زبان کو چوں بلائے جان ہو جاتا ہے اک لفظ

یونس بات کر سلیقے کے ساتھ کہہ جو کچھ کہنا ہے ادب سے
اس شہ کے حضور خیال رکھ تجھ کو ڈبو سکتا ہے اک لفظ

---(۸۳)---

ذرے ذرے میں حق ہے سمایا ہوا' پھر بھی اس کی حقیقت نظر میں نہیں
اس کو دل کے ہی گوشوں میں ڈھونڈیں ذرا' وہ نہیں ہے جدا' وہ ہے دل کا مکیں

دنیا پہ اعتبار کر کے کہتا ہے تو رزق میرا ہے اور میں نے لیا
کیسی دروغ گوئی کرتا ہے تو کیونکہ تیری بات میں ذرہ حقیقت نہیں

وہ جہان ابد ہے نظر سے پرے' دار فانی میں اچھا چلن چاہئے
ہجر کی زندگی چند ہی روز ہے' یاں سے جا کر کبھی کوئی آتا نہیں

اس دنیا میں آنے والے سب لوگ شربت اجل پی کر گزر جائیں گے
یہ بس اک پل ہے گزر جانے کا جاہل و غافل کو اس کی خبر تک نہیں

آؤ باہم کریں دائمی دوستی' تاکہ آسان ہو جائے یہ زندگی
آؤ عاشق بنیں اور معشوق بھی' کیسی رنجشیں' کسی کی نہیں یہ زمیں

صاف کہتے ہے وہ' سن یونس کی بات' دل میں رکھو اسے' یہ ہے شرط نجات
دار فانی میں اچھی گزارو حیات' یاں ہمیشہ کسی کو بھی رہنا نہیں

---(۸۵)---

اے مجھے زاہد کہنے والے میں ہوں اک خانہ خراب
اپنی آنکھوں کو تارے سمجھتا ہوں اور پیشانی کو مہتاب

میرے شہر وجود کی قیمت ایک دھیلے کی بھی نہیں
میرے عمل کے سارے محلے سر بسر پڑے ہیں تہی

میرے سیاہ دفتر عمل میں لائق اجر کوئی فعل نہیں
کچھ تو درد و فراق ہے اور کچھ نالہ و فریاد

لوگ کھڑے ہیں صف بہ صف، میں ان میں جا کے بیٹھ گیا
پہنچا بلندی پر صدر نشیں ہوا، مسند مرا بڑا اور زمیں ہموار ہے

پیری فقیری کا میں نے کیا خوب ڈھونگ رچایا ہے
چلہ کشی سے مجھے کیا کام، اور کیوں کہوں میں اللہ ہو ؟

میں نے پڑھی اک ایسی کتاب جس کو کسی نے ابتک لکھا نہیں
اس کے لئے روشنائی تیار کروں تو سات سمندر بھی ہوں ناکافی

میں نے نماز اور روزے کے لئے مئے پی، نشہ کیا، مست ہوا
سجدے اور تسبیح کے لئے رقص کیا چنگ و رباب سنا

یونس کے ان الفاظ کا مطلب بس تو ہی سمجھتا ہے
قونیہ(۱) کا مینار دکھائی دے گا تجھ کو ایک سوا جیسا

---(۸۶)---

بے شمار لوگ اس دنیا میں اپنے گناہوں کو نہیں دھوتے ہیں
ان کی عمریں بے کار گزرتی ہیں افسوس کہ وہ غافل رہتے ہیں

بے شمار لوگوں کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے رہتے ہیں
راہ حق میں قربانی طلب کرنے والے کولوگ ایک روٹی بھی نہیں دیتے ہیں

یہ دنیا ایک عروس نو ہے' اس نے سبز' سرخ جوڑا پہنا ہے
نئی نویلی دلہن کو تو جتنا بھی دیکھے تیرا جی نہیں بھرتا ہے

موت بے شمار شیروں کو بے بس کر کے پہنچا دیتی ہے
عزرائیل کے پنجے میں ایسے بھوکے شیر کی طرح جو شکم سیر نہیں ہوتا ہے

تو اے فقیر یونس ننگ دھڑنگ ہو کر بے پرواہ اپنی راہ لے
کیونکہ سو ڈاکو بھی حملہ کریں تو اک ننگے کو لوٹ نہیں سکتے ہیں

---(۸۸)---

یارب یہ کیا درد ہے جسکا کوئی درماں نہیں
یہ کیا زخم ہے جو نظروں میں عیاں نہیں

میرا یہ دل حزیں عشق سے باز آتا نہیں
پھنس جاتا ہے جال میں میرے ہاتھ آتا نہیں

دل گھوم پھر کر ہے مجھے نصیحتیں کرتا
عاشق ہونے والا دل عشق سے بیزار ہوتا نہیں

ہے جسے اپنی جاں عزیز، اصلی عاشق ہو سکتا نہیں
جان دیدے نہ جو اپنی، وہ معشوق کو پا سکتا نہیں

بازار عشق ہے یہ، یاں جانوں کی بولی لگتی ہے
بیچتا ہوں میں اپنی جاں کو کوئی خریدار ملتا نہیں

ہے وہی عاشق حقیقی جو دنیا کے مال و اسباب کو
آخرت کے خوف کو اک رائی کے برابر سمجھتا نہیں

یہ دنیا حقیقت میں آخرت سے بھی پرے ہے
عشق کا مقام ایسا ہے جس کو کوئی جانتا نہیں

شور مچ رہا ہے کہ عاشق جو تھا وہ مر گیا
جھوٹے جو ہیں مرتے ہیں سچے عاشق کو فنا نہیں

گر تو عاشق ہے اے بھائی استقامت سے چل اس رہ پر
سر کٹتے ہیں جان جاتی ہے، خوف کیا جاتا نہیں

اولیاؤں کا میدان عرش سے بھی ارفع ہے
چوگان کو گھماتے ہیں پر اس کی گیند ملتی نہیں

بحر توحید میں یونس غرق ہو کر غائب ہو گیا
اس کی واپسی کے کوئی بھی آثار نظر آتے نہیں

---(۹۱)---

درویشی اک عجیب حالت ہے اس حالت کو کوئی جانتا نہیں
عالم و فاضل جو بھی کہیں، اسے ہر شخص سمجھ سکتا نہیں

علم و حکمت کے ذریعوں سے کوئی اس راز کو پا سکتا نہیں
یہ اک عجیب راز دروں ہے علم و حکمت میں سما سکتا نہیں

دنیاوی علوم کو پڑھنے والا چار مسلکوں کے راز کو جاننے والا
عاجز رہ گیا اس راستے میں ہاتھ اس کا عشق تک پہنچتا نہیں

اس عشق کا راز ہے گہرا اس عشق کے سب ہیں طالب
لیکن جب تلک نہ دے مولا، عام آدمی اس کو پا سکتا نہیں

اس کو جو شخص پا لیتا ہے وہ اجل سے پہلے مر جاتا ہے
جس کو نصیب ہوئی یہ نعمت وہ جان کو اپنی عزیز رکھتا نہیں

جس کو ہے اپنی جان پیاری اس کو نہیں آخرت میں سکوں
حشر میں بھی ہو گا خوار، واں بھی اپنی جاں کو پا سکتا نہیں

مصطفیٰ کی حدیث ہے کہ میں نے پیمان عشق کیا خلوص سے
خواہ کتنا ہی عارف ہو کوئی اس کو پڑھ کر سمجھ سکتا نہیں

یونس اپنی روح کو فدا کر اپنے اہل و عیال کو ترک کر
فنا فی اللہ نہ ہو جو پیکر وہ اپنے رب تک پہنچ سکتا نہیں

---(۹۴)---

صوفی ہوں میں لوگوں کی نظر میں، میرے ہاتھ سے تسبیح نہیں چھوٹتی
دل میں نہیں ایمان و یقین، گو میری زبان ہے معرفت کہتی

میری گردن میں فقیری کا طوق، میری طاعت ہے ریا کے ساتھ
وسوسہ ہے مجھے کسی اور شے کا میری آنکھ کچھ بھی نہیں دیکھتی

میری زباں پہ ہے ذکر معرفت کرتا ہوں میں ریاکاری بہت
درویشی کو میں اپناؤں کیسے میری خود پرستی مجھ سے نہیں جاتی؟

میں اک بے صبرا درویش ہوں میری زباں پہ ہمیشہ انکار ہے
کانوں سے جو بات گزرتی ہے وہ میرے دل تک نہیں پہنچتی

جس شخص نے دیکھا وہ میرے ظاہر سے بہت مرعوب ہوا
سادہ لوحی میں اپنی وہ سمجھا کہ میں ہوں بے گنہ و باصفا

معصوم سمجھ کر مجھ پر جھکا، ہاتھوں کو عقیدت سے چوما
گفتار کو میری حق جانا، دستار و عبا کو دیں سمجھا

میرا سب کچھ ہے دکھاوے کا، میری عبادت صحبت اور طاعت
میں ایسا اک خبیث ہوں کہ ہزار سالہ عیار بھی ہے مات

دیکھنے والے مجھے صوفی سمجھیں، جھک کر دست بستہ سلام کریں
مرشد باصفا، حاجت روا سمجھیں، جبکہ میں عاجز و گنہ گار ہوں

میرا ظاہر درویش، باطن خالی میری زباں شیریں، باتیں میٹھی
پر میرا عمل ایسا ہے کہ جسے بے دیں بھی نہ کرے

یونس تو اپنی خامیوں کو اللہ کے حضور عرض کر
اس کا کرم، بے پایاں ہے تیری وہ مغفرت کرے گا

---(۹۳)---

پھر آیا عشق کا پیغامبر، پھر بھر گیا میخانہ
پھر آئی باد بہار، پھر چاروں طرف ہوا گلزار

پھر جمی محفل یار، پھر آراستہ ہوئی بزم
پھر بھرے ساغر دل، پھر مست ہوئیں روحیں

گھر میں خوب دھوم مچی، چھوٹے بڑے عاشق ہوئے
روحیں ہماری مست ہوئیں سب کو ہوا سرور

ہم میں سے بہتوں نے حق کو چنا، ہم میں سے بہتیرے حق سے ملے
ہم میں سے بہت سلیمانؑ ہوئے، ہم میں سے بہت تخت عشق پر بیٹھے

ہم میں سے بہت سے لیلیٰ بنے، ہم میں سے بہت سے مجنوں بنے
ہم میں سے بہت سے فرہاد ہوئے، جنہوں نے عشق کی حقیقت سمجھی

میدان ہمارا میدان بن گیا روحیں ہماری مبہوت ہو گئیں
وہ دیدار عشق میں محو ہو گئیں، بن گیا خدا ہمارا زماں و مکاں

ہم گر گئے تھے اس نے اٹھایا، ہم کو درس توحید اس نے دیا
قلبوں میں ہمارے شعلہ عشق جلایا ایمان و یقیں کا رنگ جمایا

کیا پوچھتا ہے کہ عشق کہاں ہے، جس جا چاہتا ہے وہاں ہے
دل میں بھی ہے اور جان میں بھی اب کوئی باقی نہیں گماں ہے

یونس جو کرتا ہے مدح عشق حقیقتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے
فرقت میں تڑپیں لوگوں کی جانیں سارا راز ہمارا آشکار ہوتا ہے

---(۹۴)---

ہماری قوم ہے ساری قوموں سے جدا
ہمارا مذہب و دینداری ہے دین سے جدا

اس دین و عبادت میں دنیا و آخرت میں
ہماری آئتیں ہیں بہتر۷۲ قوموں سے جدا

دکھاوے کے پانی سے وضو کرنے سے پہلے
نہ کعبہ ' نہ مسجد ' نہ سجود نہ رکوع

ہماری دعا ہوتی ہے ہمیشہ باخشوع
ہم کعبہ بھی پہنچیں اور مسجد بھی جائیں

اور غسل بھی کریں تاکہ نجاست دور ہو
خراب عادت کو صاف کر سکتا نہیں پانی

ہمیں پاک کر سکتی ہے صرف عنایت حق
پتہ چل جائے گا کل ہمارے ایماں کا

مسلمان کون ہے ہم میں ' اور کون مرتد؟
یہ جان یونس کہ ترا یار کون ہے

مچے گا شور تو جانے گا ہماری قدرت کو

---(۱۰۲)---

ہم کرتے ہیں جس سے عشق و وفا ' سب کرتے ہیں اس سے عشق و وفا
جو چاہے وہ آئے روک نہیں ' راہیں بھی کھلی ہیں ' در بھی کھلا

ہم جس سے محبت کرتے ہیں رب اس سے محبت کرتا ہے
جو یار کا اس کے یار ہوا ' وہ اس کو بہت محبوب ہوا

جو سچی محبت ہے تجھ کو ' تو یار کے یار کو یار بنا
ایسا نہ کیا تو اے عاشق ' معشوق کا حق ہو گا نہ ادا

جو سچا عاشق ہے تو تو ' قرباں ہو بہتر۷۲ قوموں پر
یہ اہل وفا کا مسلک ہے یہ دین ہے عاشق صادق کا

جو سچی محبت ہے حق سے ' در اس کا کھلے گا تیرے لئے
مغرور نہ ہو ' خود رائے نہ بن اور اپنی انا کو کر دے فنا

یہ تابع و عامی ' خاص و عام ' تو بندے ہیں سب ہی اللہ کے
پھر کیوں یہ کسی سے کہتے ہو " گھر چھوڑ دے اپنا ' باہر آ " ؟

یونس جو حقیقت جانے ہے ' وہ لفظ ہے گنج مخفی کا
عاشق کو غرض اللہ سے ہے ' دنیا کی نہ عقبیٰ کی پروا

---(۱۰۳)---

اک نظر کرم کر اس طرف اپنے چہرے سے نقاب اٹھا
یہ چودھویں کا چاند ہے یا کہ رخ زیبا تیرا ؟

اس جبیں دلنشیں سے ' الفاظ نکلیں گویا پھول جھڑیں
آواز خوش کن نکلے شیریں زبان اور لب سے

دانت ہیں جیسے بتیس موتی سیپی میں سجے ہوئے
دودھ سے بھی زیادہ سفید ' انمول جیسے کہ در شہوار

مانند جو اور چنا (۱) ہیں تیری صفات شیریں
تیری جبیں و ابرو رشک ہلال ٹھہرے

دیکھنے والے تجھے ' شمع پہ پروانوں کی طرح نہ گریں
تیری آنکھوں میں جل رہے ہیں دو جان لیوا چراغ

زمزمہ عشق ہے مثل زنجیر عاشق کے لئے
چاہتے نہیں آزادی ' رہ گئے ہیں پابہ زنجیر

اوصاف حسن کیا کیا تیرے بیاں کروں میں
یا الٰہی پوشیدہ رہ تو ' نظر بد سے دور

کہنا پڑا کہ قامت ہے سرو سے مشابہ
گو شک میں ڈالتے تھے کانوں کے تیرے جھمکے

تو جزو ذات خالق ' تو عکس حسن رحمت
چہرے میں تیرے دیکھے یونس نے حق کے جلوے

---(۱۰۴)---

عاشقو ، دوستو ، میری باتیں سنو ، عشق دنیا کی اک قیمتی شئے ہے
جو میسر نہیں ہے ہر انساں کو وہ خوبصورت ، خوشنما شئے ہے

یہ جفا بھی ہے اور صفا بھی ، اس نے پھینکا حمزہ کو کوہ قاف پر
عشق سے روشن نام مصطفےٰ عشق اک بے مثال شئے ہے

کوہ کو ہے یہ لرزانے والی ہوا ، دل میں یہ ایک دنبالہ ہے نور کا
یہ جو چاہے تو شاہوں کو کر دے فقیر ، عشق اک بہت زور آور شئے ہے

جس کو گھائل کیا عشق کے تیر نے ، اول اول اسے درد و غم کچھ نہ تھا
رفتہ رفتہ وہ رونے لگا کرب سے ، عشق اذیت و درد آور شئے ہے

عشق سے ہے سمندر میں طوفان کا زور عشق سے ہے تموج کا دریا میں شور
اس نے پھینکا چٹانوں کو مانند مور عشق بہت ہی طاقتور شئے ہے

عاقلوں کو عارفوں کو دیوانوں کی مانند قعر مذلت میں گراتا ہے
بہتیرے لوگوں کے جگر کو پانی کرے ، عشق بہت ہی آتشیں شئے ہے

کتنا بے بس ہے مسکین یونس ، یہاں اس کا دنیا میں غم خوار کوئی نہیں
اس کی خوشی ہے آغوش دوست ، عشق بے حد لذیذ شئے ہے

---(۱۰۵)---

حقیقت سے ہوا جب سامنا اپنا ' بڑی حیرت سے موجودات کو دیکھا
اس عالم اور اس عالم کے جلوے ' سبھی کچھ ہم نے ہر تخلیق میں پایا

فلک جو گردشوں میں ہے ہمیشہ سے ' مقام ایسے کہ جو تحت الثریٰ میں ہیں
حجاب اتنے ' نہیں جن کا شمار آئے ' سبھی کچھ ہم نے تخلیق میں پایا

یہ ساتوں آسماں ' ساتوں زمینیں بھی ' سمندر ' وادیاں ' کوہسار ' صحرا بھی
جہنم اور جنت اور برزخ بھی ' سبھی کچھ ہم نے ہر تخلیق میں پایا

شب دیجور بھی اور روز روشن بھی فلک کے سات ستارے (۱)' ان کی کرنیں بھی
وہ آیت بھی کہ جو ہے لوح بالا پر ' سبھی کچھ ہم نے ہر تخلیق میں پایا

وہ کوہ طور ' موسیٰ جس پہ پہنچے تھے ' وہ معمورہ (۲) کہ جو واقع فلک پر ہے
اور اسرافیلؑ کا صور قیامت بھی ' سبھی کچھ ہم نے ہر تخلیق میں پایا

زبور ' انجیل ' توراۃ اور قرآن بھی اور ان میں درج احکام خداوندی
اور ان کے معنی و مطلب کی سچائی ' سبھی کچھ ہم نے ہر تخلیق میں پایا

---(۱۰۸)---

کیا کریں ہم اس آب حیات کو ، ہم نے تو جان جلانے کو دیا ہے
گوہر کو جوہری کے حوالے کر دیا ہے اور کندن و معدن کو جلانے کو دیا ہے

میں ہوں اک ایسا تاجر جس کو اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہیں
کیونکہ منافع تو دور کی بات ہے میں نے نقصان کو بھی جلا دیا ہے

اس راہ کے مسافروں کو مال و متاع کی کوئی طلب نہیں
ہم نے اس طرح تنگ دھڑنگ زندگی بسر کرکے اپنی دنیا کو جلا دیا ہے

اس راہ کے مسافروں کے لئے کفر و ایمان کی تضاوت مٹ گئی
ہم باصفا ہو گئے کفر کے ساتھ اور ایمان و یقین کو جلا دیا ہے

اس فانی دنیا میں تو نے یونس کا بڑا وقت برباد کیا ہے
اب لامحدود وقت میں داخل ہوا ، اس نے وقت رواں کو جلا دیا ہے

---(۱۰۹)---

مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے کو مسلمان کے اصولوں کی پیروی کرنی چاہئے
خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نماز پنجگانہ ادا کرنی چاہئے

صبح نیند سے اٹھ کر وضو کر ' کھڑا ہو ' ہاتھ باندھ ' نماز پڑھ
یہ قیام ' جنہم سے چھٹکارا ہے ' خدا کے بندوں کو آزاد ہونا چاہئے

نماز پڑھنی ہے تو خوب پڑھ ' تجھے مانگی مراد مل جائے گی
ترا دشمن نفس عمارہ ہے اسے ہمیشہ کے لئے مر جانا چاہئے

نماز عصر کو بروقت پڑھنے والے ' صفائی قلب کے ساتھ صف باندھنے والے
خدائے واحد تک پہنچتے ہیں ' ہمیشہ ہر اک کو حق تک پہنچنا چاہئے

جو مغرب کی فرض نماز پڑھتا ہے پہاڑ جیسے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں
ترے نیک عمل کو تیرے لئے چراغ راہ ' سنگ میل ہونا چاہئے

نماز عشاء کے لئے تیار ہونے والا خدائے برتر کا محبوب ہوتا ہے
تو اپنے ضعف ایمان کو ختم کر ترا رہبر ترا ایمان ہونا چاہئے

نماز جس نے نہیں پڑھی وہ حقیقت میں حقیقی مسلمان نہیں ہے
سمجھ لو یہ اچھی طرح کہ ایسے شخص کو جنہم کی آگ میں جلنا چاہئے

کیا دیکھتا نہیں ہے احمد مصطفےٰ کو انھوں نے کتنی مصیبت جھیلی امت کے لئے؟
وہ امت ان کو جان سے بھی پیاری تھی اسے ان کی رضا حاصل کرنی چاہئے

---(۱۱۲)---

سب سے پہلے ضروری ہے ہمارے لئے حسن خلق اور نیک عمل
میرے ہمسفر گر تیرا نام ہے مسلماں تو تیرے لئے ایماں ضروری ہے

اسرافیل صور کو پھونکے گا ' سارے لوگ جاگیں گے
سوال جواب ہو گا ' اس کے لئے زبان عربی ضروری ہے

آسماں کے پردے ہٹائے جائیں گے نیک و بد لوگ چنے جائیں گے
وہ موت سے بھاگیں گے ' سر چھپانے کی جگہ تلاش کریں گے

میزان لگائے جائیں گے ہمارا سرمایۂ عمل تولا جائے گا
اس میدان میں جزا و سزا کے انتظامات کو اچھی طرح سمجھ

اس کے عزیز اسے پکاریں گے ' بھائی بھائی سے دامن چھڑائے گا
سب کرد گار کے حضور گڑ گڑائیں گے وہاں دعا و نیاز چاہئے

یہ عشق تجھے سب سے پیارا ہے خبردار یونس خطا نہ کر
جسے نعمت عشق نصیب ہوئی اسے سب کا داتا بننا چاہئے

---(۱۱۴)---

کیا کریں اس دنیا کو ، اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟
عشق کے دامن کو ہمیشہ پکڑنا اور نہ چھوڑنا چاہئے

میرے خدا نے اس دنیا کو مصائب کے لئے پیدا کیا ہے
آئے جو ہیں یہاں ان کو ان مصائب کو سہنا چاہئے

آخرت کے پرخطر راہوں کے لئے ہمسفر چاہنے والوں کے لئے
اس دنیا ہی میں اپنے دوست کو ہمدم و رہبر بنانا چاہئے

تو نے جنت جنت کہہ کہہ کر بندوں کو بہکایا اور ورغلایا
جنت اور باغ جناں کا سرمایہ تسخیر قلب اور باہمی محبت ہے

اولیاؤں کی آہ خارا شگاف کو کوہ و دمن سہہ سکتے نہیں
اس کی ڈھال گر آہنی ہو بھی تو اس پر تیر برسانے چاہئیں

یونس اس مرد حق کی آنکھوں میں ہیں تازہ گلاب کھلے
مرد حقیقی گر بلبل ہے تو اس کو نگاہوں میں چہکنا چاہئے

---(۱۱۶)---

معلوم تھا جس کو راز حیات اس کو نہ ہوا دکھ درد ذرا
وہ دل نہ ہوا بے کار فنا، جس دل نے کیا عرفان خدا

فانی ہے یہ تن پر من ہے امر، تن جا کے کبھی واپس نہ ہوا
جب قتل ہوا تو تن ہی ہوا، کب من کو کسی نے قتل کیا

من لاکھوں ہی راہیں ڈھونڈے ہے جینے کی حقیقت پانے کو
جب تک نہ خدا کی مرضی ہو ممکن ہی نہیں ہے کچھ پانا

محتاط رہو، محتاط رہو، محبوب کے دل کو مت توڑو
جوڑے سے نہیں جڑتا ہے، یہ شیشہ دل جب ٹوٹ گیا

موقعہ ہے بہتے چشمے سے پیمانے کو بھرنا ہے تو بھر، ورنہ
وہ وہاں ہزار سال بھی پڑا رہے تو خود سے نہیں بھرے گا

خضراورالیاس رہیں گے زندہ کیونکہ انہوں نے ہے آب حیات پیا
وہ دنیا کی چند روزہ زندگی میں نہیں مریں گے

حق نے تو محمد ؐ کی خاطر پیدا کیا ساری دنیا کو
جو آئے ہیں ان کو جانا ہے، باقی نہیں کچھ بھی رہ سکتا

یونس جب تک تری جان میں جان ہے اپنا زاد راہ تیار کر
واں پہنچے والا واپس نہیں آیا، واپس آنا ممکن نہیں ہے

---(۱۲۱)---

عاشقوں اور دیوانوں کو نصیحت نہ کر'ان پر تیری نصیحت کا اثر ہوسکتا نہیں
عشق سے محروم انساں حیوان ہوتا ہے'حیوان پر نصیحت کا اثر ہو سکتا نہیں

بھورے رنگ کی چیل صبح شام محنت کرتی ہے ' ہلکان ہوتی ہے
وہ ایک لاچار پرندہ ہے حملہ کر کے بطخ کو پکڑ سکتی نہیں

شاہین پرندوں کا شاہ ہے اس کی تعریف کرنے والوں نے کی ہے
کمزور بھی ہو عقاب تو اپنی عقابی خصلت چھوڑ سکتا نہیں

سنگ سیاہ پر پانی ڈالو اور اسے پچاس سال بھی تر رکھو تو
سنگ ہی رہے گا ہمیشہ وہ ایک قیمتی پتھر بن سکتا نہیں

یونس ناداں نہ بن اور عاقلوں و عالموں سے دور نہ رہ
ناداں گر مومن بھی بن جائے تو نادانی سے باز آسکتا نہیں

---(۱۲۲)---

مقام درویشی کی ہر آن ہے ایک نئی شان
فراغت وسکوں ہے حقیقی درویش کے لئے محال

فقیہ بھولتا نہیں اپنے پہلے نفس کو
فراق کا نہیں سوال نصیب میں ہے وصال

فقیروں نے چکنا چور کر دیا پیالۂ نفس کو
وہ مست مئے عشق ہیں کرتے ہیں کار خیر

فقیروں کی زندگی ہے پل صراط سے گزرنا
حساب انہوں نے کیا ہے مثل ذرہ مثقال

عجب کیا اگر " اناالحق " کہے درویش
یہ ساری کائنات اللہ کی علیٰ کل حال

تو اپنے نفس اول سے غافل نہ ہو فقیر
یونس ، تو راز اول و آخر کا راز داں بن

---(۱۲۵)---

فقط اک نگاہ اچٹتی سی تابکے دل ، چلیں اب چلیں یار کے پاس دل
نہ مر حسرت و یاس و غم سے میرے دل ، چلیں اب چلیں یار کے پاس دل

چلو چل نکلیں روح کے نکلنے سے پہلے ہمارے جسم سے .جاں نکلنے سے پہلے
ہمارے درمیاں دشمن کے آنے سے پہلے چلیں اب چلیں یار کے پاس دل

چلو چلیں زیادہ عرصہ دور نہ رہیں ، حبیب کے لئے سفر اپنا شروع کریں
اس شیخ کے آستانے پر ہے تری منزل ، چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

چل اب یہ نگر ، یہ زمین چھوڑ جائیں ، غم یار میں روئیں ، آنسو بہائیں
حبیب کو اب تو اپنے قریب بلائیں ، چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

چل اے دل کہ چھوڑیں یہ دنیائے فانی ، نہ دھوکے میں آ' یہ نہیں جاودانی
دوئی سے حذر ، ایک رکھ زندگانی ، چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

ہم اس جہان فانی کو چھوڑ کر دوست کے دیار اس کے پاس چلیں
ہوائے نفس سے دامن چھڑا کر چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

میرا رہنما بن کے تو ساتھ ہو لے ، مجھے کوچۂ یار کی رہ دکھا دے
ہم اس راہ میں آگے دیکھیں نہ پیچھے ، چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

یہ دنیا محکم و پائیدار نہیں ہے ، کھول آنکھ اپنے دل کو خبردار کر
تو مرا ہمدم ، ہمسفر ، ہمراز بن ، چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

ہمیں موت کی دعوت آنے سے پہلے'اجل ہمیں گرفتار اور پابہ زنجیر کرنے سے پہلے
فرشتۂ موت اپنا وار کرنے سے پہلے ، چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

چل اب روح اقدس کی جانب چلیں ہم ، چل اپنے خدا کا پتہ پوچھ لیں ہم
چلیں یونس ایمرے کو لے کر چلیں ہم ، چلیں اب چلیں یار کے پاس اے دل

---(۱۲۶)---

درویشی جسے کہتے ہیں وہ خرقہ و تاج نہیں ہے
اپنے دل کو درویش بنانے والا خرقے کا محتاج نہیں ہے

خرقے کا کیا قصور گر تو اپنی منزل تک پہنچ نہ سکے؟
ممکن ہے تو سیدھی راہ پر چل یہ راہ تجھے دھوکہ نہیں دیگی

زندہ ہے تو شیخ کے عشق کی بدولت نہ کہ برہنہ سر اور برہنہ پائی سے
بہت سے ایسے حقیقی عاشق ہیں جو ننگے پاؤں اور کھلے سر نہیں

یونس ایمرے اولیاؤں کو معرفت کا راز بتاتا ہے
وہ راست بازوں کے ساتھ راہ میں ہے اور گمراہوں کا ہم سفر نہیں

---(۱۲۷)---

جانیں فدا ہیں اس کی راہ میں مجھ کو اس جاں (۱) کی فکر نہیں ہے
مجھ کو بس تیری ضرورت ہے مری جاں (۲) مجھ کو اس جہاں کی فکر نہیں ہے

جانوں کے اندر جان ہے تو ' جان کیا تو ایک آب حیواں ہے
دین و ایماں ہے تو میرے لئے مجھ کو ایمان کی فکر نہیں ہے

ایک گھونٹ نے میرا زخم بھر دیا ' معلوم ہوا کہ یہ زخم کس نے لگایا؟
مجھ کو بس اپنے یار کی فکر ہے ' اپنے زخم اور درد کی فکر نہیں ہے

تیرے عشق نے میرا بھید کھول دیا ' میں چھپا نہیں سکتا اپنے درد کو
جبکہ تجھ کو کھلے عام دیکھ لیا ہے ' تیرے پنہاں ہونے کی فکر نہیں ہے

درماں کوئی ہو سکتا نہیں ایسا ' میرا درد ہے بے حدو حساب
اپنے درد کے ساتھ پہنچوں ترے پاس ' مجھ کو درماں کی فکر نہیں ہے

آیئے عشق کریں ' عاشق ہوں ' میدان عشق میں جولانی کریں
مست ہو کر سو رہا ہوں میں' جولانی کے میدان کی فکر نہیں ہے

تیرے عشق کا تیر مرے دل کی؛ رگ ' رگ جاں کو کاٹے
میں عشق کی خاطر مر جاؤں گا مجھ کو رگ جاں کی فکر نہیں ہے

جاں و دل کا کیا کہنا تیرے عشق کو بھی آگ میں ڈال دیا!
میں صدق و وفا کو بھی بھول گیا اب مجھ کو گمان کی بھی فکر نہیں ہے

عشق کے برج اور دیوار سے اڑا ' پر ہلاتا اٹھکیلیاں کرتا
اپنے محبوب سے جا کے ملا ' اب مجھ کو جولانی کی فکر نہیں ہے

بحر زخار میں غوطہ کھا چکا ہوں ، اس میں صدف کو پا چکا ہوں
موتی اس صدف سے نکال چکا ہوں ، اب بحر عمان(۱) کی فکر نہیں ہے

میری جائے قیام طور ہو ، میری دید تیری دید ہو
مجھ کو موسیٰ کی کیا ضرورت ہے ، من وتوکی ، دوئی کی فکر نہیں ہے

لوگ یونس کو نصیحت کرتے ہیں " اُٹھ کارواں گزر گیا " کہتے ہیں
تم کو کیا پتہ میں منزل پہ پہنچ گیا ، اب مجھ کو کارواں کی فکر نہیں ہے

---(۱۳۱)---

اک بار بھی توڑا ہے جو تو نے دل انسان ' بے سود ہے پھر حق کی صلوٰۃ اور طاعت
دنیا کی بہتر ہے تو میں مل کر اسے دھو نہیں سکتیں ' جو ہے تیرے ہاتھوں ' تیرے چہرے پر غلاظت

وہ سالک دانا جو یہاں آئے تھے گزرے ' پیچھے یہ جہاں چھوڑ دیا بڑھ گئے آگے
اس طرح اڑے جا کے ملے ذات خدا سے ' پرواز میں تھی ان کو ہما پر بھی فضیلت

جو راستہ سیدھا ہے ' نہ گمراہ کرے گا ' جو مرد ہے مشکل سے ' نہ راہوں کی ڈرے گا
بینا ہے جو اللہ کا دیدار کرے گا ' وہ کور ہے دیکھے جو بلندی سے کثافت

جو راستہ سیدھا ہے اگر اس پر چلے گا ' جو رہبر کامل کے سہارے پہ رہے گا
جو نیک عمل سے گذر اوقات کرے گا ' محشر میں ملے گی تجھے ہزاروں گنا اجرت

یونس ہوں زباں پر مری ہوتے ہیں کھرے بول ' کڑوے نہیں ' یہ بول تو ہیں شہد بھرے بول
انمول جواہر سے بھی قیمتی ہیں میرے بول ' میں دے کے چلا سارے زمانے کو یہ دولت

---(۱۳۳)---

یہ دیار میرے لئے اجنبی ہے ' میں اس دیار سے بیزار ہوں
میری قید کے دن تمام ہوئے ' اب میں زنجیریں توڑ رہا ہوں

میں یاں آیا اپنے یار کو پایا ' میں منصور حلاج ہوں
مجھ کو دار پر لٹکایا گیا' خاک بن کر بکھر رہا ہوں

میں نے کتاب عشق پڑھی ہے عشق کا علم حاصل کیا ہے
مجھ کو حاجت نہیں لکھنے کی قرطاس ابیض پر سیاہ حروف کو

چار کتابوں کا مفہوم مخفی ہے اک حرف " الف " میں
" ب " تو مجھ کو اپنی راہ پر نہ بلا میں اس راہ کا طالب نہیں

چشمے سے بہنے والا پانی بیک وقت تلخ و شیریں نہیں ہوتا
مجھ پر ملامت کرتے وقت خیال کر ' میں نلکے سے ٹپک رہا ہوں

میں سب کی نظر میں مجرم ہوں میرا جرم بس حق بات کہنا ہے
خوف ' غداری کے مترادف ہے مجھ کو کسی کا خوف نہیں ہے

شریعت کے آوارہ گرد چھوکرے ہر موڑ پر میرا راستہ روکتے ہیں
میں دریائے حقیقت میں غوطہ زن ہوا' تیر رہا ہوں

دوست نے مجھ کو بلا بھیجا ہے وہ میرے لئے فکر مند ہے
اپنے چہرے کی سیاہی دور کروں ' اس کے دیدار سے فیضیاب ہوں

یونس یہ پرندوں کی زبان ہے اس کو حضرت سلیمان ؑ جانتے ہیں
میں حقیقی عاشق ہوں تیری حقیقی زبان کو خوب سمجھتا ہوں

---(۱۳۶)---

جبکہ میں نے اپنے آپ کو پا لیا تو یہ سمجھ لے کہ اللہ کو پالیا
اللہ کو پانے کے وقت تک ڈر تھا ' اب ڈر سے آزاد ہو گیا

میں جدائی سے بالکل نہیں ڈرتا ذرہ برابر بھی نہیں گھبراتا
اب ڈروں تو کس سے ڈروں ' ڈرتا تھا جس سے وہ مرا یار ہو گیا

فرشتہ لے نہیں سکتا مری جاں ' منکر نکیر مجھ سے سوال نہیں کر سکتے
وہ مجھ سے سوال کیسے کریں گے ' سوال کرنے والا میں ہوں؟

میں کیوں اس سے دور بھاگوں ' کیوں اس کے احکام کو دہراؤں؟
وہ آیا میرا دل باغ باغ ہوا ' میں اس کے لئے اک کان بن گیا

عاشق سب ہم سے خریدتے ہیں ناداں خود کو نہیں جانتے ہیں
سب ہم سے لین دین کرتے ہیں ' میں اک بڑی دوکان بن گیا

یونس کے لئے حق نے در وا کیا ' یونس حق کے در کا غلام بنا
کیا خوب ہے میری قسمت یونس ' میں غلام تھا حکمراں بن گیا

---(۱۳۷)---

خبر کر و مرے عشاق دوستوں کو ذرا کہ میں نے عشق کی بازی میں دل کو ہار دیا
میں جذب حقیقی کا راج ہنس بنا میں بحر عشق کا پیراک و غوطہ زن ٹھہرا

دیا جو بحر کی موجوں نے مجھ کو تحفۂ آب وہ لے کے سوئے فلک میں گیا بے تاب
وہ میں نے نذر فضا کر دیا بشکل سحاب پھر آسمانوں میں بادل بن کر سوئے عرش گیا

فلک پر بجلی کی طرح چمکنے والا ہوا کے دوش پر فرشتوں کی طرح رواں
بادلوں پر طاقت کا ڈنکا بجانے والا میں ہوں مینہ بن کر برسنے والا

میں نے دیکھا ہے آسمانوں کے فرشتوں کو ان کو ہر وقت ہے کوئی نہ کوئی کام
قرآن و انجیل مقدس ہوں میں خدائے برتر کو ہمہ وقت یاد کرنے والا

یہی زمین ہے فردوس عاشقوں کے لئے وہیں ہے محل جہاں عارف خدا ٹھہرے
میں کوہ طور پہ لیتا ہوں زندگی کے مزے کہ محو حیرت جلوہ ہوں صورت موسیٰ

اگرچہ کھو دیئے ہوش و حواس یونس نے رواں ہے وہ سوئے منزل کہ عشق ہے رہبر
قدم قدم پہ کئے اس نے شکر کے سجدے اور اس طرح وہ دیار حبیب تک پہونچا

(۱۴۱)

تو ہے کریم تو ہے رحیم ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی
اب نہیں کسی دوا کا یارا اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

آئی اجل ' وقت ختم ہوا میری عمر کا پیمانہ لبریز ہوا
کس نے ابتک نہیں پیا ؟ اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

میری نظر ہے آسماں کی طرف میری روح پرواز کر گئی
میری زباں لڑکھڑا گئی اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

میرا کفن اور تابوت تیار ہوا اپنا رخ کر لیا اس کی طرف
کیا ہوگا میرا حال اب اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

مجھ کو غسل دیا کفن پہنایا سارے دوست احباب آئے
الوداع اے دوست احباب ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

میری میت تیار ہو گئی سب نے میت کو کندھا دیا
سب نے نماز جنازہ پڑھی ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

میرے جنازے کو لے جایا گیا مجھ کو قبر میں اتار دیا گیا
سب نے دیکھا آخری بار ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

مجھ پر ڈالی گئی منوں مٹی بس میں تھا اور تاریک کوٹھری
لوگ مجھ کو چھوڑ کر چل دیئے اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

سات طبق اور آٹھ جنتیں (۱)' ہر ایک کا ہے الگ راستہ
ہر راستے میں ہیں لاکھوں موڑ ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

منکر نکیر فرشتے آئے ' دونوں نے الگ الگ سوال کئے
یا اللہ تو ان کو جواب دے ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

دیکھو زمانے کا کیا حال ہوا دل سے کریں فریاد و فغاں
یاں پیدا ہوا جو اک دن مرا ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

یونس بات کو طویل نہ کر ' اپنے اللہ کی طرف رخ کر
دیدار سے ہمیں محروم نہ کر ' اللہ میں نے تجھ سے لو لگائی

---(۱۴۲)---

مجھے اس جگہ سے ہے اک روز جانا کہ آیا نہیں ہوں میں رہنے ہمیشہ
چلا جاؤں گا میں کہ ہوں پھیری والا ' خریدو ' خریدو ' یہ سامان میرا

میں آیا نہیں بہر جنگ و عداوت ' میرا مقصد زندگی ہے محبت
میں کرتا ہوں سچائی سے دل کی زینت کہ محبوب کا ہے دلوں میں بسیرا

مرا عشق دیوانگی ہے ' جنوں ہے ' سمجھتے ہیں عشاق میرے تقاضے
اٹھا دے دوئی کا یہ پردہ اٹھا دے ' خدا میں رہوں تجھ سے کب تک علیحدہ

وہ آقا میرا ہے میں ہوں اس کا بندہ میں ہوں گلشن دوست کا پرندہ
میں آیا ہوں اس آقا کے چمن میں چہچہانے اور مستیاں کرنے

یہاں ایک دوسرے سے آشنا ہونے والے قلوب وہاں باہم یکجا ہوتے ہیں
میں اپنے مالک سے ' آقا سے مل کر اپنے دل کا حال بتانے آیا ہوں

فقیر یونس ایمرے. ایسا عاشق ہوا کہ اپنے محبوب کے غم میں مر گیا
بڑے انتظار کے بعد میں دروازے پر اپنے مرشد کے آیا ہوں حال بتانے اپنا

---(۱۴۴)---

میں دوست کے ہاتھوں مروں تو بغیر کسی خدشے اور شبہے کے واپس آؤں
میں غنیمت سمجھتا ہوں اپنی جاں کو، اسے بطور شکرانہ دوست کو دوں

جو اپنی جاں کو عزیز رکھتا ہے ' وہ مقام دوست سے دور ہوتا ہے
عذاب فرقت سے نجات پاؤں تو ' میں لاکھوں جاں فدا کروں

کوئی فرق نہیں مجھ میں اور جرجیس میں' وہ یار خواہ مجھے ستر بار مارے
خواہ ہزار دفعہ ہلاک کرے ' میں لاکھ بار زندہ و تابندہ ہوں

ہزار بار ڈوبوں ' ہزار بار ابھروں ' اپنے یار کے قصر میں گھوموں پھروں
میں یہاں بھی ہوں اور وہاں بھی ' ادھر سے جاؤں ادھر سے آؤں

میں کھو چکا ہوں راستہ ' پھرتا ہوں آوارہ ' کوئی نہیں ہے چارہ
سوال کرنے والوں کے لئے ہے یہ میرا جواب ' تیرا نام لے کر میں آؤں

ہزار سال بھی خاک میں پڑا رہوں تو اناالحق کے نعرے کو نہ چھوڑوں
مجھے طلب کر جب بھی ضرورت ہو' سوز عشق میں تڑپتا ہوا آؤں

جسے اعتبار نہ ہو وہ آئے قبر پر مجھے پیار سے آواز دے
کفن کو اپنے تار تار کر کے ہزاروں من مٹی سے نکلوں ' کھڑا ہوں

جو ہو گا اب اس کا کوئی اندازہ ' ہماری عقل بھی نہیں لگا سکتی ہے
یہ کہتا ہے یونس عاشقوں کو آؤ ' میں تمہیں دوست کی خبر دوں

---(۱۴۵)---

میرے خدا ' میرے خدا ' میرے خدا تیرے جیسا کوئی نہیں میرے خدا
گناہوں کو ہمارے معاف فرما ' بڑی رحمتوں والے میرے خدا

یہ بندے تیرے ہیں' تو ہے بندوں کا' گناہ بہت ہیں ان غریبوں کے
بہشت میں دے اچھی جگہ ان کو ' چڑھیں براق پر میرے خدا

شمار تیرا بادشاہوں میں ' قیام تیرا نہ محل دو محلوں میں
تو نے گھر کیا غریبوں کے دلوں میں وہاں ہے تیرا مسکن میرے خدا

مرے پاس ہے نہ علم نہ طاعت ' شجاعت نہ ہمت نہ طاقت
غنیمت پھر بھی ہے تیری عنایت ' میں خوش ' جبیں روشن میرے خدا

معاف کر دے تو بیچارے یونس کو اپنے گناہگار بندوں کے ہمراہ
معاف نہیں کرے گا گر تُو تو فراق ناقابل برداشت ہو گا میرے خدا

---(۱۴۶)---

میری روح بیدار ہے ، میں زندہ ہوں دوست کو دیکھنے والا میں ہوں
سمندر میں مل کر اک جان و قالب ہونے والا دریا میں ہوں

میں اک آبشار کی طرح گرتا ہوں ، کبھی روتا ، کبھی ہنستا ہوں
نفس کو اپنے پاش پاش کرتا ہوں ، حسد کو ختم کرنے والا میں ہوں

نفس کی غلامی کو ختم کر دیا غرور کے محل کو ڈھا دیا
باطن کو پاک و صاف کر دیا ، فساد کو ختم کرنے والا میں ہوں

میں نے ولی کا پاک دامن تھاما ، مری آنکھ کو اس مرشد نے کھولا
اس نے تعارف کروایا اپنا معرف بہ " آیت کل " میں ہوں

میں نے شہ والا کا دیدار کیا کوئی شبہ نہیں اب عیاں ہے بیاں
یقین جس کو نہ ہو وہ کافر ہے ، اس کا دیدار کرنے والا میں ہوں

یہ ساری کاریگری میری ہے ، بڑی حکمت سے ہوتی ہے سردی اور گرمی
میں جانتا ہوں جدائی کے غم کو ، جدا یار سے نہ رہنے والا میں ہوں

سب کی روحوں میں موجود حیات ان کی رگوں میں رواں خون
سب کی زبانوں کی گویائی اور کل زبانیں جاننے والا میں ہوں

ابراہیمؑ خلیل اللہ کی خاطر بنایا میں نے نمرود کی آگ کو گلزار
اور اپنے کفر کی بنا پر اس آگ کو جلانے والا بھی میں ہوں

ذرا دیکھنا تماشا ، منصور حلاج کی زباں سے کہلوایا " اناالحق "
اور اس کی گردن میں پھانسی کا پھندا گزارنے والا بھی میں ہوں

وہ حبیب خدا ، محمدؐ مصطفیٰ جب سفر معراج کے لئے روانہ ہوئے
اس وقت ان کی خاک پاتھا ان کے اس سفر کا راز داں میں ہوں

مری حکمرانی ہے چرخ نیلی فام پر ہے ذرے ذرے پر لکھا مرا نام
مرے قبضے میں ہے ساری کائنات جلانے اور جلنے والا میں ہوں

میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ کہ مرد قلندر یونس ہے میرے ساتھ
" علم لدن " ہے میرا معلم اس گہرے راز کو جاننے والا میں ہوں

---(۱۴۸)---

میں نے ایک جگہ قرار پایا ہے میرے قرار سے کون واقف ہے؟
جو اندھا ہے مجھے بیقرار سمجھتا ہے میں دلوں میں بسیرا کرنے والا ہوں

بچھایا ہے میں نے ہی یہ فرش خاکی' پھر اس پر کئے کوہ استادہ میں نے
بنائے ہیں میں نے سقوف فلک بھی مرے دست قدرت میں ہر چیز ہے

ہزاروں ہی عشاق کے واسطے یقین و ایمان کا رہبر ہوں میں
کبھی دل میں لوگوں کے فکر فاسد ' کبھی دین حق نور ایمان ہوں

حبیب کے ہاتھ پیمان وفا کرنے والا مرتے وقت بھی وعدے کو پورا کرنے والا
بے شمار اقلیموں کو قائم کرنے والا رنگا رنگ گلشنوں کا باغبان میں ہوں

میں نے حمزہ کو کوہ قاف سے گزارا' میں ہوں وہ خوفناک زہریلا اژدہا
جس نے کوہ قاف کے سیمرغ (۱) کو ڈس کر' سارے ہاتھ پاؤں کو پھلا دیا

یہ یونس کی گفتار ہر گز نہیں' حقیقت ہے خود گفتگوئے حقیقت
گماں جو کرے سخت کافر ہے وہ "میں اول ' میں آخر" یہ کہتا ہوں میں

---(۱۵۰)---

اے دوستو، اے ساتھیو، اے بھائیو، اے بہنو، مجھ سے پوچھو میں کہاں تھا
میں بحر عشق میں ڈوبا غرق ہوا ، دیکھو ذرا میں بحر عمان میں تھا

چاروں مقدس کتابوں کو پڑھے بغیر سیاہ و سفید کا فرق سمجھے بغیر
میں نے اپنا سبق پڑھا مستعدی سے، میں بن گیا ہفت خواں حافظ قرآں

وسوسہ میرے پاس بھٹک نہیں سکتا مجھ کو کبھی کسی پر غصہ نہیں آتا
میں وہم و گمان کے شہر سے دور ایک گوشہ عافیت میں تھا

نوے ہزار (۱) باتیں کرے گا اللہ اپنے حبیب اور یارغار سے
تیس ہزار ہوں گی ان میں راز کی باتیں میں اس وقت ان کے ساتھ ہوں گا

مجھ جیسے غریب کا لاکھوں لوگ مذاق اڑائیں بھی تو کوئی غم نہیں ہے
میں ابھی ابھی لوٹا ہوں اس دنیا میں اک لمحہ قبل جنت میں رضوان کے ساتھ تھا

---(۱۵۵)---

فرشتہ موت کا آبادیوں میں دندناتا ہے، کسی کو بھی نہیں معلوم کس کا وقت آیا ہے
کہیں کلیوں کو توڑا ہے، کہیں پھولوں کو مسلا ہے، تباہی باغ ہستی میں جہاں جاہے مچاتا ہے

کچل ڈالا، جھکادی پہلوانوں کی کمر اس نے، کبھی دل بھر کے لوٹے بستیوں میں گھر کے گھر اس نے
کبھی اشکبار لایا عشق کئے قلب وجگر اس نے، رگ جاں کاٹ کروہ قطرہ قطرہ خون بہاتا ہے

کسی کے جگر پارے کو چھین لیتی ہے موت کسی کو آنسو بہانے پر مجبور کر دیتی ہے
کسی کے رنج و غم کا مداوا نہیں کرتی ہے، اس کا حملہ اچانک اور بے خبری میں ہوتا ہے

بڑھاپے میں ہوا لاغر جو طاقتور بہادر تھا، یکایک موت کے دھکے سے کھڈ میں قبر کے پہنچا
نہ دی یک فرصت لمحہ اجل نے بے خبر پکڑا، فرشتہ موت کا اس بے خبر پہ مسکراتا ہے

---(۱۵۶)---

میری آنکھیں کیوں خیرہ ہوں اس دارفانی سے میں کیوں حیراں ہوں؟
میں کیوں کبھی خنداں ہوں اس کی خاطر، کبھی گریاں ہوں؟

کبھی افلاک سے اور کبھی فرشتوں کے ذریعے پیغام بھیجوں
کبھی عرش و شمش سے گردوں سجاؤں، کبھی گردش دوراں ہوں

میں نے قدم بڑھائے سات (۱)، چار (۲) اور اٹھارہ (۳) سے آگے
نو (۴) کو پیچھے چھوڑ دیا میں شہنشاہ کائنات کا فرماں ہوں

میں نے غم سے نجات پائی دوست کو فرحت حاصل ہوئی
پیکر انسان ہوں، ہمیں دل و ہمیں جاں ہوں

کبھی مفتی کبھی استاد، کبھی صاف کرنے والا کبھی صاف
کبھی مقہور و ناقص، کبھی نقص کے ساتھ نقصان ہوں

کبھی بطن ماہی میں یونس کے ساتھ ہوتا ہوں ہمکلام
کبھی جلوہ افروز ہوتا ہوں عرش پر اور کبھی سلمانؓ (۱) ہوں

کبھی فاجر و فاسق بنوں کبھی شیطان کی شیطانیاں کروں
کبھی پرواز کروں فرش تک سیلانی بنوں، حیران ہوں

کبھی سنوں کبھی نہیں سنوں، کبھی سنی ان سنی کروں
کبھی گناہ کبھی ثواب کبھی حیوان کبھی انسان ہوں

کبھی دخل در معقولات ہوں کبھی تقریر و بیان ہوں
کبھی تقصیرات ہوں کبھی صاحب قیوان (۲) ہوں

بہت سی صفات میں انسان، کئی لحاظ سے جانور ہوں
کبھی لومڑی ہوں کبھی بھیڑیا اور کبھی ارسلان (۱) ہوں

کبھی افراط و تفریط کبھی مجرد و منفرد ہوں
کبھی انس و جن اور کبھی شیطان ہوں

کبھی میدان عشق میں نفس کے گھوڑے دوڑاؤں
کبھی اپنے ہی سرکو گیند بنا کر چوگان کھیلوں

کبھی توحید میں ضم ہو کر ایک ہوں خدائے واحد کے ساتھ
کبھی شرک کروں، قطرہ بنوں، عمان ہوں

کبھی دوزخ کی آگ میں جلوں، فرعون و ہامان بنوں
کبھی جنت میں داخل ہو کر غلمان و رضوان بنوں

کبھی مرد غازی بن کر فرنگیوں کے ساتھ جنگ کروں
کبھی خود فرنگی بنوں مذہب سے بغاوت کروں

کبھی شہید راہ حق، جعفر طیار ہوں
کبھی راندہ درگاہ خدا، مردود و نمرود بنوں

کبھی عامی بنوں، نامی بنوں، جامع الصفات بنوں
کبھی کامیاب ہوں کبھی ناکام، کبھی ناداں ہوں

کبھی الاؤ روشن کروں، زبانوں کو، دلوں کو جلاؤں
کبھی عرشِ معلیٰ پر چڑھوں کبھی تخت سلطان ہوں

بہت سے درد کے ساتھ آگ میں جلوں اور جلاؤں
کبھی شاکر و ذاکر اور کبھی مہمان ہوں

کروں ترک اس دنیا کو پہنچوں مالک کے پاس
شش جہت سے نکلوں بے جسم و جاں بنوں

بے شمار خبرجیس اور برجیس (۱) اور مریخ بنوں
بے شمار جالینوس و بقراط و لقمان بنوں

نوشیر (۲) ہفت آسماں اور چار (۳) اژدھے
ان کے ساتھ جنگ کروں ، رستم داستاں بنوں

کبھی عقلمند ، کبھی غافل و جاہل کبھی خورد و کلاں
کبھی آشفتہ سر ، کبھی مجنوں و پریشان ہوں

مرے دل میں کوئی درد و غم آنے سے پہلے
اپنے دل کے بہلانے کا کوئی سامان تلاش کروں

بے شرمی کے ساتھ من وتو کا جھگڑا کروں
بیگانہ بنوں خود سے کبھی حیران و پریشان ہوں

کبھی خاک میں ملوں ذلیل و خوار ہوں
کبھی گوہر بنوں ، یاقوت بنوں ، مرجان ہوں

حدود آدم سے گزروں ، اڑوں فرشتوں کے ساتھ
بے رنگ ہوں ، رنگین ہوں ، معدن بیکاں ہوں

مطیع و فرمانبردار ، اللہ کا خاص بندہ ہوں
کبھی عاصی و گنہگار ، کبھی موسیٰ و عمران بنوں

ذرا رکوں تو داؤد بنوں ، تخت سلیمان پہ بیٹھوں
کبھی مرتد و گمراہ ہوں فراق و ہجراں ہوں

کبھی زنداں سے نکلوں ، آزاد ہوں ، آباد ہوں
کبھی درباں بنوں ، قیدی بنوں ، زنداں ہوں

دار بنوں ، تختہ دار بنوں ، منصور بنوں
ہمیں تن و ہمیں جاں ہوں ، ہمیں ایں و ہمیں آں ہوں

کبھی بیابان خراب ، کبھی سراب کبھی تراب
کبھی بستی آباد ، کبھی جسم ، کبھی جاں ہوں

کبھی عزت سے معزز اور ذلت سے ذلیل
کبھی رہرو کا ہمسفر کبھی نمازیوں کا امام ہوں

کبھی خاموش ہوں ، بے خیش ہوں ، سرخوش ہوں
زبان کھولوں تو داستاں ہوں گلستاں و بوستان ہوں

یونس پہ کرم ہے طامطق ، سالطق (۱) اور براق (۲) کا
انھوں نے مجھے فیض بخشا تو میں کیوں پنہاں ہوں؟

یونس تو اس بات کو کہہ عاشق سے برملا
مجھے جس سے عشق ہے میں اس کے درد کا درمان ہوں

کبھی خالص ، کبھی مخلص ہوں قرآن کے اثر سے
کبھی رحمٰن الرحیم ، یاحیی ، یامنان ہوں

کبھی سورج بنوں ، میرے ہر ذرے میں ہوں لاکھوں عرش
دو عالم کے لئے آندھی ، انسانوں کے لئے طوفان ہوں

اول " ہو " آخر " یا ہو " اور " الاہو " بنوں
اول و آخر " کلا " و " من علیہ فان " ہوں

---(۱۵۷)---

کعبہ و بت خانہ میں ہوں ' چرخ پہ گردش کرنے والا میں ہوں
بادل بن کر ہوا کے دوش پر اڑنے والا رحمت بن کر برسنے والا میں ہوں

بہار پیدا کر کے ہر سو گلزار بنانے والا ' دل کو باغ باغ کرنے والا
میں خوش ہوں اپنے ماں باپ سے ' بندگی کی قدر جاننے والا میں ہوں

بجلی کی طرح چمکنے والا سانسوں کا سلسلہ ملانے والا
بل کھا کر زمین پر رینگنے والا زہریلا سانپ ہوں

حمزہ کو کوہ قاف سے گزارنے والا سمیرع کے ہاتھ پاؤں کو پھیلانے والا
نابینا لوگوں کی آنکھ کی دھندھلاہٹ میں ہوں

ہڈیوں پر گوشت و پوست چڑھانے والا سب کا حکمراں
بستر قدرت پہ لیٹنے والا ' شیر حکمت کو پینے والا میں ہوں

عاشق ہونے والا اس جانب آئے دکھاؤں اسے راہ راست
محکوم ہے مرا شہر دل ' اس سے جدا نہ ہونے والا میں ہوں

ارض و سموات کو پیدا کرنے والا ان کو باہم قائم رکھنے والا
جھیلوں کو دریاؤں میں ضم کرنے والا یونس عمان میں ہوں

---(۱۴۲)---

صبح کو ٹہلتے ٹہلتے قبرستان میں پہنچا ' قبروں کو دیکھا
خاک میں ملے ہوئے منوں مٹی تلے نازک تنوں کو دیکھا

کچھ کا لوح مزار نہ تھا حتیٰ کچھ کی قبر کا نام و نشان نہ تھا
خون سے خشک ' خالی شریانیں ' پھٹے کفنوں کو دیکھا

بعض قبریں دھنسی ہوئی تھیں ' بعض خستہ و خراب
سب کو ہر غم سے آزاد پایا قابل رحم بتوں کو دیکھا

کوئی عیش و عشرت میں اور کوئی ساز و آواز میں گم تھا
کسی نے اپنے دن محنت و مشقت میں گزارے ' یہ سب ماضی ہوئے

بے نور ہوئیں کالی آنکھیں ماند پڑ گئے مہ جبینوں کے چہرے
پھول توڑنے والے نازک ہاتھوں کو گلا سڑا دیکھا

گردن کسی کی ٹوٹی ہوئی ہے دھڑ مٹی میں اٹا ہوا ہے
اپنی ماں سے ناراض ہو کے جانے والے بتوں کا سرخم دیکھا

نالہ و فریاد کرے کوئی دوزخ کے فرشتے عذاب ڈھا رہے ہیں
ان کی قبروں میں آگ لگی ہوئی ہے وہاں سے دھواں نکلتا دیکھا

یونس نے اسے جہاں بھی دیکھا آ کر ہمیں اس کی اطلاع دی
میری عقل نے جواب دے دیا کیونکہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا

---(۱۶۵)---

دوست کے پاس سے خبر آئی ہے مجھ کو ' اب تو اس کے پاس جاؤں
قربان کروں اس جان کو ' فدا کروں اسے ' اس کے پاس جاؤں

جان لینے والا خود آئے گا اور کہے گا کہ مجھے میری امانت دے
میں امانت کو اس کے مالک کو دوں ' واپس کروں ' اس کے پاس جاؤں

جان میری نکل گئی ' رہ گیا پڑا میں ' ناچار اپنی راہ لی
دوست یہ سمجھیں کہ میں بڑا خوش ہوں ' ایسا ہی سہی ' اس کے پاس جاؤں

منکر نکیر آئیں گے زمین آسمان میں ہلچل ہو گی ' غلغلہ مچے گا
وہ مجھ سے سوال کریں گے ' میں جواب دوں گا ' اس کے پاس جاؤں

میرے جرم ہیں بہت اور گناہ بے حساب ' میں دنیا میں آزادی سے رہتا تھا
اپنے اعمال کا حساب پوچھوں میں اب اس سے ' اس کے پاس جاؤں

اپنے پالے پوسے جسم کو ترک نہ کروں مرتے وقت اس کے ساتھ رہوں
ساتھ مٹی میں جاؤں ' ہم دونوں ہوں خاک بسر اس کے پاس جاؤں

میں نے اس عمر کی فصل بڑے جان جوکھم سے تیار کی اور کاٹی
یونس کہتا ہے کہ اب اس دوکان کو بڑھا دوں ترے پاس آؤں

---(۱۶۷)---

میں نے جب اپنے آپ میں پایا حق کو پھر مجھ کو شک و شبہ کیوں ہو؟
اس دوست کے چہرے کو نہ دیکھوں تو میری یہ دو آنکھیں کس کام کی؟

آئے مناجات کرنے والے ' نوے ہزار حاجات اور خواہشات کے ساتھ
میرے در پر آنے والے سوالی دیکھیں کہ میں کیسا حاجت روا ہوں

موسیٰ بن کے طور پر جاتا ہوں ' نور بن کر آنکھوں میں چمکتا ہوں
حضرت موسیٰ طور پر چڑھے واں انہوں نے نور الٰہی کا دیدار کیا

لفظ بن کر زبان سے نکلتا ہوں ساز اور آواز کو میں کیا کروں؟
میری آنکھیں دوست کے علاوہ کسی اور کو بالکل نہیں دیکھتی ہیں

میں نے خودی کا عرفان حاصل کیا اور اس یار پہ پورا ایمان لایا
میں نے اس کی توحید پر صاد کیا ہے مجھ کو فرمانبرداری یا نافرمانی سے کیا غرض؟

اس یار نے مجھے " امیؔ " کا لقب دیا اور میرا نام بھی "امی" رکھا ہے
میری زبان میں مٹھاس اور جسم ہے قندؔ' یہ کہنے والا کون ہوں میں؟

امی میں ہوں یونس میں ہوں میرے نو (۱) ہیں پدر اور چار (۲) مادر
میں آتش عشق میں جلتا ہوں دوکان اور بازار سے مجھے کیا غرض؟

---(۱۷۰)---

دوست دریائے محبت میں اترنے دے مجھے اس کی گہرائی میں جا کر میں چلوں گا آگے
دونوں عالم کو بنا دے مری جولانگہ شوق لطف روحانی اٹھا کر میں چلوں گا آگے

بحر عشق میں ڈوب کر غوطہ لگاؤں یا کہ الف اور میم اور دال ہوں؟
اپنے محبوب کے باغ کا بلبل بنوں گا گلوں کو جمع کرکے میں چلوں گا آگے

مجھ کو بننے دے وہ بلبل جو سنائے نغمے اور وہ روح کہ آزاد ہو قید تن سے
دل ترے دھیان ترے خیال میں بے خود ہے اسے وصل کی رہ پر لگا کر میں چلوں گا آگے

شکر صد شکر کہ دیکھا رخ زیبائے حبیب للہ الحمد ہوا جام مئے وصل نصیب
نہیں دنیا کو گوارا کہ رہوں تیرے قریب ' ساری دنیا کو بھلا کر میں چلوں گا آگے

عشق کے درد نہایت سے یونس بے جاں ' ساری تکلیفوں سے بڑھ کر مراد درد نہاں
دوست گر ہے تو ترے پاس ہے اس کا درماں اے مسیحا تجھے پا کر میں چلوں گا آگے

---(۱۷۸)---

اے وہ لوگ جو مجھے درویش سمجھتے ہیں مجھ کو درویشی سے دور کا واسطہ نہیں
درویشی اگر ایک بیاباں ہے تو میں اس کا سناٹا اور وحشت ہوں

درویش ہے میرا نام ' میں نے اصل میں درویشی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے
اپنے ماضی کی طرف دیکھا اور شرمایا ' میں نے سارے کام کئے ہیں غلط

ایک جانب اپنی عبا اور قباکو ' دوسری جانب برے اعمال کو دیکھتا ہوں
لوگ مجھ سے سیدھی راہ پوچھتے ہیں میں جو کہتا ہوں اس کا یقین کرتے ہیں

وہ سمجھتے ہیں کہ میرا دامن بیداغ ہے ہائے یہ کتنا بڑا دھوکہ اور جھوٹ ہے
میرا باطن تاریک رات کی طرح سیاہ ہے ' اس کی قیمت اک دمڑی بھی نہیں ہے

میری ساری دنیا دکھاوے کی ہے اس میں حقیقت کا اک ذرہ بھی نہیں ہے
یونس کہتا ہے ' اے دوستو ' وہ لوگ 'جو میری اصلیت اور حقیقت جانتے ہیں

ان کومعلوم ہے کہ میری حقیقت کیاہے اللہ بھی جانتاہے 'میں درویش ہوں کہ ریاکار

---(۱۷۹)---

سارے سمندر ساغر بن جائیں تو یہ ابدی پیاس نہیں بجھے گی مری
میرے آنسو تھمتے نہیں فریاد و فغاں اور آہ و بکا رکتی نہیں مری

چل چلیں ہمارے دیار میں ' داخل ہوں وہاں باغ یار میں
گلشن ہمارے رنگارنگ ' ہرے بھرے ' اغیار گلوں کو توڑ نہیں سکتے مرے

میرے وطن کے گلشنوں میں بلبل چپ نہیں رہتے ہمیشہ چہکتے رہتے ہیں
ہر وقت تازے پھول ہیں کھلتے مرجھاتا نہیں کبھی گلشن میرا

منصور حلاج کے پیمانے کو کئی بار محبوبہ نے میرے ہاتھ میں دیا
میرے چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے کوئی نہیں جانتا ہے حال کو میرے

جل جل کر خاک ہو جاؤں میں تیرے لئے اے محبوب میرے
میں ایک دن میں ہزار بار جلوں تو بھی اپنے محبوب سے نہ منھ موڑوں

میری روح ہے تیشہ عشق میں چھپی فرہاد بنا ہوں میں تیرے لئے
کاٹتا ہوں میں دن رات پتھر ' میری شیریں پوچھتی نہیں ہے حال مرا

یونس کہتا ہے اے مری محبوبہ ترے عشق میں میں دیوانہ ہوا
گر درماں باقی رہے مجھ میں تو ہرگز نہ میری روح مرے

---(۱۸۰)---

عجیب حالت ہوئی ہے میری کوئی جانتا نہیں میرے حال کو
میں ہی کہوں اور میں ہی سنوں کوئی جانتا نہیں میری زبان کو

مری زبان ، زبان طائر ہے ، مرا وطن ، وطن دوست ہے
میں بلبل ہوں ، مرا دوست گل مرا پھول مرجھا نہیں سکتا ہے

اس دوست نے کہا کہ " آیئے، یہ رہا جام لے لے اسے "
لے لیا جام ، پی لی شراب ، مجھے نہیں اب کوئی فرقت کا غم

نہ ہے مرا طور اور نہ کوئی مسکن کسی جگہ بھی نہیں ہے مجھ کو سکوں
خدا سے مناجات کرنے کے لئے کوئی خاص جگہ نہیں ہے مری

اگر تو پوچھے میرے مسکن کا پتہ تو میں تجھے دکھا دوں برملا
مری آنکھ دیکھتی نہیں ہے کسی اور کو حق کے سوا

دیکھ کوہ طور پر موسیٰ کو اک تجلی نے کیا سے کیا کر دیا
خدا کے دربار میں کہتا ہے یونس یہ بات بیخوف و بیدھڑک

---(۱۸۴)---

اے دوستو مجھے نصیحت نہ کرو مجھ کو پھر کیا ہوا مجھے نہیں خبر
علم و فن و عمل کیا پوچھتے ہو ، دیوانہ اور مجنوں ہوا ، مجھے نہیں خبر

تیرا عشق مجھ کو جلا رہا ہے میرا دل بہربار دھڑک رہا ہے
ایسا مست اور بے خبر ہوا کہ اپنے سر پیر کی یکسر مجھے خبر نہیں

تیرے عشق میں دیوانہ ہو چکا ہوں مست ہوں اور کبھی باہوش
سوتا ہوں اور نہ ہی جاگتا ہوں دیوانگی ہے یا فرزانگی مجھے نہیں خبر

مجھ سے کوئی وعظ طلب نہ کرے اس بنا پر کہ میں شیخ بن گیا
میں سمجھتا تھا کہ میں کچھ جانتا ہوں لیکن مجھے پتہ چلا کہ مجھے نہیں خبر

عاشق یونس تو نے اپنی جان کو راہ عشق میں کر دیا قربان
شیخ کے طفیل خود سے آگاہ ہوا کسی اور دنیا کی مجھے نہیں خبر

---(۱۸۵)---

آنکھیں ہیں اس لئے کہ تجھے دیکھتا رہوں' اور ہاتھ اس لئے کہ ہم آغوش ہو سکوں
ہاں ' آج ہو گی روح روانہ تری طرف' تاکل میں آستانہ پہ تیرے پہنچ سکوں

ہاں ' آج راہ شوق پہ جانے دے روح کو کل تک کا وقت دے مجھے انجام جو بھی ہو
جنت کا تحفہ مجھ کو بھلا کیوں قبول ہو' چاہا تھا کب یہ میں نے کہ جنت میں جا بسوں؟

اللہ' یہ بہشت نہیں میرے کام کی' ایک آنکھ یہ نہ بھائیگی دل کو مرے کبھی
یہ کرب شوق' دردفراق اور بے خودی' کیا صرف اس لئے ہیں کہ جنت کو پا سکوں؟

جنت سے اہل دین کو تو نے لبھا لیا لیکن میں جانتا ہوں کہ خلد بریں ہے کیا؟
جنت میں کیا دھرا ہے بجز حور اے خدا' شوقین حور میں نہ کبھی تھا' نہ آج ہوں

اس دنیا میں بھی تو نے دی ہے اک حور ' یعنی زوجۂ حلال مجھے
اس سے بھی میرا دل بھر گیا ہے ' میری آرزو ہے تجھ سے وصال کی

مذہب پہ جو چلے اسے فردوس پیش کر مجھ کو تری طلب ہے' تری چاہئے نظر
میرے لئے یہ ننگ ہے اے خالق بشر جنت کے واسطے میں تری ذات چھوڑ دوں

تیری حسرت میں مرا جا رہا ہے یونس للہ اس کی حسرت کو دور کر
گر تیرا وطیرہ نہیں ہے ظلم و ستم ' داد و دہش کر اپنے چاہنے والوں پر

---(۱۸۶)---

تیرا بہت بہت شکریہ اے خدا اپنی مراد کو میں پہنچا آج
اب تک میں مشتاق دید تھا اپنے مرشد کے چہرے کو دیکھا آج

میرے دل میں شک و شبہ تھا میرے دل کا سکوں لٹ گیا تھا
دیکھا جو میں نے رخ انور پیر کا شک و شبے کا بادل چھٹ گیا آج

آئے وہ جو ہے اپنے یار سے دور ' ہجراں سے ہے جس کا سینہ چاک
باغ دوست کے اندر کیا خوب دل کے بہلانے کا ہے سامان کیا آج

یونس کہتا ہے کہ میں دوست کا خادم ہوں ' باغ دوست کا بلبل ہوں
میں خوشی و مسرت سے بے حال ہوں ' اپنے گلشن میں پھر داخل ہوا آج

---(۱۸۷)---

اے دوستو ' اے ساتھیو ' اے بھائیو ' موت اٹل ہے ' مر جاؤں گا ایک دن
اپنے اعمال پر بہت ہی نادم ہو کر شاید ہوش میں آ جاؤں گا ایک دن

میرے ہاتھ میرے پہلو میں ہوں گے اور مجھ کو سانپ سونگھ گیا ہو گا
مجھکو میرا نامئہ اعمال دکھایا جائے گا ' جو کیا ہے وہ میرے سامنے آئے گا ایک دن

بچہ ' بڑوں کو موت کی خبر پہنچاتا ہے ' صلائے عام ہے دوستوں اور دشمنوں کے لئے
بس چار تکبیروں والی نماز کے ساتھ کوچ کروں گا ' میرا کام تمام ہو گا ایک دن

پانچ ہاتھوں کا کفن ہو گا میرا لباس ' سانپ ' بچھو ' کیڑے مرا تن کھائیں گے
سال گزریں گے ' مری قبر دھنس جائے گی سراسر فراموش کر دیا جاؤں گا ایک دن

میرے سرہانے لکھا جائے گا کتبہ مجھ کو علم ہو گا نہ رات کا نہ دن کا
ساری دنیا کی امید ہے تو اے مولا ' تیرے پاس میں بھیجا جاؤں گا ایک دن

یونس ایمرے تو نے اپنی بات اب تک پوری نہیں کی ' ادھوری رکھی ہے
میں تنہا ہی چل کھڑا ہوا ہوں راہ پر اپنے پیر و مرشد تک پہنچوں گا ایک دن

ظاہر سے باطن ، جسم سے روح میں آ ، تو اسی صورت میں پا سکتا ہے خود کو
گم ہو کر نہ رہ جا تصورات میں ، رشتہ ٹوٹ سکتا ہے ترے مرشد سے

اس راہ میں عجوبے ہیں بہت سارے ، تو ان تحیر آمیز چیزوں سے نہ گھبرا
قائل عقیدت ہے اصل میں وہ آدمی ، جس نے دیکھا ہے رخ زیبائے دوست

باندھ کمر تو عشق کی اور راہ لے تو اپنے دوست کی ، محبوب کی
شرط یہ ہے کہ تو پہلے مجاہدہ کر پھر خود بخود حاصل کر لے گا مشاہدہ

یہ جان کہ یہاں سے بحر عشق تک تین سو سمندروں سے گزرنا پڑتا ہے
تین سو سمندروں سے گزر کر سات طبق دوزخ کے دیکھ سکتا ہے

ان سات دوزخوں کی آگ میں جل ہر ایک میں بھسم ہو کر راکھ بن
اپنے جسد خاکی کو چھوڑ وہاں ، بعد میں تو پائے گا ایک نیا جسم

حق ہے آستانہ حقیقت و شہر آگہی ، سات ہیں اس کے دروازے اور دہلیزیں
اس آستانے پر لکھا ہے یہ نمایاں " اندر داخل ہو کر قدرت کو پا "

پہلے دروازے پر جب جائے گا تو ایک آدمی کو وہاں کھڑا پائے گا تو
تجھ سے کہے گا کہ " حلیم و سلیم ہو " کہ یہی طریقہ ہے درویشی کو پانے کا

دوسرے دروازے پر جب جائے گا تو دو شیروں کو کھڑا پائے گا تو
وہ بے شمار لوگوں کو ڈرا چکے ہیں ، لیکن اک دلاور کو چاہیئے کہ نہ ڈرے

تیسرے دروازے پر جب جائے تو ، تین اژدھوں کو کھڑا پائے گا تو
تجھ پر چشم زدن میں حملہ کریں گے لیکن تو ان کے حملے سے خوف نہ کھا

چوتھے دروازے پر جب جائے گا تو چار بوڑھوں کو بیٹھا پائے گا تو
یہ ہیں رموز حقیقت ، ان کو ، جب دیکھے گا تو ، تو حقیقت کو پائے گا

پانچویں دروازے پر جب جائے گا تو پانچ کنیشوں کو پڑا پائے گا تو
یہ لوگ طرح طرح کی چیزیں بیچتے ہیں خبردار ان سے کوئی کچھ نہ خریدنا

چھٹے دروازے پر جب جائے گا تو ، ایک حور دلربا کو بیٹھا پائے گا تو
تجھ کو ہزاروں عشووں اور اداؤں سے بلائے گی خبردار اس کے پاس پھٹکنے کی کوشش نہ کرنا

گر تو میری اس تنبیہہ کو نہیں سنے گا اور اس حسینہ کو اپنے بانہوں میں لے لے گا
تو جان لے کہ اپنے نفس کی خاطر راہ راست سے محروم ہو جائے گا

ساتویں دروازے پر جب جائے گا تو سات پردہ داروں کو بیٹھا پائے گا تو
تجھ کو مژدہ سنائیں گے " تو بچ گیا ، مبارک ہو رخ زیبائے دوست دیکھ "

یہ میری باتیں ہیں عقل کی ، پند کی ، اس میں واللہ کوئی مبالغہ نہیں
چلہ کشی کر، اپنے آپ کو بھول جا، پھر تو جو چاہتا ہے وہ پائے گا

حق شناسی و آگاہی حقیقت ہیں جو کہلوا رہی ہیں یہ باتیں بزبان یونس
گر تو چاہے تو ساری دنیا کی دولت پا سکتا ہے درویشی و فقیری میں

---(۱۹۳)---

اگر میرا محبوب واپس نہ آئے، مجھے لوٹ جانے دو پھر اس کی آغوش میں
اگر درد و آزار ہی شرط دیدار ہیں مجھے درد و آزاد منظور ہیں

مقدر میں اک مشت خاک اپنے لکھی تھی، لیکن محبت نے وہ خاک بھی چھین لی
مرے پاس اب کچھ نہیں، نہ سرمایہ، نہ دوکان ہے، مرے قصد بازار کا فائدہ؟

بہت آراستہ ہے دوکان مرے محبوب کی، وہ اس میں خوشی سے گھوم رہا ہے
مرے گناہ بہت، مرا دل مسوس رہا ہے، میں عاجزی سے دوست سے التجا کروں

مرا دل یہ کہتا ہے "وہ تو میرا دوست ہے" مری چشم کہتی ہے "وہ تو میرا دوست ہے"
میرا دل کہتا ہے "اے چشم صبر کر پل بھر میں نوید آنے والی ہے دیدار کی"

خدا نے جن کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ہم پہ لازم ہے کہ ان سب کو اک آنکھ سے دیکھیں
خدا نے جن پر اپنی نظر کرم کی ہے ان کو ہم کیوں ہدف تنقید بنائیں؟

مرا طالب حق کہتا ہے "یونس کے لئے یہ عشق ضروری ہے تاکہ وہ حقیقت تک پہنچے"
وہ سب سے برتر، سب سے اعلیٰ تر ہے، میں کیسے اس کے پاس پہنچوں؟

---(۱۹۵)---

تو مجھے اپنا ایسا دیوانہ بنا کہ تیری آتش عشق میں جلوں میں
جس طرف بھی دیکھوں میں تو نظر آ رہا ہے سمجھوں میں

میرا سجان مجھے بلا رہا ہے اس کے آستانے پر فوراً پہنچوں میں
واں میرا آفتاب طلوع ہوتا ہے یاں کیوں وقت گزاروں میں؟

ہفت فلک میری درد بھری آہ کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں
آٹھ جنت نہیں دھوکہ کھاتے ہیں یاں پر کیوں دھوکہ کھاؤں میں؟

ایک لاکھ بھی حوریں آئیں تو میری طبیعت نہیں بہکے گی
تیرے عشق نے میرا جگر شق کیا بھلا ممکن ہے کہ تجھے بھولوں میں؟

میرے دل کی گہرائیوں میں ہے ترا عشق اس دنیا سے رخصت ہوتا ہوں
مجھ کو نہیں معلوم ترا مکاں ہے کہاں اے یار تجھے کہاں تلاش کروں میں؟

تیرا ذکر ہے ہر جگہ ، ہرآن ، لیکن کہیں بھی ترا پتہ نہیں چلتا ہے
اب تو ہٹا دے نقاب چہرے سے تیرے دیدار سے فیضیاب ہوں میں

دعوٰی جو کرتے ہیں علم و حکمت کا سوز عشق سے محروم ہیں
منصور بنا میں ، مجھے پھانسی دو ہر ایک کی زبان پر مرا ذکر ہو

یونس ایمرے کی یہ بات میرے دل کو لگی بہت بھائی ہے
منکرین عقل کے کورے ہیں ان کو کیا دکھاؤں کیا سمجھاؤں میں؟

---(۱۹۸)---

جانوں نے جانان کو پایا میری یہ جان فدا ہو جائے
سود و زیاں کے اندیشے کو چھوڑا میری دوکان فدا ہو جائے

میں اپنی خودی سے گزر گیا اپنی آنکھوں کا پردہ ہٹا دیا
دوست کے وصل کو پایا میرا گمان فدا ہو جائے

دوئی سے میرا جی ایسا بھرا اکائی کے محل پر فریفتہ ہوا
درد کی شراب کو پیا میرا درمان فدا ہو جائے

ہر قسم کے شبہات کو ترک کیا' بیزار ہوا سردی و گرمی سے
میں نے باغوں کے باغ کو پایا سارے بوستان فدا ہو جائیں

یونس تو نے کیا ہی اچھا کیا' چینی اور شہد کھایا ہے
عمدہ ترین شہد پایا' میرا شہد کی مکھیوں کا چھتہ فدا ہو جائے

(۱۹۹)

اگر تو عشق کا عاشق ہے تو جان ہو گا
دلوں پر راج کرے گا سلطان ہو گا

اگر دنیا سے محبت کرے گا تو گرفتار مصیبت ہو گا
تو اس طرح ولیوں کے راز کو کب پائے گا؟

ولیوں کی راہ میں تو خار نہ ہو، گل نہ ہو
اگر خار ہو گا تو دوزخ کی آگ کا کندہ ہو گا

خدائے برتر نے نیاز کے لئے نماز سکھائی
نیاز سے غافل ہو تو تف ہے ترے حال پر

ولیوں کے نفس کو اپنے لئے ذریعہ نجات بنا
نفس کا اپنے غلام ہو گا تو برا ہو گا

بہترین عبادت و ریاضت ترک دنیا ہے
اگر مومن ہے تو تو اس پر اعتبار کرے گا

حقوق والدین کے ادا نہیں کرے گا تو
خلعت پہنے گا بھی تو جیسے عریاں ہو گا

پڑوسی کا تجھ پر حق واجب الادا رہے تو
جہنم کی آگ میں کل خوب جلے گا

یہ بات یونس نے اولیاؤں سے سیکھی ہے
تجھے ضرورت ہو تو تو بھی اسے لے لے گا

دلوں میں گھر بنانے والا سکوں پاتا ہے
تو بھی دلوں میں گھر کر تو سکوں پائے گا

---(۲۰۱)---

مجھے جب سے اس کا علم ہوا ہے میں اپنے آپ کو نہیں جانتا ہوں
میں اس کے اوصاف کیا بیان کروں میری زباں اس سے عاجز ہے؟

تری صفات بیان نہیں کی جا سکتیں، تجھے کون جان سکتا ہے؟
تری قوت و قدرت بیان کرنے سے عاجز ہوں

تُوُ اول بھی ہے اور آخر بھی تُوُ ہر جگہ حاضر و ناظر بھی ہے
تُوُ جبکہ لامکان ہے تو میں تجھ کو کہاں تلاش کروں؟

بے دیکھے تجھے ترا دیوانہ ہو گیا، خطا کی، گناہ گار ہو گیا
میری عقل ماری گئی، مدہوش ہوا، بیدار نہ ہوسکا

جبکہ تو نے میرے ہوش اڑائے، میرے دل کو قبضے میں لے لیا
مجھے اپنے آپ سے جدا نہ کر، ملنے کے بعد جدا نہیں ہو سکتا

مجھے یہ جان تو نے دی ہے اسے قبض کرنے کے لئے عزرائیل کو بھیجا
میں تسلیم کردوں اپنی جاں کو، اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے

---(۲۰۴)---

تو اپنی جان کی بازی لگائے بغیر جانان کی آرزو کرتا ہے
اپنی کمر سے بندھے زنار کو کاٹے بغیر ایمان کا دعویٰ کرتا ہے

"من عرفہ نفسہ" کا ورد کرتا ہے لیکن اپنے نفس سے بے خبر ہے
خواہ مخواہ فرشتوں سے اوپر اڑنے کی آرزو کرتا ہے

تُو تو ابھی اک طفل ناداں ہے اپنی قمیض کو گھوڑا سمجھتا ہے
اپنے ہاتھوں میں چوگان لئے بغیر میدان کی آرزو کرتا ہے

تُو نے اپنی قیمت نہیں سمجھی تُو تو صدف میں اک موتی ہے
تُو مصر پر حکمرانی کرنے سے پہلے کنعان کی آرزو کرتا ہے

یونس تجھ کو مصیبت کے وقت ایوب کی طرح صبر کرنا پڑے گا
بے شمار مشکلات اور درد کو سہے بغیر درمان کی آرزو کرتا ہے

--- (۲۰۵) ---

میں ایک دُرِ یتیم ہوں کہ جسے دیکھا نہیں عمان نے
ایک قطرہ ہوں میں ایسا کہ عمان ہوں عمان میں

آ موجِ عجائب کو دیکھ ان سمندر جیسی آنکھوں میں
یہ ایک بحرِ زخار ہے جو گم ہو جائے گا قطرے میں

توحید اناالحق کی بناء پر منصور کی جان چلی گئی
دارِ عشق پر زلفِ دوست کے ذریعے میں لٹکایا گیا تھا

مجنوں پکار نہ سکا لیلیٰ کے نام کو صحیح طور پر
میں اس کے اندر لیلیٰ بھی تھا اور مجنوں بھی

اس عالمِ خرابات میں تو یوسف اور میں یعقوب
اس عالمِ وحدت میں نہ کوئی یوسف نہ کنعان

بے ان س(۱) کو پہنچنے اور جان قالب میں پڑنے سے پہلے
مئے عشق سے مست آیا اور مست جا رہا ہوں

میرا جو نام ہے یونس' وہ ہے یہ بلائے جسم
میرے نام کو پوچھے سلطان سے تو میں ہوں سلطان

(۲۰۷)

وہ روح جب مرے گی تو تُو اس کی جان بن جائے گا
تو اس میں ہو تو دل مردہ' زندہ ہو جائے گا

موت زیست بن جائے حیات لافانی ہو جائے
تو اس میں ہو تو دل مردہ زندہ ہو جائے گا

تو جن دلوں میں ہوتا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
یہ دل کبھی نہیں مریں گے گر تو ان پر راج کرے گا

روح جسم سے پرواز کر کے اپنی منزل کو جائے گی
وہ اس جہاں میں پہنچے گی' یہ سب پر عیاں ہو گا

تیرے غبار کو ہوا نہ اڑائے اک ذرہ بھی جدا نہ ہو
عاشق کی روح نہیں مرے گی گر تو معشوق ہو گا

یونس گر تو عاشق ہے اور عشق کا سچا بندہ ہے تو
ہرگز خوف نہ کھا منزل کو اک دن پائے گا

---(۲۰۸)---

جا رہا ہوں جان و دل لٹا کر، ترے لئے
جل رہا ہوں تیرے عشق کی آگ میں گر کر

پھونک ڈالا اپنی روح کو، رات دن، جل رہی ہے
میں جل رہا ہوں ، میرے ہر طرف شعلے ہیں

گر عشق میں میرا برا حال ہوا تو کیا؟
کون سا عاشق بے حال نہیں ہوتا ہے؟

عاشق ہو معشوق کے دیدار کا
معشوق ہو اس کے عشق میں مبتلا

یونس جان دے دے عشق کو نذرانہ
پائے نہ تجھ کو کل کوئی ڈھونڈنے والا

---(۲۱۲)---

طالب عشق ہے تو تُو جان بنے گا
سارے دردوں کا تُو درمان بنے گا

طالب دنیا ہے تو تُو لا علاج مریض ہے
روح کے اسرار کو بھلا کیسے جانے گا؟

تو نو وارد ہے دنیا ہے اک کہنہ محل
کہنہ محل کی تو کب تک طلب کرے گا؟

دنیا کی محبت زہر ہے، شہد نہیں
اس زہر میں کب تک انگلی ڈبوئے گا؟

طائر بے پر، بے وطن و بیچارہ ہے تُو
بال و پر والے طائر کو کہاں پائے گا؟

محتاج ہے تُو عصائے کلیمیؑ کا اس رہ میں
اس عصا کے طفیل تُو بچ جائے گا

یونس کی یہ بات اچھے لوگوں کے لئے ہے
گر تو عاشق ہے تو اس سے درس لے گا

—(۲۱۶)—

جوش میں آ گیا تو پھر دل دیوانہ' کیا پھر تو دریا کی طرح بہے گا؟
بہہ گیا تو پھر اے خون کے آنسو' کیا دوبارہ مرا راستہ روکے گا؟

وصل یار ممکن نہیں خواہ جو کروں' میرے درد کا درماں ملتا نہیں
ہو گیا میں علم و حکمت سے بیگانہ' کیا تو ذرا مرا دل بہلائے گا؟

میں اپنے ہمسفر سے ہو گیا جدا میرا زخم جگر نہیں بھرتا ہے
اے میری آنکھوں کے خونیں اشک ! کیا تو آبشار بن کر بہے گا؟

میں تری راہ کی خاک بن گیا تا کہ جب تو گزرے تو دیکھے
کیا تو سینہ کھولے میرے سامنے یوں پہاڑ کی طرح کھڑا رہے گا؟

یہ برفیلا پہاڑ اک رہزن کی طرح میرا راستہ روکتا ہے
میں اپنے یار سے جدا ہو گیا' کیا تو میرا راستہ روکے گا؟

برفیلے پہاڑ کی چوٹی کے اوپر بادل ہیں چھائے' جھالر کی طرح
بال ہیں تیرے پریشاں یونہی بس میرے لئے کیا روتا رہے گا؟

یونس کی روح مست ہو گئی' میں راہرو ' مرا وطن ہے کہاں؟
یونس کے خواب میں دیکھا ہے تجھے' تو مریض ہے کہ طبیب ہے؟

---(۲۱۷)---

سوچتا ہوں، کیا کہیں بھی اس جہاں میں ہے کوئی
مجھ سا تنہا اجنبی؟

جس کا دل زخمی ہو، جس کی آنکھیں اشکوں سے بھری
ایسا تنہا اجنبی؟

میں نے روم، شام اور دوسرے ممالک کی سیر کی
میں خواہش دیدار میں تڑپ رہا ہوں لیکن
ہوں ویسا ہی اجنبی

جیسے میں غربت میں تڑپا یوں نہ تڑپا کوئی بھی
ہو نہ دنیا میں کبھی مجھ سا اکیلا کوئی بھی
مرشدا، امید ہے آگے نہ ہو گا کوئی بھی
مجھ سا تنہا اجنبی؟

میری زباں ہے دکھ بھری، آنکھ ہے روتی
جل رہا ہے میرا سارا وجود بری طرح
میں آسمان میں ہوں ایک تنہا ستارہ
میں ہوں تنہا اجنبی

کب تلک گھلوں میں اس شدید غم میں؟
مر جاؤں گا میں تو اجل آنے سے پہلے
صرف اپنے وجود میں، اپنے سینے میں پاؤں
میں ہوں ایسا اجنبی

تین دن میں ہو گی لوگوں کو خبر جب موت کی
یہ کہیں گے "مر گیا وہ غم کا مارا اجنبی"
غسل دیں گے سرد پانی سے، کریں گے دفن بھی

آہ ! تنہا اجنبی

میں ہوں یونس، مجھ پر کوئی رحم فرماتا نہیں
درد کا درماں نہیں، غم کا مرے چارہ نہیں
قریہ قریہ گھوم کر بھی آشنا پایا نہیں

میں ہوں تنہا اجنبی

---(۲۱۹)---

یا الٰہی ایک عشق دے مجھے ایسا، میں نہ جانوں کہ میں کہاں ہوں
میں اپنے آپ کو ایسے چھپاؤں کہ تلاش کرنے کے باوجود نہ پاؤں

ایسا حیران و پریشان کر مجھے کہ کل یہ نہ سمجھوں کہ آج کون سا دن ہے
چاہوں تجھ کو میں ہمیشہ ایسا کہ دل سے غیروں کے نقوش مٹا دوں

بس چھین لے مجھ سے میری خودی کو، بھر دے میرے وجود میں اپنے آپ کو
مار دے مجھ کو میری زندگی ہی میں تاکہ اس کے پاس پہنچ کے نہ مروں

میں اپنا حال بتاؤں کیا کسی کو، کوئی مجھے گالی دے اور کوئی ہنسے
اچھا ہے آتش عشق میں جلوں، بہتر ہے لوگوں کی زباں پہ نہ چڑھوں

لو پھر، پھر رہا ہوں بدحال و پریشاں، میرا جگر ہے خون میں نہایا ہوا
عشق کا تیر جگر کے پار ہوا ہے ایسی فریاد و فغاں نہ کروں تو کیا کروں؟

بلبل بن کے دوست کے باغ میں کھیلوں، کودوں اور خوب چہکوں
پھول بن کے کھلوں اور مہکوں، ہرگز نہ مرجھاؤں اور سرنگوں ہوں

میرے سارے درد کی دوا ہے عشق، عشق کی خاطر یہ جان بھی قربان ہے
یونس ایمرے کہتا ہے دل کی بات "اک پل بھی میں عشق سے دور نہ رہوں"

---(۲۲۶)---

آئی پھر یاد وطن دوست کی یاد کے ساتھ، جاؤں اے دوست کہتے ہوئے
واں پہنچنے والا وہیں کا ہو جاتا ہے، وہاں رہوں اے دوست کہتے ہوئے

آتا ہے تو آئے ملک الموت، مجھ کو اس کے اسپ تازی کی ضرورت نہیں
میں سوار ہوں لکڑی کے گھوڑے پر، جاؤں اے دوست کہتے ہوئے

میں خلوتوں میں جلوتوں کا سامان کروں، کھل کر غنچے سے پھول بن جاؤں
باغ دوست کا بلبل بنکر اٹھکیلیاں کروں چہچہاؤں اے دوست کہتے ہوئے

اس پانچ دس ہاتھ کے کپڑے کو لوگ کفن بنا کر مجھے پہنائیں گے
اس دنیا کی تہبند کو اتاروں، پہنوں کفن، اے دوست کہتے ہوئے

مجنوں بن کے مارا مارا پھروں اونچے اونچے پہاڑوں کو پھلانگوں
شمع گریاں بن کے جلوں اور جلاؤں، پگھلوں اے دوست کہتے ہوئے

دن گزریں، سال بنیں، قبر کی مٹی مجھ پر ڈالی جائے، کتبہ لکھا جائے
جسم گل کر راکھ بنے، میں ذرہ بن جاؤں اے دوست کہتے ہوئے

یونس ایمرے ہے راہ راست پر، منکر نہیں چلتے ہیں اس راہ پر
غوطہ لگا کر دوست کے دل میں جاؤں، ڈوبوں، اے دوست کہتے ہوئے

---(۲۲۷)---

رب سے آنے والے شہرت کو پئے ہم الحمد للہ
اس بحر بیکراں سے گزر گئے ہم الحمد للہ

اپنے سامنے کے پہاڑوں، شاہ بلوطوں اور باغوں سے
خیرو عافیت کے ساتھ گزر گئے ہم الحمد للہ

خشک تھے، تر ہو گئے، پر نکلے طائر بن گئے
ایک دوسرے کے ساتھی بن کر اڑنے لگے ہم، الحمد للہ

ہم جہاں بھی گئے اور جن نیک بندوں سے ملے
ہر جگہ طاہطق پیر کے افکار کو پھیلائے ہم، الحمد للہ

اس طرف آ، مل بیٹھیں، ایک دوسرے کو پہچان لیں
گھوڑوں پر زین کس کر سرپٹ دوڑیں ہم، الحمد للہ

ملک روم پہنچے، خیمہ زن ہوئے، اچھے برے کام کئے
لو پھر بہار آ گئی، واپس چل دئے ہم، الحمد للہ

دوبارہ زندہ ہوئے، سمٹے، چشمہ ہوئے، پھیلے دریا بن گئے
جوش میں آئے، سمندر بن گئے، آبشار بن کر بہے ہم، الحمد للہ

پیر باصفا طاہطق کے آستانے کے غلام بن گئے
یونس بے چارہ، خام تھے، پختہ بن گئے ہم، الحمد للہ

---(۲۳۱)---

دل کو کیسے قرار ہو جب معشوق ہی پاس نہ ہو؟
آدمی کیسے عاشق ہو جب دل و جاں پاس نہ ہو؟

گردن میں طوق ہمارے' ہم ہیں قیدی تمہارے
تم نے ہمارا حال نہ جانا اور نظر کرم نہ کی

حق شناسی کا انعام ہے' خوب سے خوب تر
معشوق نہ چاہے تو عاشق کا گزر نہ ہو اس کے دل سے

سن یونس کی نصیحت غور سے مغرور نہ بن
تعمیر نو ہو سکتی نہیں تری جبتک کہ تو تباہ نہ ہو

---(۲۳۳)---

پاک باطن زندگی ہے جس کی انساں ہے وہی اس کی آنکھوں میں ہے جرات، دل میں انساں دوستی
پستیوں پر ڈالتے ہیں جو حقارت کی نظر، وہ کسی ساعت بلندی سے گریں گے لازمی

شیخ آتا ہے نظر دانا، بایں ریش سفید، لیکن اس کو کچھ نہیں معلوم دو عالم کے بھید
مل نہیں سکتی اسے ارض مقدس کی نوید، دل دکھایا ہے اگر اس نے غریبوں کا کبھی

لوگ جو کہتے ہیں وہ بہرا نے کیوں کر بھلا ، اور اندھے کو نہ ہو کیوں روز پر شب کا شبہ
ملحدو کافر کی آنکھوں پر ہے اک پردہ پڑا، گو حقیقت کی جہاں میں ہر طرف ہے روشنی

شہ نشین خالق مطلق ہے ہر عاشق کا دل، دل سے حق کو پیار ہے، یہ دل ہے حق کا اپنا دل
جس نے توڑا ہے جہاں میں ایک بھی انساں کا دل، دونوں عالم میں وہ پائے گا عذاب زندگی

تیری آنکھوں میں ہے جو تصویر اپنی ذات کی، دیکھ اس تصویر میں تو دوسروں کا عکس بھی
یہ اصل دین ودنیا، یہ اصول زندگی دیکھ تو چاروں صحیفوں میں ہدایت ہے یہی

طور دنیا کا یہی ہے آئے تھے جو یاں گئے جو یہاں ٹھہرے وہ اک اک کر کے سب رخصت ہوئے
اس نے پی ہوگی شراب عشق جو یہ کہہ سکے، ہو اگر عرفان حق تو جاوداں ہے زندگی

یونس تو سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے بہتر ہے یہ کہ تو بلندی سے پستی میں آ
تو عذاب قبر نہ دیکھے اور پل صراط سے گزرے، گر تری خواہش ہے صرف دیدار کی

---(۲۳۴)---

میں نے مطلوبہ شئے پائی ہے، یہ آشکار ہے روح کے اندر
ظاہر کا طالب وہ خود ہے اور وہ خود نہاں ہے اپنے اندر
وہ قدیم ہے کبھی غائب نہیں ہوتا، اس کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہتا
ہر قدم پہ وہ زمین ہے ناپتا، اس کا حکم ذرے ذرے پہ ہے چلتا
آواز دیتا ہے کہ "پکڑو، جانے نہ پائے، چور، چور"
خود آواز دیتا ہے اپنے پکڑنے کے لئے یہ کیسا عجیب ہے چور؟
میدان حشرو مکافات میں سزا و جزا دینے والا وہ
خود سزا و جزا ہے، جم غفیر میں گم ہونے والا وہ
تولا ہے اپنی تیغ قدرت کو، نفس کی بانسری کو بجایا ہے
سانس کے سلسلے کو کاٹ دیا ہے اس کا ہاتھ لہو سے بھرا ہے
سارے چرند و پرند مست ہو کر قرآن کی قرات سن رہے ہیں
وہ خود قرآن اور قاری ہے جن و انس اس کو سن رہے ہیں
رنگ ونورکاطلسم قائم کرنے والا، طرح طرح کی زبانیں بولنے والا
دیکھوکس قسم کی جولانی کرتاہے، لبادہ ہے سلاہواکپڑے کے اندر
ہر قسم کی عمارتیں، محلات اور مسکن بنانے والا وہ ہے
سیاہ نقاب پہن کر وہ بن گیا ہے اک قزاق
تجھ کو زندہ و تابندہ رکھنے والا فقط حق ہے
یہ نہ گمان کر کہ حق کے علاوہ بھی کچھ اور ہے جہاں میں

ایک ہے تو ایکائی میں آ، دوئی کو چھوڑ دے ہاتھ سے
ہر شے کی حقیقت کو پائے گا صدق ایمان میں

روزہ نماز حج زکوۃ ' یہ سب دکھاوے ہیں عاشقوں کے لئے
عاشق دکھاوے سے دور ہیں' وہ نیک طینت اور پاکباز ہیں

داخل ہوا میں شہر دل میں' لوٹا اس کی بہار کا مزا
عشق کی تلاش میں نکلا تھا میں' پایا سراغ اس کا روح میں

اس سراغ کے پیچھے جاتے ہوئے دیکھا میں نے دائیں اور بائیں
میں نے ایسی عجیب چیزیں دیکھیں جو ساری دنیا میں نہیں ہیں

یونس ترے الفاظ ہیں گنجینہ حکمت سمجھنے والوں کے لئے
تیرے کلمات بیش بہا' کہے اور سنے جائیں گردش روزگار میں

---(۲۳۷)---

اے کوپوز(۱) اور پشتے(۲) اصلیت تمہاری کیا ہے؟
میں تم سے سوال کرتا ہوں مجھے ٹھیک ٹھیک جواب دو

کہتے ہیں "تمہاری ساخت لکڑی اور چند چرمی تاروں سے ہے
آ مجھ سے ذوق حاصل کر' اپنے ذہن کو نہ چھوڑ بے لگام

لوگ مجھے حرام کام سکھاتے ہیں' میں کوئی چور اور ڈاکو نہیں
میری اصلیت میں نیکی ہے' کیا رکھا ہے ساز کے تار میں؟

مجھ کو ساز کا تار کہا گیا ہے درد عشق ہوں بنام دگر
مجھ کو یہ نام عشق نے دیا ہے میں یا وہ کوئی نہیں کرتا ہوں

خوش و خرم میں آیا اور ساری دنیا میں چھا گیا
طرب و نشاط کی محفلوں میں رکھا گیا مجھے اور بجایا گیا

چھال درخت کی الگ ہوئی اور تار کے ساتھ مل کر اک ہوئی
بحر عشق میں ڈوبی' واللہ اس دعوے میں کوئی جھوٹ نہیں

مولانا(۳) کی صحبت میں ساز سے معرفت کی لے نکالی گئی
عارف بحر معنی میں ڈوب گیا اس کو کیا جانے اک فرشتہ

یاں پر فرشتوں کا ذکر کرنے کا کیا مطلب ہے تو جانتا ہے
رات دن' ہر آن' ہر دم وہ تیرے ساتھ ہیں

ان فرشتوں کو نامہ اعمال کے کراماً کاتبین کہتے ہیں
وہ لکھنے سے نہیں تھکتے' گرمی ہو یا سردی وہ ترے ساتھ ہیں

ہیں یہ وہ فرشتے، ایک داہنے دوسرا بائیں شانے پر
ایک ہمیشہ خیر لکھتا ہے دوسرا ہمیشہ شر لکھتا ہے

ان کے نہ کاغذ ختم ہوتے ہیں اور نہ ہی کبھی روشنائی
ان کے قلم بھی خراب نہیں ہوتے ہیں اس کام میں ہیں وہ پکے

وہ ہر وقت تیرے تعاقب میں ہیں میخانے میں بھی بت خانے میں بھی
وہ تیرا پیچھا نہیں چھوڑتے ہیں، تو کیوں ان سے غافل ہے؟"

یونس تو ذکر کر اس سبحان کا رات دن اپنے دل میں
یہ کوپوز اور فرشتے مختلف نہیں ہیں اک عارف سے

---(۲۴۳)---

یہ باد نو بہار پھر اک نئے انداز کے ساتھ چلی
پھر موسم سرما کی سردی، خنکی اور بے کیفی دور ہوئی

رحمت کی برسات ہوئی، عیش کا سامان ہوا
پھر آئی بہار شان سے مبارک ہوں اس کے قدم

گل بوٹوں نے پہنا ہے رنگین سے رنگین تر لباس
سبزہ و شجر میں جان پڑی انہوں نے نیا روپ دھارا

پھر ہرا بھرا ہے مرغزار اور بہہ رہے ہیں چشمے مست ہو کر
سب کے دلوں میں جوش اور لبوں پہ محبت کا نغمہ ہے

آسماں پر ہے قوس و قزح رنگ برنگ کا
گل کے سامنے بلبل نے پھر فریاد شروع کی ہے

میرے یہ اشعار سردی و گرمی کے لئے نہیں واللہ نہیں ہیں
یونس کا جام پھر عاشقوں کے جرعوں کے ساتھ خالی ہو گیا

---(۲۴۷)---

سوچا بھی ہے کبھی تو نے اے ساداں' تیری آنکھوں کا نور ایک دن جاتا رہے گا
ترا سر اک طرف کو ڈھلک جائے گا' اور تری زبان سے اک لفظ بھی ادا نہیں ہو گا

فرشتہ موت کا تری روح قبض کرنے آئے گا' ترے عزیز و والدین تری مدد نہیں کریں گے
ترے دوستوں کی کوششیں بے سود ہوں گی' تجھے کوئی بھی عزرائیل کے پنجے سے بچا نہیں سکے گا

ترا بیٹا دوڑتا ہوا داناؤں کے پاس جائے گا' تری موت کا ہر طرف اعلان کر دیا جائے گا
پشیمانی یا توبہ کا وقت آخر کیا فائدہ؟ حیف صد حیف تو ہاتھ ملتا رہ جائے گا

کوئی ترے اوپر پانی ڈالے گا اور کوئی سر سے پاؤں تک غسل دے گا
سفید کپڑے کا کفن تجھے پہنایا جائے گا و لیکن کوئی بھی ترے حال کو نہیں جانے گا

سفر آخرت پر لوگوں کے کندھے پر روانہ ہو گا' جنازہ ترا لب گور پہنچایا جائے گا
تری نعش بعد میں قبر میں اتاری جائے گی' نگاہوں سے دور اندھیرے میں پڑی رہ جائے گی

قبر میں پہنچانے کے بعد تین روز تک ترے عزیز و اقارب تیری میراث کی بانٹ کریں گے
وریں اثناء ان کی گفتگو کا محور تو ہو گا' اس کے بعد کوئی اپنی زباں پر ترا نام نہیں لائے گا

ترے لئے یہ زیادہ مناسب ہے اے یونس فقیر کہ اپنے آپ کو نصیحت کر
دوسروں کو چھوڑ اپنے حال پر یہ نہ سمجھ کہ تری نصیحتوں سے کوئی عبرت حاصل کرے گا

---(۲۵۴)---

جس کو بھی درویشی کی نعمت بخشی جاتی ہے
روپہلی شمع کی طرح اس کی روح صاف ہو جاتی ہے

اس کی سانس سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے
ایسا شجر کہ جس کی شاخ میووں سے بھری ہوتی ہے

اس کے پتے ہیں مریضوں کے لئے مثل اکسیر
اس کے سایے میں خیر و برکت کی فراوانی ہوتی ہے

عاشق کے اشکوں سے اک جھیل بنتی ہے
اس کے کنارے نے کے لئے جھاڑیاں اگتی ہیں

شاعرؔ دوستوں کے باغ کے بلبل ہیں
یونس ایمرے اس باغ کا مرغ خوش نوا ہے

---(۲۵۴)---

ایک بادشاہ کا غلام ہونا چاہیے' جس کو ہرگز زوال نہ ہو
ایک آستانے سے لو لگانی چاہیے جس سے کوئی جدا نہ کر سکے

ایک طائر بن کر اڑنا چاہیے اور دیار غیر میں جانا چاہیے
ایک ایسا شربت پینا چاہیے کہ پینے والے بیدار نہ ہوں

ایک مشاق غوطہ خور بننا چاہیے' بحر میں غوطہ لگانا چاہیے
ایک گوہر نکالنا چاہیے جس کی قیمت کوئی جوہری نہ دے سکے

ایک باغ میں داخل ہو کر خوب سیر و تفریح کرنی چاہیے
ایک پھول ایسا لگانا چاہیے جو ہر گز نہ مرجھائے

آدمی کو عاشق ہونا چاہیے ' معشوق کی طلب کرنی چاہیے
عشق کی آگ میں جلنا چاہیے ' فرقت میں نہ تڑپنا چاہیے

یونس تو تن تنہا نکل جا اپنے مرشد کے دیدار کی خاطر
اپنے جیسا اک ایسا آدمی لا جو کہ ابتک اس دنیا میں نہ آیا ہو

---(۲۵۶)---

اے دیوانہ محبت کیوں ہو گیا تو حیران و پریشاں
جس چیز نے دیوانہ کیا تجھ کو، وہ تجھ میں ہے تجھ میں!

حق ہی ہے دنیا و آخرت ' آسماں و زمیں میں بھی ہے وہی
لامکاں و بے نشاں ہے وہ، کون جانے کہاں ہے وہ

میخانے میں میَں جو گیا تو ہر جانب اس کو ہی دیکھا
اس سے اک بار پھر ٹکرایا، وہ ملا بانکے کے انداز میں

جس کو ہے جسم کی طلب، اس نے جسم میں پایا عدو کو
اس کو ہوش نہیں کچھ دنیا و آخرت ' سود و زیاں کا

کچھ کو کہتا ہے "بھاگ جاؤ" کچھ کو کہتا ہے "پکڑ لو"
بھاگنے والے کے ساتھ بھاگے، رکنے والے کے ساتھ رکے

بے شمار بندوں کو قید میں ڈالنے والا وہ ہے
بعد ازاں ان کی مزاج پرسی کرنے والا وہ ہے

لوگ کہتے ہیں اے فقیر یونس کیوں ہوا تو دیوانہ؟
یہ راز بتاؤں تو گم ہو جائے اس کی عقل و فہم بھی

---(۲۵۷)---

عاشقوں کو جہنم کی آگ میں نہ جلا
جنت میں ان کے سر نہ جھکیں مبادا

سات فلک اک آہ کو برداشت نہیں کر سکتے
سات سمندر آتش عشق کو نہیں بجھا سکتے

گر آدمؑ کی طرح حکم الٰہی کو نہیں مانے گا تو
تین سو سال ترے اشک نہیں تھمیں گے

اک ہزار سال تو نوحؑ کی طرح مشقت کر
تب کہیں اس کے طوفاں میں کشتی ڈال

جب تک نہ ہو کوئی اسمٰعیلؑ کی طرح قربان
آسماں سے دنبہ نہیں اترتا کسی کے لئے

گلہ بان اگر نہ ہو کوئی موسیٰؑ کی طرح تو
اس کو کلیم کہہ کر پکارا نہیں جاتا کوہ طور پر

سیرت و کردار نہ ہو محمدؐ مصطفیٰ جیسا تو
حق تعالیٰ تجھے اپنا دیدار نہیں کروائے گا

یونس چھوڑ تو اس روکھی سوکھی بحث کو
مولا نہ جگائے جس کو، تف ہے اس تقدیر پر

—(۲۶۰)—

دشمنی ہماری نہیں ہے کسی سے، اغیار بھی یار ہیں ہمارے
ویرانی اور سناٹا ہے جہاں، واں شادی طرب ہے ہمارے لئے

ہم درویش بے سہارا، دشمن ہمارے ہیں بغض و نفرت
ہم کو کسی سے نفرت نہیں ہے سارا عالم ایک ہے ہمارے لئے

رہبر اور پیشرو ہمارا ہے قرآن، جنت الفردوس ہے ہمارا وطن
حق نے جلا رکھا ہے جس جہنم کو وہ گل و گلزار ہے ہمارے لئے

ہم آخرت کی آرزو میں رات دن "یا ہو" کہیں گے
راہ حق پر چلیں گے، بحر و بر ہیں تنگ ہمارے لئے

یہ دنیا ہے ایک فاحشہ، یہ بہتوں کو راہ سے بھٹکاتی ہے
یہ ہے ہماری دشمن اس سے پیار کرنا عار ہے ہمارے لئے

دنیا ہے حرام خاص بندوں پر، حلال ہے خام لوگوں کے لئے
اس دنیا کو ہم دوست نہیں رکھتے کیونکہ وہ دنیا ہے ہمارے لئے

یونس کہتا ہے، ہم اللہ اللہ کرتے، اس کا گن گاتے ہیں
اس کے در کی غلامی اور بندگی باعث افتخار ہے ہمارے لئے

---(۲۴۴)---

گئی سردی کی بے کیفی' آئی بہار نئے انداز سے
نئے کونپل اور پودے نکلے موج دریا نے سر مارا ناز سے
نئے مرغزار نئی وادیاں' نئے باغ نئے چمن پیدا ہوئے
نئی دھن اور نئے نغمے نکلے موسیقی کے ساز سے
بلاوا آیا ہے دوست سے نئی محفل ہے اس نے سجائی
خوش الحان بلبل سناتے ہیں ہزار داستاں راز سے
کسی نے دیکھا ہے بھلا الّو کو باغ میں جاتے ہوئے
ہو نہیں سکتے سارس' نغمہ سرا سریلی آواز سے
گہر نہیں ہو سکتا ہے سنگریزہ' خواہ تو جتنا جتن کرے
کبوتر' کبوتر کے ساتھ اڑے اور باز' باز سے
گھریلو طائر گھر میں' گلوں کا طائر گل پر بیٹھتا ہے
الّو ویرانے سے پہچانا جائے' شاہیں پرواز سے
جہاں لاشہ ہے وہاں کرگسوں کے جمگھٹے ہیں
اور طوطیوں کے آشیانوں کو شکرے پا جاتے ہیں
مشاغل ہر شخص کے ہیں طینت و کردار کے مطابق
صادق پہچانے جائیں اقرار سے اور صوفی نماز سے
منافق' منکر اور جاہل سب کو اپنی عقل پہ ناز ہے
عاشق ہیں دیدار کے رسیا اور عارف نیاز کے
فقیری صرف خرقہ پوشی اور درماندگی نہیں ہے
یہاں حق تعالیٰ اور حق پسندوں کی راہیں ملتی ہیں

ریاکاری ہے جن کا مسلک وہ فقیر و درویش
نہیں کر سکیں گے دیدار حق اپنی چشم دید سے

ترا علم و عمل کسی کام کا نہیں جب کہ کسی کا دل توڑا
ذرا دیکھ تو عارف نے لو لگائی ہے حجاز سے

اطاعت و بندگی کے بارے میں سوال ہو گا دربار عالی میں
ہزاروں متکبر ہوں گے محتاج اک غریب نواز کے

شریر، شریر کے ساتھ، شریف شریف کے ساتھ
جھوٹے، جھوٹے سے راہ و رسم رکھیں، غماز، غماز سے

کوئی دوکاندار ہے کوئی آوارہ گردی کرتا ہے
کوئی پائی پائی کا محتاج ہے کوئی کرتب باز کے ساتھ

غلام کے نصیب کو کیا پا سکے گا اک بادشاہ
دیکھ، ذوالقرنین نے کیا کیا خضر اور الیاس کے ساتھ

ذرا سوچ کہ ادہم(۱) نے کیوں تخت و تاج چھوڑا اور
خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوا پوستین کے ساتھ

بھروسہ نہ کر اس دنیا پر سمجھ نہ یہ دنیا میری ہے
جو سمجھتے تھے اس کو اپنا، گزرے وہ اک کفن کے ساتھ

باران عشق کا قطرہ دل کے آسماں سے ٹپکتا ہے
محبت کی آندھی بہا لے جاتی ہے بارش کو پالے کے ساتھ

جی کو ہلکان نہ کر، کیا کروں، کیا نہ کروں کہہ کر یونس
جو قسمت میں لکھا ہے وہ ہو کے رہے گا اک نہ اک دن

---(۲۶۴)---

ایک مہتاب دیکھا آج کی رات جس کے سامنے ہیں سب آفتاب مات
میرے دل و جان ہوگئے بے قابو' میں ہو گیا دنیا سے بے خبر

اس مہتاب کی چمک اور دمک سے سارا عالم منور ہو گیا
ایکبارگی ایسا لگا جیسے جنت کا دریچہ کھل گیا

یہ محمد مصطفیٰ کا نور ہے' ابراہیم خلیل اللہ کا صدق ہے
دل کے چراغ کو جلا دیا ہے اس مولائے کردگار نے

مدعی شرع ہمیں دیکھ نہیں سکتا ہر گز
خواہ ہم اس کی آنکھوں میں داخل ہوں' خواہ وہ صد بار حج کرے

خشک پیڑ کو لوگ کیا کرتے ہیں' کاٹ کر آگ میں جلاتے ہیں
جس کو عشق کا درد نہیں وہ خشک پیڑ کی طرح ہوتا ہے

چاہو تو یونس کی مدح کرو چاہو تو یونس کو گالی دو
پوست دن رات پانی میں پڑا رہ کر ہی پائیدار ہوتا ہے

---(۲۶۸)---

مجھ کو نماز نہ پڑھنے کا طعنہ نہ دے، میں جانتا ہوں اپنی نماز کو
میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں، مولا جانتا ہے میرے نیاز کو

دوست کس کو چاہے، کافر یا مسلماں کو، کوئی جانتا نہیں ہے
حق کو اگر مرا ناز قبول ہے تو، پڑھتا ہوں میں اپنی نماز کو

دوست، یہ ہے میرا واضح بیان، دوست کے دیدار کو دیکھا ہے عیاں
علم و حکمت پڑھنے والے کے عزم و استقلال کی یہ ہے نشانی

محبوب کی راہ پر چل نہیں سکتا، علم کے سر چشمے پا نہیں سکتا
کوئی عام عاشق فاش نہیں کر سکتا میرے اس پوشیدہ راز کو

میرے حکمت آمیز کلام کو سمجھو، اس بے نشاں کا کچھ حال بتاؤ
درد بھرے عاشقوں سے پوچھو، مطلب میرے اس کلام پرسوز کا

جس کو ہے دوست کی تلاش، میرے پاس آئے، میں دکھاؤں اسے
یہ ہے میری بات از اول تا انتہا، میں جانتا ہوں اپنے آپ کو

یونس اب سچ بول تجھ کو سنیں ترے معترض بھی غور سے
حق کے پکوان پکا، دستر خوان سجا، چکھیں عارف ترے نمک کو

---(۲۷۰)---

میرا ایک سوال ہے اے اولیاؤں کے اولیاء
شیخ تو بہت سے ہیں پر کون ہے مرشد با صفا؟

دے ایسا جواب سوال کا کہ اس کو مانیں تو ثواب ہو
شعلہ اور دھواں پتہ دے رہے ہیں خانہ عشق کا

پہلا دروازہ ' دروازہ شریعت' امرونہی ہے
معصیت کو صاف کرتا ہے لفظ ہر ایک قرآن کا

دوسرا ہے در طریقت بنیاد ہے جس کی بندگی پر
یاں نگہبان ہے پیر ' راہ راست پر چلنے والوں کا

تیسرا ہے معرفت' یہ چشم جاں کو وا کرتا ہے
دیکھ روحانیت کی عمارت بلند ہوتی ہے عرش تک

چوتھا ہے حقیقت اس کے اہل کو کمتر نہ سمجھ
اس کا روز' روز عید ہوتا ہے اور شب شب برات

شریعت دشوار ہے' طریقت اک چڑھائی ہے
معرفت ایک ڈھلوان ہے' حقیقت ہے ارفع و اعلیٰ

درویش کے چاروں طرف ہوں یہ چار دروازے
وہ جہاں چاہے دن بسر کرے اور رات گزارے

اس مقام کے درویش کے غلام ہیں دونوں جہاں
اس کی صفات کا معترف ہے خواجہ خواجگاں

درویش کو چاہئے کہ ان چاروں راستوں کے مصائب سے
آلام و مصائب سے ڈرنے والا پہنچے نہ کبھی منزل تک

چالیس آدمی اک درخت کے تنے کو گھسیٹیں مشکل سے
اتنے مرید اور شاگرد پل صراط سے کیسے گزریں گے؟

چار دروازے(۱)، چالیس مقام اور ایک سو ساٹھ منزلیں
ان سب سے گزرنے والے کو ملتا ہے رتبہ اولیاء

یونس نے یہ بات نہیں کہی مشکلات پیدا کرنے کیلئے
روحانیت کا پتہ دیا ہے اس استاد عشاق نے

---(۲۷۲)---

تاجر جو عشق کا ہے سرمایہ ہے اس کی جاں
جانباز ہے وہ جو دیتا ہے اپنی جاں

جاں دینے والے کی جانبازی کو ذرا دیکھ
شمشیر بھلا کاٹ سکتی ہے زرہ ہمت کو؟

سب کو ایک سمجھ' چھوٹے کو بڑا جان
کمتر نہ سمجھ ایک غریب کمبل پوش کو

جو ہے عیسیٰؑ کی طرح دین الٰہی کا داعی
رفعت ہے ملی اس کو آسمانوں میں

تیزی سے اتارے جاتے ہیں تحت الثرای میں
جو ہیں قارون کی طرح اپنی دولت پہ نازاں

میں تجھ کو بتاتا ہوں عاشق کی نشانی کیا ہے
اس کی ہر بات اور حرکت پر ملامت ہوتی ہے

منصور حلاج نے دیدار کیا اور اناالحق کہا
اس کو آگ میں جلایا گیا تو نے سنا اس کو

تو نے اس کو آگ میں جلا کر راکھ کو اڑا دیا
کیا تجھے ایسا کرنا چاہیئے تھا اپنے چاہنے والے سے؟

زنہار تو اے یونس دعویٰ نہ کر دیدار کا
میں نے دیکھا ہے جلا دیتے ہیں ایسے مدعی کو

---(۲۷۵)---

پروردگار عالم نے پیکر آدم کو خاک سے پیدا کیا
مغرور شیطان نے آدم کو سجدہ کرنا عار سمجھا

اس نے کہا کہ "میں نوری اور ناری ہوں' آدم خاکی ہے"
لیکن اس نے نہ جانا کہ آدمؑ کا باطن بہت قیمتی ہے

اس نے آدمؑ کے ظاہر کو دیکھا باطن کو نہیں دیکھا
اور یہ نہ سمجھا کہ اللہ نے اسے انسانوں کا سردار بنایا

آدمؑ چالیس سال قالب میں رہا دنیا نے نہ جانا
دیکھو ذرا سے بغض سے ابلیس نے کیا فتنہ جگایا

ابلیس نے گھوڑوں کو آدمؑ کی جانب سرپٹ دوڑایا
آدمؑ کے ساتھ مکر کر کے فتح کے نشے میں مسکرایا

مہلت پوری ہونے کے بعد نزول ہوا حضرت موسیٰ کا
ابلیس کو اس واقعے کا بہت ہی ہوا صدمہ

موسیٰ نے رخ کیا طور کا تاکہ خدا سے دعا کریں
راہ میں انہوں نے دیکھی ایک نہر بہتی ہوئی

موسیٰ نے کہا کہ دیکھوں اس کا منبع کہاں پر ہے
ان کو تشویش ہوئی کہ ہر شے زیرِ آب نہ آ جائے

نکلے وہ آگے' دیکھا کہ ابلیس لعین بین کر رہا ہے
اور ایک چشمہ اسکی دونوں آنکھوں سے رواں ہے

حضرت موسیٰ نے صدا دی "لعین تو کیوں رو رہا ہے؟"
اس نے کہا "گریاں ہوں کیونکہ میری دنیا اندھیر ہو گئی ہے

میں مقرب حق تھا' دربار الٰہی کا مصاحب تھا
لیکن مجھے زمین پر پھینک دیا گیا اور ذلیل و خوار کیا گیا

موسیٰ کیا تجھ کو نہیں پتہ میں کیوں جنت بدر ہوا؟
یاد دلا دوں تجھ کو کہ میری انا کو زخمی کیا گیا

ممکن ہو تو اے موسیٰ تو خدا سے ذرا میرے لئے دعا کر
میں اپنے کئے پر پشیمان ہوں' کرتا ہوں توبہ و استغفار"

موسیٰ پہنچے خدا کے حضور اور گڑ گڑا کر مناجات کی
وہ اپنے مافی الضمیر کو بھول گئے اور مختصر بات کی

پروردگار سے ندا آئی "کہاں ہے میری امانت؟"
اس ندا پر حضرت موسیٰ نے اپنی جاں نثار کی

پروردگار نے کہا "جا کہہ دے' ابلیس کو معاف کر سکتا ہوں
گر وہ سچے دل سے توبہ کرے اور آدمؑ کو سجدہ کرے"

موسیٰ آئے اور ابلیس سے ارشاد الٰہی کا ذکر کیا
سجدے کا ذکر سنتے ہی وہ توبہ سے باز آیا اور کہا!

"میں نے سمجھا تھا کہ میرے زخم پر مرہم رکھا جائے گا
میرے زخم پر نمک چھڑک دیا گیا' مرا درد اور بڑھ گیا

سجدہ کرنا ہوتا مجھ کو تو میں اس وقت کرتا
آدم کو گزرے عرصہ ہوا کب کا وہ خاک میں ملا"

آدم و ابلیس کی کیا حیثیت؟ ہمارا رب اور پالنہار وہ ہے
خالق شمس و قمر اور مالک لیل و نہار وہ ہے

خالق کا یہ وعدہ ہے، جن بندوں پر مری عنایت ہے
ان کو ابلیس ہزار کوشش کرے بھی تو بہکا نہیں سکتا ہے

چھ ہزار سات سو سال بعد قصہ آدم و ابلیس
یونس فقیر نے سنا یا تم کو، اے ہمدمو، اے دوستو

---(۲۸۰)---

بہت سے لوگوں کی زندگی غربت و ناداری کی وجہ سے اجیرن ہوتی ہے
غریبی ہو جہاں وہاں فراوانئ دولت سے لوگوں میں ناچاقی ہوتی ہے

وہ لے اموال دنیا کا طالب' حقیقت موت کو نہیں جانتا ہے
خزانہ قارون کا سمیٹنے والا اپنے سر مصیبت مول لیتا ہے

اس دنیا نے کب کسی سے ہے وفا کی اور کس کے نصیب کو جگایا؟
سلیمانؑ ذی شان کو بھی اس دنیا کا خزانہ راس نہ آیا

فقیر یونس تیرے پاس جو اثاثہ ہے فی الفور اس کو راہ حق میں خرچ کر
میں نے یہ محسوس کیا کہ دولت دنیا ترے ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہے

---(۲۸۳)---

تجھے عبرت چاہئے تو آ دیکھ اس شہر خموشاں کو
اگر دیکھے توُ ان قبروں کو تو پتھر بھی ہے تو پگھل جائے گا

یہ دیکھ کہ ان کے تھے مال بہت، دیکھ ان کا کیا حال ہوا؟
زیب تن کیا ہے اک ایسا جامہ جس کا نہیں کوئی کنارا

کہاں گئے وہ نازک لوگ جو پسند نہیں کرتے تھے محل دو محلے؟
سو رہے ہیں اک گڑھے میں ان پر ہے ایک پتھر پڑا

یہ گھر سے بے گھر ہو گئے ان کا زہد و طاعت بے سود ہے
یہ دوکان اپنی بڑھا گئے اور ٹھاٹ پڑے سب رہ گئے

کہاں ہیں وہ حسینان سیمیں بدن، مہو اور شیریں گفتار؟
ہوئیں ایسی غائب کہ ان کا نام و نشاں بھی نہیں ہے

جو لوگ تھے بڑے نامور، در پہ جن کے ہوتے تھے پاسباں
پہنچ چکے ہیں اک ایسی جگہ جہاں تمیز نہیں آقا و غلام کی

نہ دروازہ ہے داخل ہونے کے لئے نہ کھانا کھانے کے لئے
اندھیرا گھنگھور ہے ہر طرف، دن کو ہے رات کا سماں

ایک روز یونس تیرا بھی محض نام باقی رہ جائے گا
تری عاقبت بھی مختلف نہ ہو گی اس شہر خموشاں کے باسیوں سے

---(۲۸۶)---

تعجب سے جہاں کو دیکھتا' آوارہ پھرتا تھا
یکایک ہو گیا مبہوت' اٹھا یوں راز سے پردہ
تم اپنے دل میں جھانکو گے تو آئے گا نظر جلوہ
مرا محبوب مجھ میں ہے' میں اس کو دیکھ سکتا ہوں
مرے بھائی

اتر کر میں نے اپنی روح کی گہرائی میں دیکھا
کہ کیا شے میرے اندر ہے کہ کیا ہے واقعی میرا
کہ کیا قوت ہے وہ جسم میں ہے جو میرے پوشیدہ
میری کیا اصل کیا پیمان ہے' یہ اب میں سمجھا ہوں
مرے بھائی

مجھے چاہت ہے اس کی اور اس کو پا نہیں سکتا
مگر میں کون ہوں' کیا ہوں خود ہی "وہ" نہیں ہوں کیا؟
کبھی بھی اپنی ہستی سے اسے باہر نہیں دیکھا
اور اپنے آپ کو وحدت میں اس کی جذب پاتا ہوں
مرے بھائی

یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ انساں ہے اک پیکر خاکی
مرا دل اسے نہیں جانتا یہ نہیں ہے امر واقعی
یہ ہے اک گوہر بے بہا یہ مخلوق ہے بہت قیمتی
میں اس جوہر خاکی کو اللہ کے حضور پہنچاتا ہوں
مرے بھائی

کسی بے دین، منکر کو نہیں محسوس ہو سکتا
مثال نکہت، آہستہ بدن سے روح کا جانا
میں باغ عشق کا بلبل ہوں ، یاں نغمہ سرا آیا
یہاں اس شہر میں مہرو وفا کے گیت گاتا ہوں
مرے بھائی

یہ کون کہتا ہے کہ مرا معشوق مجھ سے دور ہے
مرے پہلو میں ہے، وہ مرے دل کا سرور ہے
وہ مجھ سے اتنا ہی قریب ہے جتنا کہ دور ہے
لوگ خواہ کچھ بھی کہیں دوست کو اپنے پاس پاتا ہوں
مرے بھائی

یہ کیسی ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں ان گنت راہیں؟
کہیں یہ تو نہیں مقصد کہ راہ حق سے بھٹکائیں؟
میں اچھے وقت پر پہنچا، نہیں ممکن کہ بہکائیں
مبارک تھا سفر میرا کہ میں منزل پہ آیا ہوں
مرے بھائی

ازل سے تا ابد منصور ہوں، منصور ہوں میں ہی
اسی باعث یہاں رکھتا ہوں میں اپنا وجود اب بھی
جلا دو پھر جلا دو اور اڑا دو خاک کو میری
بنا ہوں میں خدا، نعرہ انا الحق کا لگاتا ہوں
مرے بھائی

جلاؤ گر مجھے جلا سکتے ہو آتش نمرود میں
چڑھاؤ گر مجھے چڑھا سکتے ہو دار منصور پر
حقیقت یہ ہے کہ نہ جلا سکتے نہ سولی چڑھا سکتے ہو

مرا فرض تمام ہوا، میں سیر کے لئے آیا ہوں
مرے بھائی

میں تھا قلاش لیکن اب ہوا ہوں منعم اعلیٰ
یہ موجودات ہیں میرے، وجود جزو کل میرا
یہ شرق و غرب ہیں میرے، مکاں میرا، زماں میرا
زمین و آسماں میں کار فرما ہوں سمایا ہوں
مرے بھائی

حقیقی ذات میری اپنے اندر ہی ملی مجھ کو
خدا مجھ پر ہوا ظاہر، میں دیکھا ہی کیا اس کو
میں گھبرایا، کہ تھا یہ وسوسہ کیا جانئے کیا ہو
مگر اب وسوسوں سے، خوف سے، ڈر سے، میں بالا ہوں
مرے بھائی

یہ نہ کہہ یونس کہ کوئی تجھ کو ہلاک کرتا ہے
حقیقت یہ ہے کہ جان دینے والا واپس لیتا ہے
جو لوگوں کے جسم و جاں پر حکمرانی کرتا ہے
اس حاکم دو جہاں کو میں پہچان گیا ہوں
مرے بھائی

---(۲۸۹)---

ترا دین و ایماں ہے کامل تو درویشیوں کو حقیر نہ سمجھ
سارا عالم مشتاق ہوتا ہے درویشیوں کے دیدار کا

مہر و مہ مشتاق ہوتے ہیں دریشوں کی صحبت کے
فرشتے تسبیحوں میں ذکر کرتے ہیں درویشوں کا

مسیحت کے ماننے والے ہوں یا ریاستوں کے والی
جن و انساں' کوہ و بیاباں تعظیم کرتے ہیں درویشوں کی

وہ فخر عالم مصطفیٰ سر تا سر صدق' کان وفا
اگر ان سے وفا کی ہے طلب تو خوش رکھ درویشوں کو

دکھا نہ ان کے دل کو آہ کریں تو تو جل مرے گا
تجھے اندھا کر دیں تب تو جانے گا قدر درویشوں کی

ہزار بار بھی پڑھے ہر روز ' تو چار سماوی کتب کو
نصیب نہ ہو گا دیدار الٰہی گر تو دشمن ہے درویشوں کا

---(۲۹۱)---

یہ کتنا گرانڈیل اور فربہ بدن ہے' اسے تم غذا سے کہاں تک بھرو گے؟
نہ بھولو کہ آئے گی اک دن قیامت' تعیش کی غفلت میں کب تک رہو گے؟

مشقت کرو اکل جائز کماؤ' شریک اپنی روزی میں اوروں کو کر لو
ذرا دل کو دیکھو ذرا دل کو سمجھاؤ کہ اک حج دل ہے کئی حج سے بہتر

عقل مند نہیں بیوقوف ہے وہ' بناتا ہے جو اس دنیا میں محل دو محلے بے شمار
خراب و برباد ہو جائے گی اس کی عاقبت گرچہ عمارتیں ہوں اس کی بے شمار

دروغ و دغا جس نے لوگوں کو بیچے' وہ پاگل اور احمق ہے عاقل نہیں ہے
اگر سحر کے زور سے ہو یہ ممکن تو' بہتر ہے خود کو مسلمان بنا لے

نبی آئیں خواہ لاکھوں کی تعداد میں' کہ تیرے پیشوا ہوں بے شمار
تری شفاعت ہے بہت مشکل و دشوار عنایت نہ ہو گر اس کرد گار کی

نفس کو جس نے اپنے مسلماں بنایا ہے' وہ راست رو' راہ حق کا رہرو
رہے سب کو یہ یقین و اطمینان' شفاعت کریں گے کل اس کی نبی آخری

---(۲۹۲)---

گرا شعلہ عشق جگر پر مرے روغن دل کو پگھلا دیا
خباثت کی جڑ کاٹ دی، اور باغ ہوس کو جلا دیا

روح میں آتشدان جفا کو قہر کے تیشے سے کھود ڈالا
مری گردن نفس کو جدا کر دیا مرد حق کے خنجر نے

مرے خانہ دل کو آب رحمت نے دھو کر صاف کیا
در خدمت سے اس کو پیش کی شراب شکرانہ

جو بھی ملامت کرے خدا اس کی مانگی مراد پوری کرے
ارادہ کیا جس نے درویشی کا اس کے قدموں کو بوسہ دوں

جو ہم پر پتھر پھینکیں میں اس پر پھول نچھاور کروں
ہمارے چراغ کو بجھانے والے کے چراغ کو اللہ جلائے

دل حزیں دیکھ عاشق نے ترا کیا برا حال کیا؟
در توبہ سے میں نے اسے پیش کیا ایماں کے سہارے کو

فقیر یونس تو ہوا و ہوس کو چھوڑ کر راہ راست کو اپنا
مرے خدا بطور رزق بخش تو ، ہمیں خنجر قناعت

---(۲۹۳)---

یہ عارف خدا کے سمندر ہیں گویا' صلا ہے کہ مشتاق غوطہ لگائیں
صلا ہے کہ اہل خرد' تہ میں جائیں سمندر سے کچھ در شہوار لائیں

کسی در شہوار کی جستجو میں بنے ہم خرد مند دانا و بینا
مگر جوہری ہی کو معلوم ہے کہ کیا قدر ہے موتیوں کی ہمارے

محمدؐ خدا کی زیارت کو آئے' محمدؐ نے حق اپنے اندر ہی دیکھا
اگر دیکھنے والی آنکھیں ہیں تیری' تو رب ہر جگہ حاضر و جلوہ گر ہے

رزق کے منجانب اللہ ہونے کا راز پوشیدہ ہے " نحن قسمنا(۱) " میں
انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو پہچانے اور قابو میں رکھے

خرد مند لکھتے ہیں صدہا کتابیں' سیہ کر رہے ہیں وہ صفحے کے صفحے
مرا تو ہے صرف اک مقدس صحیفہ' جو لوح دل عاشقاں پر لکھا ہے

یہ کیا ریاکاریاں کر رہا ہے تو' اے پارسائی کے دعویدار؟
بھلا کوئی ہے جو حق سے منہ موڑ کر لگائے لو اک بندہ حقیر سے؟

اس دل میں قرآن کی آیات ہیں ' بسیرا ہے جس میں حق کا
جس روح میں عشق کا مینارہ ہے' وہ عرش سے بھی ہے اولیٰ

ہوا ہوں اس بری طرح عاشق کہ مجھے ہوش نہیں ہے رات دن کا
محبت کے تیر سے مرا دل ہوا ہے ایسا زخمی کہ جس کا نہیں کوئی مداوا

فقیر یونس سن لے مری بات پکڑ لے دامن اولیاؤں کا
کبھی بھی نہ چھوڑ ساتھ ان کا' فقیری میں ہے علاج ہر مرض کا

---(۲۹۴)---

ترے عشق میں خود سے بیگانہ ہوں میں
تری جستجو ہے، تری آرزو ہے

شب و روز جلتا ہوں میں، پروانہ ہوں میں
تری جستجو ہے، تری آرزو ہے

مسرت سے خالی ہے اب میرا جینا
اگر موت آئے تو کچھ غم نہ ہو گا
ترا عشق ہی اک سہارا ہے میرا
تری جستجو ہے، تری آرزو ہے

ترا عشق ظالم ہے قاتل ہے پھر بھی
تمنا ہے عشاق کو صرف تیری
دکھاتا ہے عشق ان کو عکس الٰہی
تری جستجو ہے تری آرزو ہے

مئے عشق پیتا ہوں میں جرعہ جرعہ
کبھی مثل مجنوں ہوں میں دشت پیما
ترے غم سے خالی نہیں کوئی لمحہ
تری جستجو ہے تری آرزو ہے

اگر وہ مجھے مار ڈالیں، جلائیں
مجھے خاک کر کے فضا میں اڑائیں
تو دے گی مری خاک بھی یہ صدائیں
تری جستجو ہے تری آرزو ہے

فقیہوں کو مجلس کی ضرورت ہے
فقیروں کو آخرت کی ضرورت ہے

مجنوؤں کو لیلیٰ کی ضرورت ہے
مجھے تری جستجو ہے، تری آرزو ہے

مرا نام یونس، میں عاشق، میں صوفی
مری آتشِ شوق بڑھتی رہے گی
دو عالم میں گونجے گی آواز میری
تری جستجو ہے، تری آرزو ہے

(۲۹۵)

گونگوں کی باتیں سنیں بہرے
ایسی بات سمجھنے کے لئے روحانی فہم و ادراک ضروری ہے

ہم نے بغیر سمجھے اور سمجھے بغیر عمل کئے
اس راہ میں حقیقی عاشق کا سرمایہ غربت ہے

ہم نے محبت کی، عاشق ہوئے، ہم سے محبت کی گئی، معشوق ہوئے
ہم ہمیشہ زندہ دل اور خوش و خرم ہیں، تم سے کون بیزار ہو سکتا ہے؟

یونس تو ایسا ولی بن جو کہ زمین و آسمان پر چھا جائے
ہر پتھر کی تہہ سے نکلیں ایک ہزار موسیٰ ابن عمران

—(۲۹۷)—

بادشاہوں کا بادشاہ و غنی
جس نے بخشی ہے ہم کو زندگی

آگ، پانی، مٹی اور ہوا
ان سے بنیاد رکھی ہے تن کی

پیدا کی بہترے قسم کی زبانیں
سب پر دی مسلمانوں کو برتری

ہم مسلمان، امت محمدی ہیں
ہم کو خلعت ایماں عطا کی

روح نور ہے نور میں مل جائے گی
بد عملی نہ کر، چوں وجود ہے فانی

ڈال کر ذکریاؑ کو درخت میں
آرے سے دو ٹکڑے کروا دیا

جسم ایوبؑ کو کیڑوں کو کھلایا
چوں صابر تھا، پایا سکوں

یعقوبؑ کو رلا کر اندھا کر دیا
یوسفؑ کو حاکم مصر بنا دیا

عبرت کے لئے ہر اک سے نصیحت دلواتا ہے
یونس کو بھی وہ خدا بلواتا ہے

---(۲۹۹)---

اے زندگی تو نے مجھے دھوکہ دیا' آہ تجھے میں کیا کروں اے زندگی؟
تو نے مجھے مفلوج اور ناکارہ کر دیا' آہ تجھے میں کیا کروں اے زندگی؟

میری سرمایہ بیش بہا تو ہی تھی میری جان جاں میرا جہاں تو ہی تھی
میری ملک میری شریک حیات تو ہی تھی آہ تجھے میں کیا کروں اے زندگی؟

میرا دل تیرے دم سے دھڑکتا تھا جیسے دامن کوہ میں پھول کی کیاری
غم میں ترے میں ڈوب کر روتا ہوں آہ تجھے میں کیا کروں اے زندگی؟

یاں آنے والا ہے اک دن جانا' کاروبار دنیا ہے فقط حیلہ سازی
زندگی کو فضول خرچ کر کے روتا ہوں آہ تجھے میں کیا کروں اے زندگی؟

میرا عمل نیک و بد لکھا جا رہا ہے رسی ختم ہو رہی ہے میری زندگی کی
میرا چہرہ ناقابل تشخیص ہو چکا ہے آہ تجھے میں کیا کروں اے زندگی؟

کاش کہ تواس دروازے سے نہ نکلے اورنہ ہی ایک خانہ بدوش بنے
کاش کہ تونہ نوش کرے مئے اجل آہ میں تجھے کیا کروں اے زندگی؟

ایک دن میں تنہا رہ جاؤں گا' کھا جائیں گے درندے اور پرندے مجھے
میں ایک بوسیدہ مٹی بن جاؤں گا آہ میں تجھے کیا کروں اے زندگی؟

درویش یونس تو کیا نہیں دیکھتا ہے کیا کچھ نہیں جانتا اور سمجھتا ہے؟
یا کہ مرنے والوں کو یاد نہیں کرتا ہے؟ آہ تجھے میں کیا کروں اے زندگی؟

---(۳۰۱)---

مسلمانو! زمانہ بہت خراب ہو گیا
حلال ارزاں، حرام کمیاب ہو گیا

قرآن کی تعلیم کو بھلا دیا گیا
شیطان ہر اک نڈر و بے باک ہو گیا

حرام مال اور کام عام ہو گئے
فسادی ہر اک ہر دلعزیز ہو گیا

جسے رب کے احکام یاد دلائے گئے
وہ خود سر، بے باک اور گستاخ ہو گیا

شاگرد، استاد سے بدکلامی کرے
بیٹا والدین کا باغی ہو گیا

فقیروں نے کی ترک درویشی
دلوں کو توڑنے والا دلیر ہو گیا

فقیہہ بنا جانشین پیغمبر
مصیبت امت محمدی کے لئے بن گیا

لگاؤ رہا نہ حدیث رسولؐ سے
ہر اک فرد خدا سے بیگانہ ہو گیا

تو عاشق ہے تو توبہ کر اے یونس
گنہ گار توبہ کر کے سرخرو ہو گیا

---(۳۰۲)---

اس طرح زندگی کا سفینہ گزر گیا جھونکا ہوا کا جیسے ادھر سے ادھر گیا
اف کتنا مختصر تھا مرا عرصۂ حیات جھپکی ہی تھی پلک کہ مٹا نقشۂ حیات

سن، میری بات کلمۂ حق ہے خدا گواہ، یہ روح چند روز کو مہمان جسم ہے
اک دن یہ اس مکاں سے چلی جائے گی کہیں جیسے قفس سے چھوٹ کے اڑجائے عندلیب

آ تجھ کو میں بتاؤں کہ یہ زندگی ہے کیا، کھیتی ہے یہ کسان کی، بوئے ہیں اس نے بیج
بکھرے پڑے ہیں کھیت میں سب تخم جابجا کچھ نکلے ہیں زمیں سے، کچھ دب کے رہ گئے

اس دنیا میں میرا جی اس بات پر بہت تڑپا، مچلا اور گھبرایا ہے
ہٹے کٹے گھبرو جوان مرنے کے بعد بیجوں کی مانند بوئے گئے آسماں سے

بیمار کی اگر تو عیادت کو جائے گا، اور اسکو لطف و مہر سے پانی پلائے گا
دیکھے گا تو کہ پھر یہی بیمار ایک دن، جنت میں تجھ کو ساغر کوثر پلائے گا

گر تو نے ایک غریب اور قلاش کو پیش کیا خوراک و لباس اور مکان تو
کل جنت الفردوس میں تیرے لئے بہہ رہی ہوں گی نہریں دودھ کی

یونس اس دنیا میں سب لوگ فانی ہیں، صرف بچ رہیں گے دو آدمی
ایک الیاسؑ اور دوسرے خضر علیہ السلام جو ہیں آب حیات پیئے ہوئے

---(۲۰۳)---

آج کر دیا افشا، راز عشق کا میں نے
دل جو دیدیا میں نے، دل کو پا لیا میں نے

اس کا وصل ہی میری زندگی کی ہے معراج
جس کی جاں ثناخواں ہے، جس کو دل دیا میں نے

درد چاہئے درد چاہئے، درد دل
جس کا درد ہے، اس کو میں درماں دوں

میں بے مکاں اور لامکاں ہوں دنیا میں
اس لئے کوئی نہیں جانتا میرے مکاں کو

لوٹ لو میری دولت، اب مجھے نہیں پرواہ
جس کو چاہتا تھا، اس کو پا لیا میں نے

گیند کو لے کر میں کھیلتا ہوں چوگان
ہے کون جو مار لے مجھ سے اب میدان کو؟

یہ زمیں میری ہے، عرش و آسماں میرے
اپنے دل کے گوشوں میں ان کو رکھ لیا میں نے

کیا عجب جو اے یونس ہو گیا ہوں میں بدنام
لوگ یاد رکھتے ہیں شعر جو کہا میں نے

---(۳۰۴)---

اے دوستو، میری سمجھ میں نہیں آتا میرا دل کس سے لگ گیا ہے؟
میں اپنی زباں سے بتا نہیں سکتا میرے دل کو کس نے لوٹ لیا ہے؟

میرا دل قابو میں نہیں ہے میرے حال کو اک عاشق ہی سمجھ سکتا ہے
عشق کے بہت سے تھپیڑے ہوتے ہیں معلوم نہیں یہ کیا ہو گیا ہے؟

جو عشق کا جذبہ رکھتے ہیں جو درد عشق میں مبتلا ہیں
ان ایمان والوں کے کفر کو میں عیب نہیں سمجھتا، ان پر نہیں ہنستا

عاشق ہی کے لئے رونا اور ہنسنا اور عاشق ہی کے لئے جینا اور مرنا
اس کے لئے شادی اور غم ایک ہے، وہ کبھی ملول نہیں ہوتا

---(۳۰۵)---

درویشوں کے دلوں میں اس یار نے بارہ دری بنا لی ہے
یہ دراصل مسافر خانہ ہے جہاں ہم ٹھہرے اک پل اور گزر گئے

پہنچے ہوئے درویش اڑے ایسے' کوہ و دمن سے گزر گئے
عشق کی کھولتی دیگ میں گرنے کے بعد ابالے گئے اور پکے

اس دنیا کی کیا پوچھتے ہو' یہ ایک مردار اور لاشہ ہے
آوارہ کتے اس پر پل پڑے' مردان حق جان چھڑا کر بھاگے

کیا میں اس کو عاشق کہوں جس نے اپنی جان نہیں دی؟
اس کو عاشق نہ کہنے والا ایسا کون ہے جس کی ملامت کی جائے؟

یونس پھر نشے سے چور ہو گیا' اس نے طاہطق کا چہرہ دیکھ لیا
اس کے نصیب کو دیکھ کر اس نے ان کے ساغر دل سے جرعے پیئے

---(۳۰۶)---

مجھے آرزوئے خدا تھی، خدا سے ملا ہوں تو پھر کیا؟
میں دن رات روتا رہتا تھا، اگر اب ہنسا ہوں تو پھر کیا؟
فقیروں کے میدان میں اک لڑھکتی ہوئی گیند تھا میں
اگر اب چوگان سلطاں میں چوبک بنا ہوں تو پھر کیا؟
چمن زار میں عارفوں کے کبھی اک گل سرخ تھا میں
کھلا اور مہکا، مگر اب جو کمہلا گیا ہوں تو پھر کیا؟
جسے اہل دانش نے پایا تھا زہاد کے مدرسوں میں
اگر میکدے میں وہ سچائی میں پا گیا ہوں تو پھر کیا؟
سنو یونس کی آہ و بکا وہ پھر دیوانہ و بیگانہ ہو گیا
اگر میں عارفوں کے بحر معانی میں ڈوبا ہوں تو پھر کیا؟

(۳۴)

اے دوستو! تم نے کبھی سنا ہے کہ کسی عاشق نے توبہ و استغفار کی؟
اے دوستو! تم نے کبھی سنا ہے کہ آگ سمندر میں گرتے ہی بھڑک اٹھی؟

آدمی جو تیرنا نہیں جانتا ہے وہ اس بحر میں داخل نہ ہو
دریائے عشق ہے بے کراں، اس میں ڈوبنا مشکل نہیں

جو جوہری قدر شناس نہیں وہ گوہر کو بھی پتھر سمجھتا ہے
وہ گوہر کو کوڑی کے دام بیچتا ہے اور جانتا نہیں کہ کیا گنوایا ہے

جو اس رب کی نشانی کو اس کار گاہِ حیات میں نہیں دیکھتا
وہ کل اس دنیا میں بے نیل و مرام و سرگرداں پھرے گا

یونس کہتا ہے، میں بندہ خدا ہوں، طاپطق ہمارا مرشد ہے
بات کہی میں نے سو فیصد درست اعتبار نہ کرنے والا آزما لے

--- (۳۱۴) ---

چاہتا ہوں میں تجھے اپنی روح کی گہرائی سے
میرا راستہ نہیں گزرتا ستونوں کے درمیاں سے

میں جہاں بھی دیکھتا ہوں واں تجھ کو دیکھتا ہوں
میں تجھے اپنے اندر کہاں رکھوں، کیا کروں؟

وہ ایک دلبر بے مثال اور بے مکان ہے
اس کا کوئی نشان نہیں وہ بے نشان ہے

مجھ سے مجھ کو نہ پوچھ میں اپنے آپ میں نہیں
میرا تن خالی پھر رہا ہے پیرہن کے اندر

مجھ کو مجھ سے لینے والے تک میرا ہاتھ نہ پہنچے
کون جا سکتا ہے دروں، خانہ دوست کے اندر؟

بعض کو نصیب ہوئی محبوب کی تجلی اور دیدار
حالانکہ بعض کو مطلوب ہے اس کا باطن

جس پر اس تجلی آفریں کی نظر پڑی
خورشید کا پرتو نظر آ رہا ہے اس کے اندر

تیرے عشق نے مجھے مجھ سے چھین لیا ہے
یہ کیا میٹھا درد ہے درمان کے اندر؟

راستہ ہے چلنے کے لئے، شریعت و طریقت
معرفت اور حقیقت ہیں اس راہ کے اندر

کہتے ہیں کہ سلیمانؑ پرندوں کا ہمزباں تھا
یہ نہ بھولو کہ سلیمان تھا سلمان کے اندر

میں بھول گیا مذہب کو، اور عبادت کو چھوڑا
دیکھو یہ کیسا مذہب ہے مذہب کے اندر؟

ترک مذہب کرنے والے کو کافر کہتے ہیں
لیکن دیکھو یہ کیسا کفر ہے ایمان کے اندر

یونس کی مڈبھیڑ ہو گئی دوست سے اچانک
رہ گیا وہ آدھا دروازے کے باہر اور اندر

(۳۱۲)

میرے قدم ہیں آگ پر، دشت بدشت کو بکو
چاک ہے میرا پیرہن، میرا بدن لہو لہو
ہوش نہیں، جنوں نہیں، عالم ہو، نہ ہاؤ ہو
تو دیکھ تیرے عشق میں حال میرا ہوا ہے کیا!
گاہ اڑا فضاؤں میں مثل ہوا ادھر ادھر
گاہ گیا ہوں سو بسو، صورت رہ زمیں پر
گاہ مثال سیل آب کر دیئے ایک بحر و بر
تو دیکھ تیرے عشق میں حال مرا ہوا ہے کیا؟
میں شور مچاتے آبشار کی طرح گرتا ہوں
اپنے درد بھرے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوں
میں شیخ کے لئے روتا ہوں، ہائے روتا ہوں
تو دیکھ تیرے عشق میں حال مرا ہوا ہے کیا؟
ہاتھ میں میرا ہاتھ لے، عالم پست سے اٹھا
تجھ سے جدائی تا بکے؟ سینے سے اب مجھے لگا
تو نے رلا لیا بہت، آج ہنسا بھی دے ذرا
تو دیکھ تیرے عشق میں حال مرا ہوا ہے کیا؟
ملک بملک، در بدر، تیری تلاش میں گیا
پوچھا ہے ہر زباں میں تیرے مقام کا پتا
کوئی نہیں شریک غم، کوئی نہیں ہے آشنا
تو دیکھ تیرے عشق میں حال مرا ہوا ہے کیا؟
گاہ بحالت جنوں روتا ہوا کہیں چلا
گاہ تیرے خیال میں کھو کے خموش ہو گیا

ہوش میں آ گیا کبھی، غرق الم کبھی ہوا
تو دیکھ تیرے عشق میں حال مرا ہوا ہے کیا؟
میں ہوں فقیر غمزدہ، یونس پرملال ہوں
زخم ہیں سر سے پاؤں تک درد سے میں نڈھال ہوں
کوچۂ یار میں بہت ماندہ و خستہ حال ہوں
دیکھ تو تیرے عشق میں حال مرا ہوا ہے کیا؟

---(۳۱۸)---

میں نے اپنے دن خالی خولی گزارے، آہ میں کیا کروں تجھے اے زندگی؟
تیرے باعث نہ امیر ہوا نہ غنی، آہ میں کیا کروں تجھے اے زندگی؟
خالی ہاتھ آیا تھا میں اور گزرا، ماضی و حال کو نہ سوچا نہ فکر فردا کی
میں تجھ سے جدا بھی نہیں ہو سکتا، آہ میں کیا کروں تجھے اے زندگی؟
میرا خیر اور شر قلم بند کیا جائے گا، میری عمر کا رشتہ ٹوٹ جائے گا
میرا جسم اور میری شکل بگڑ جائے گی، آہ میں کیا کروں تجھے اے زندگی؟
جا کر تو واپس نہیں آئے گی کبھی، گر آئے گی بھی تو مجھے نہ پائے گی
تو میرے اس جسم کی ہے پونجی، آہ میں کیا کروں تجھے اے زندگی؟
میں نے تجھ پر کیا تھا پورا بھروسہ، تجھ سے خوش تھا، تری حسرت میں مرتا تھا
میرا سارا کمایا ہوا سرمایہ دھرا رہ گیا آہ میں کیا کروں تجھے اے زندگی؟
درویش یونس نے ہے رخت سفر باندھا وہ ایک عجیب سفر پر روانہ ہو رہا ہے
ناتمام حسرتیں دل میں ہی رہ جائیں گی، آہ میں کیا کروں تجھے اے زندگی؟

---(۳۱۹)---

ساقی جہاں شراب اطہر پلا رہا ہے' فردوس عرش سے بھی بالا وہ میکدہ ہے
بن مانگے بھر رہا ہے ساقی دلوں کے ساغر' میکش میں مست و بے خود' وہ کیف چھا گیا ہے

عشق کی آگ میں جلنے والے عاشقوں کا سارا جسم نورٌ علیٰ نور ہوتا ہے
یہ آگ اس آگ سے مختلف ہوتی ہے اس کو داروغہ جہنم بھی نہیں جانتا ہے

مجلس میں ہماری' جو مست لوگ ہیں ان کا نعرہ ہے نعرہ اناالحق
میں منصور حلاج کی مانند ہوں بے باک و نڈر' مسکین و دیوانہ

داخل ہو چکے ہیں خلوت کدہ میں اس کے سوز طلب سے پھر بھی دل اپنا جل رہا ہے
پروانہ بن گئے ہیں یہ مہروماہ اس کے' خلوت کدہ میں شعلہ جو شمع سے اٹھا ہے

یونس خموش رہئے' نادان سے نہ کہئے' عارف جو بے خودی میں الفاظ کہہ گیا ہے
جس شخص کی عقل میں فتور نہیں ہے وہ ان حکیمانہ باتوں پر اعتبار کرتا ہے

---(۱۳۰)---

چڑھ گیا میں سیب(۱) کے درخت پر اور کھائے اس پر انگور
باغباں نے ناراض ہوکر مجھ کو للکارا "اوئے کیوں کھاتا ہے میرے بادام(۲) کو؟"

ڈالی دیگ میں پکی ہوئی کھچڑی اور اسے باد مشرق سے پکایا
"یہ کون سا پلوان ہے؟" پوچھنے والے کے ہاتھ کو اس میں ڈبو دیا اور کھلایا

دی جولاہے کو میں نے سوت کاتنے کو، اس نے اس کا گولہ بنائے بغیر
بنے ایسے کپڑے تھان کے، تھان جن کو لینے آئیں لوگ جوق در جوق

ایک فاختہ مسکین کے پر کو چالیس خچروں کی پشت پر لادا
چوں بار تھا بڑا، خچر ہل نہ سکے ایک قدم، پر وہیں پر پڑا رہا

ایک ادنیٰ سی مکھی نے شاہیں کو ایک ہی جھٹکے میں زمیں پہ دے مارا
واللہ جھوٹ نہیں یہ حقیقت ہے میں نے بھی دیکھا اڑتی گرد کو

میں نے ایک اپاہج سے کشتی لڑی اس نے دبوچ لیا میرے پاؤں کو
میں نے شکنجے سے نکلنے کی کوشش کی، ناکام رہا، بازی اس کے ہاتھ رہی

پھینکا گیا ایک پتھر کوہ قاف سے میری طرف، مجھ کو نشانہ بناکر
شکر ہے کہ زمین پر گرا، ورنہ لہولہان ہو جاتا میرا چہرہ

مچھلی درخت کے اوپر چڑھ گئی وہاں اس نے تلچھٹ کا اچار کھایا
بگلے نے گدھے کو، خچر کو، جنم دیا آنکھیں نہ پھاڑو، بات کا مطلب سمجھو

میں نے اندھے سے اشاروں میں باتیں کیں بہرے نے میری سرگوشیاں سنیں
گونگے نے بولنا شروع کر دیا، مجھ سے بات کی اور میرے الفاظ دہرائے

میں نے اک سانڈ کو بائیں ہاتھ سے روکا' اس کا گلا دبا کر زمین پر پٹخ دیا
سانڈ کا مالک ہانپتا کانپتا آیا اور کہا "تم نے کیوں گردن توڑدی میرے بلغ کی؟"

میں بھول بھلیوں میں پھنس گیا اور لاکھ سر پٹخا نکل نہ سکا
ایک راہ گیر آ ٹکرایا اور بولا "تو نے کیوں میری آنکھ نکال لی؟"

راستے میں ایک کچھوے کو دیکھا اس کا ہمسفر ایک اندھا سانپ تھا
میں نے پوچھا "کہاں چلے؟" کہنے لگے "قیصری(۱)" کا ارادہ ہے"

یونس تم نے ایک ایسی بات کہی ہے جس کی بخدا کوئی مثال نہیں ہے
تنقید سے منافقوں کی بچنے کے لئے تم نے حقیقت پہ پردہ ڈال دیا ہے

---(۳۲۶)---

مناجات

اے خدا تو اگر میرے اعمال کا مجھ سے لے گا حساب
بے خطر حشر کے دن تجھے میں بھی دوں گا یہ سیدھا جواب
میں کہوں گا گناہوں سے زخمی ہوئی میری اپنی ہی ذات
یہ بتا، کیا کیا میں نے تیرے خلاف اے شہ شش جہات؟
یہ بتا، کیا میں خود اپنی تخلیق ہوں، یا ترا شاہکار؟
پھر گناہوں میں کیوں غرق مجھ کو کیا اے مرے کردگار؟
میں نے آنکھیں جو کھولیں تو دیکھا کہ زنداں میں ہوں آ گیا
مجھ کو گھیرے ہوئے کذب و ترغیب و شیطان ہیں جابجا
اس طرح مرگ فاقہ کشی سے بچا ہوں غذا کے بغیر
بارہا قید خانہ میں کھائے ہیں مردار کے میں نے ڈھیر
کیا گناہوں سے میرے تری سلطنت میں کمی آ گئی؟
کیا گناہوں نے میرے تری قوت بے اماں لوٹ لی؟
تو بھی بھوکا ہے کیا؟ تیرا حصہ مگر میں نے نہیں کھایا
تو نے فاقے کبھی نہ کئے، تو نے یہ دکھ اٹھایا نہیں
بال سے بھی یہ باریک پل کیوں بنایا ہے میرے لئے؟
آزمائش ہے یا دام ہے جو بچھایا ہے میرے لئے؟
بال سے بھی یہ باریک پل اور انسان اس پر چلے!
یا تو وہ گر پڑے، یا اڑے، یا لٹکتا رہے، کیا کرے؟
تیرے بندوں نے بھی اک بنایا ہے پل عام بہبود کے واسطے
تاکہ جو پار کرے اسے وہ تیری سمت آگے بڑھے

آرزو ہے کہ پل کی مضبوط بنیاد قائم رہے
جو بھی اس راہ حق پر چلے اعتماد و یقیں سے چلے
یا خدا یہ بتا، نصب میزان اعمال ہے کس لئے؟
کیا یہ مقصد ہے تیرا کہ مجھ کو جہنم میں تو ڈال دے؟
تولنا زیب دیتا ہے تاجر کو، میرے خدا کو نہیں
ہاں، یہ میزان کی تول شایان شان خدا تو نہیں
جانتا ہوں کہ یہ معصیت ہے حرام الحرام اے خدا
یہ ہے اس کا منافع جو تیری عنایت کے قابل نہ تھا
تو ہے ناظر مرے حال کا، تو مجھے جانتا ہے خدا
پھر یہ میزان کیوں نصب ہے، فائدہ کیا ہے تول کا؟
مر گیا، لاش میری سڑی اور مٹی بدن ہو گیا
اے خدا، اے خدا، اب بھی بدلہ کوئی اور لینا ہے کیا؟
اے خدا، اے خدا، تیرا یونس نے کچھ بھی بگاڑا نہیں
اس کا باطن بھی ظاہر رہا، خود کو تجھ سے چھپایا نہیں
پھر یہ تحقیق کا فائدہ، اے کریم، اے شہ ذوالجلال؟
تیرے شایاں نہیں مشت بھر خاک سے اس قدر قیل و قال

ضمیمہ

—(۱)—

خدا توفیق دے تو تیرے پاس پہنچوں اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ
تجھے دیکھ کر تیرا گرویدہ ہو جاؤں میں، اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ

سیاہ لباس میں ہے ملبوس تو، تو عرش معلی کا ہمسر ہے
تیرے پاس نہ پہنچنے والا افسوس کرے، اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ

سیاہ لباس ترا بڑا پر ہیبت ہے، مرے دل میں خوف بھر گیا ہے
تیری حسرت میں میں تڑپ رہا ہوں، اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ

کھولے گئے ہیں چاندی کے دروازے تجھے سنگ مرمر سے سجایا گیا ہے
ترے چاروں طرف اک طلائی دیوار ہے، اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ

تری داہنی طرف ہے اک سونے کی کان، خدا اجازت دے تو بنیں ترے مہمان
خدا زندہ رہے گا، گر نکل جائے مری جان، اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ

ترے سر پر ہے اک نورانی تاج تری زیارت کو پہنچے ہیں ستر ہزار حجاج
مرے دل میں ہے تری حسرت و یاس، اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ

کعبے کے چاروں طرف ہیں کوہسار، ترا دیدار کرنے والے بہتے ہیں آبشار
فقیر یونس تیرے لئے روئے زار زار، اے دلکش و دلربا کعبتہ اللہ

---(۲)---

میری روح اک دن آزاد ہو گی یا نہیں یارب؟
یا کہ جہنم کے سات طبق میں جلتی رہے گی یارب؟

مرنے کے بعد قبر میں مرا کیا حال ہو گا یاخدا؟
میرے چاروں طرف کیا سانپ بچھو ہوں گے یارب؟

میری روح کو قبض کرنے کے لئے عزرائیل نمودار ہو گا
کیا یہ بہتر ہے کہ وہ میری جان لے لے یارب؟

محشر میں اللہ ہو گا قاضی کیا وہ ہم سے ہو گا راضی؟
کیا تیرا حبیبؐ ہو گا ہمارا شافعی یارب؟

یونس بنب قبر میں پہنچے، منکر نکیر آئیں اور وہ
مجھ سے سوال کریں تو کیا میں جواب دوں گا یارب؟

---(۳)---

میری جان قربان ہو تیرے لئے
نام بھی اور خود بھی حسین محمدؐ
آشفاعت کر ادنیٰ بندے کی
نام بھی اور خود بھی حسین محمدؐ

مومن سہتے ہیں جورو جفا
آخرت میں ہوتے ہیں ان کے مزے
وہ اٹھارہ ہزار دنیاؤں کا مصطفیٰ
نام بھی اور خود بھی حسین محمدؐ

ہفت آسماں کا سیر کرنے والا
عرش پر گھوڑا دوڑانے والا
معراج میں امت کے لئے دعا کرنے والا
نام بھی اور خود بھی حسین محمدؐ

چار یار ہیں اس کے محبوب
اس کے محبوب کے گناہ معاف
وہ اٹھارہ ہزار عالم کا سلطان
نام بھی اور خود بھی حسین محمدؐ

پیغمبر برحق بے شک و بے گمان
تیرا یقین نہ کرنے والے بے ایمان
تیرے بغیر بے بصر یہ جہاں
نام بھی اور خود بھی حسین محمدؐ

---(۵)---

اس فانی اور جھوٹی دنیا میں ٹھہر کر گزرنے والے
نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ اپنا پتہ دیتے ہیں
جن کے اوپر طرح طرح کے سبزے اور پودے اگے
نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ اپنا پتہ دیتے ہیں
بعض کے لوح مزار پر درخت اگتے ہیں
بعض کے سر کو پودے ڈھانک لیتے ہیں
قبروں میں سو رہے ہیں شکیل اور سورما
نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ اپنا پتہ دیتے ہیں
خاک میں دبے ہوئے ہیں نازک بدن
خاموش ہو گئی ہیں ان کی میٹھی زبانیں
یارو، آیئے ان کے لئے دعا کرنا نہ بھولیں
نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ اپنا پتہ دیتے ہیں
بعضوں کی عمر ہے چار اور بعضوں کی پانچ سال
کوئی ایسا مرا ہے کہ سر پر نہیں کوئی ٹوپی
بعضوں کی عمر ہے چھ اور بعض کی سات سال
نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ اپنا پتہ دیتے ہیں
کوئی تاجر ہے اور کوئی شیخ و واعظ
شربت اجل پی لیا ہے سب نے مل کر
سفید ریش ہے ان میں کوئی پیر کامل
نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ اپنا پتہ دیتے ہیں

یونس کہتا ہے کہ دیکھ تقدیر کے کھیل
جھڑ گئی ہیں ان کی پلکیں اور بھوئیں
ان کے سرہانے ہے کتبہ لکھا ہوا
نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ اپنا پتہ دیتے ہیں

---(۲)---

تو کیوں پھرتا اور روتا ہے درد بھرے انداز میں؟
اگر رلاتا ہے میرا مولا تو دوبارہ ہنسائے گا
بہت سے غمزدہ آئے یہاں ٹھہرے اور گزر گئے
اگر رلاتا ہے میرا مولا تو دوبار ہنسائے گا

یہ درد میرا یونس و غمخوار ہے' یار ہے
پہنچی عرش معلیٰ پر میری آہ و زار ہے
تجھے رلانے والا صاحب لطف و کرم ہے
اگر رلاتا ہے میرا مولا تو دوبارہ ہنسائے گا

تو ہمیشہ جمال خدا کا طالب ہو
خدائے برتر کے ذکر سے خالی نہ رہ
اس کا لوگوں پہ قہر ہے تو کرم بھی ہے
اگر رلاتا ہے میرا مولا تو دوبارہ ہنسائے گا

اس غریب کو الجھا نہ سودائے محبت میں
رلائے گا تجھے یہ خون کے آنسو
کریم ہے وہ بندوں کی بگڑی بناتا ہے
اگر رلاتا ہے میرا مولا تو دوبارہ ہنسائے گا

بے پناہ جذب ہے تری آنکھوں میں یونس
ترے سامنے کھلی راہ عاشقی ہے
شب و روز تو بس اپنے مولا سے فریاد کر
اگر رلاتا ہے میرا مولا تو دوبارہ ہنسائے گا

---(۹)---

اپنے آخری وقت کے لئے تیار ہو جا' موت برحق ہے یقیناً آئے گی ایک دن
تیری روح تجھے امانت ہے اک طائر کی طرح اس کامالک اسے واپس لے لے گاایک دن

خواہ ہزار بار تو بھاگنے کی کوشش کرے یا کہ ہفت اقلیم طے کرے
لاکھ بار پروں کو مار کر پرواز کرے' موت یقیناً تجھے پا لے گی ایک دن

عارفوں کی اس مجلس میں نہ آنے والا' ذکر الٰہی نہ کرنے اور نصیحت نہ سننے والا
ابجد تک نہ جاننے والا ان پڑھ' صاحب علم و فن بن جائے گا ایک دن

دست کاری ساز بے ہنر بن جائے گا' سڑ جائے گی یہ بولنے والی زبان
سینت سینت کر جمع کئے گئے اموال' مل جائیں گے ترے وارثوں کو ایک دن

میرا محبوب یونس ایمرے بحر عشق میں ڈوب کر یہ برملا کہتا ہے
یہ شان و شوکت دھری رہ جائے گی' دو محلے ویراں ہو جائیں گے ایک دن

---(۱۱)---

مجھ میں نہیں عمل و طاعت میں کیا کروں' میں کیا کروں؟
آنے والا ہے اک ایسا روز قیامت میں کیا کروں میں کیا کروں؟
دوست مجھ سے سوال کرے گا میری عقل گم ہو جائے گی
میں شرم و حجاب میں پڑ جاؤں گا میں کیا کروں' میں کیا کروں؟
حلال کاموں کا ہو گا حساب حرام کاموں پر ہو گا عذاب
گنہگاروں پر ہو گا عتاب' میں کیا کروں' میں کیا کروں؟
دوزخ بھی طیش میں آئے گا گناہگاروں پر ظلم کرے گا
ایسا ایک دن آئے گا یا رب' میں کیا کروں' میں کیا کروں؟
عاشق مانگی مراد پائیں گے عارف چہرہ دوست دیکھیں گے
مجرموں کا منہ کالا کیا جائے گا' میں کیا کروں' میں کیا کروں؟
یونس ایمرے کا درد بڑا ہے' تیرے اعمال شمار نہیں ہوں گے
ہو گی نہ گر تجھ پہ عنایت الہی' میں کیا کروں' میں کیا کروں؟

---(۱۴)---

وہ فخر عالم محمدؐ جو ہیں انبیاؤں کے سرور
پڑھ درود خلوص سے معاف کر دیں گے گناہوں کو

رب نے ان کو محمود بنایا ان کو "میرا محبوب" کہہ کر پکارا
روئے زمین کے پھول سارے مصطفیٰ کا پسینہ ہیں

جبریلؑ نے دعوت دی جب محمدؐ کو معراج کی تو
سیر فلک کے وقت فریاد کی امت کے لئے

ان کی امت میں جو ہے شامل وہ مغفرت سے محروم نہ رہے گا
ان کی امت کا مقام عالی ہے آٹھ جنتوں میں

جو بھی ان کی سنت اور فرض کو قائم رکھتا ہے
اس سے دوسری دنیا میں سوال و جواب نہیں ہو گا

مجرم، معصوم گناہگار، سب ان کی شفاعت کے طلبگار
دوزخ میں جانے والے وہ ہیں جو ہیں ان کے منکر

میرے یونس ایمرے نے یہ باتیں دل سے کہی ہیں
کہنے والا بے چارہ یونس طاہطق کا ہمراز ہے

---(۲۱)---

ملک الموت نے قبض کی ہماری روح' ہماری شریانوں میں خون خشک ہوا
ہمیں آخری بار غسل دیا جائے گا' ہمیں کفنانے دفنانے والوں کو سلام
پہنچ سکے نہ ہم اپنی منزل تک چلے' اب اپنے محبوب سے ملنے کے لئے
کھڑی ہوئی ہے جماعت ' دست بستہ نماز ادا کرنے کے لئے اسے ہمارا سلام
ہمارے دوست سارے ہیں محو گفتگو کسی کو خبر نہیں کہ ہم پر کیا گزری
ہمارے جنازے کو کندھا دے کر قبر تک پہنچانے والوں کو سلام
حقیقی عاشق وہ ہے جو ہے عاشق حق تلاش حق کو بنائے منتہائے حیات
ہمارے لئے آہ و زاری کرنے اور دعائے مغفرت کرنے والوں کو سلام
فقیر یونس کہے یہ دانشمندانہ بات' اس کی آنکھوں میں ہیں خون کے آنسو
جو ہمیں نہیں جانتے ہیں وہ جانیں' ہمیں جاننے اور پہچاننے والوں کو سلام

---(۲۸)---

جنت میں تسنیم و کوثر کی نہریں بہہ رہی ہیں' اللہ اللہ کہہ کر
بلبل مذہب اسلام نکلے ہیں' گا رہے ہیں' اللہ اللہ کہہ کر
ہر سو ہیں طوبے کی شاخیں' قرآن پڑھیں ان کی زبانیں
باغ جنت کے لالہ و گل و سمن مہک رہے ہیں' اللہ اللہ کہہ کر
کوئی کھا رہا ہے کوئی پی رہا ہے' سارے فرشتے رحمت برسا رہے ہیں
فرض کے پابند حضرت ادریسؑ حلہ سی رہے ہیں' اللہ اللہ کہہ کر
نور علیٰ نور ہیں اس کے تنے' پتیاں ہیں اس کی چاندی کی
شاخیں ہمیشہ بڑھ رہی اور پھیل رہی ہیں' اللہ اللہ کہہ کر
چہرے ہیں چاند سے بھی روشن' باتیں ہیں ان کی جیسے مشک و عنبر
خلد بریں میں نازنیں حوریں پھر رہی ہیں' اللہ اللہ کہہ کر
دیکھیں عاشق حق کی شان اس کی آنکھوں سے اشک رواں ہیں
اس کا ظاہر و باطن ہے پر نور' فریاد کر رہا ہے اللہ اللہ کہہ کر
مانگنا ہے جو کچھ اللہ سے مانگ' ہر وقت راہ راست پر چل
بلبل عاشق ہو گیا ہے گل کا' چہک رہا ہے' اللہ اللہ کہہ کر
آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہر طرف رحمت کی بارش ہوئی
عرش معلیٰ اور آٹھ جنتوں کا در کھل رہا ہے' اللہ اللہ کہہ کر
وہ دروازہ کھولنے والا رضوان ہے حلہ کو سینے والا بھی وہ ہے
پیاسا شراب کوثر پی کر سیر ہو رہا ہے' اللہ اللہ کہہ کر
یونس تو آج کاکام کل پر نہ ڈال' جان کی بازی لگا کر یار تک جا
کل دیدار حق کے لئے جائے گا تو خوشی خوشی' اللہ اللہ کہہ کر

---(۲۹)---

تری جستجو کرتے کرتے تجھے پاؤں تو
تری خاک پاک کو اپنے چہرے پر ملوں
نصیب میں ہو تو دیکھوں ترا چہرہ
یا محمدؐ میرے دل کو تیری آرزو ہے
مبارک سفر ہو اک درپیش کا مکے
مدینے اور مکے کی خاک چھانوں
ترے جمال کو دیکھوں خواب ہی میں سہی
یا محمدؐ میرے دل کو تری آرزو ہے
اک ادنیٰ سا کھوٹ نہیں مرے دل میں
خلوص کے ساتھ چلا ہوں راہ حق پر
ابوبکر صدیقؓ عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ
یا محمدؐ میرے دل کو تیری آرزو ہے
علیؓ حسنؓ اور حسینؓ ہیں واں پر
محبت اس کے دل میں' مروت ہے جاں میں
وہ ہو گا جلوہ افروز محشر میں تخت پر
یا محمدؐ میرے دل کو تری آرزو ہے
عرب ہمارا' کوہ عرفات ہے ہمارا
وہاں پر قبول ہوتی ہے ہماری دعا
مدینے میں سو رہے ہمارے پیغمبرؐ
یا محمدؐ میرے دل کو تیری آرزو ہے

لے رہا ہے یونس سدا تیرا نام
بسا ہوا ہے تو اس کے دل و جاں میں
پکارے ترا نام پردیس میں رو کر
یا محمدؐ میرے دل کو تیری آرزو ہے

---(۳۰)---

کیا تو یہاں کے لئے اجنبی ہے تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟
کیا تھک گیا رستہ بھول گیا ہے تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟
کیا برفیلے پہاڑوں سے گزرا' یا کہ دریاؤں کو پار کیا ہے؟
کیا اپنے یار سے جدا ہو گیا ہے' تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟
کس بری طرح نالہ کر رہا ہے' میرے درد کو دو چند کر رہا ہے
کیا دوست کو دیکھنا چاہتا ہے' تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟
کیا تیرا وطن تباہ ہو گیاہے' تیری نیک نامی و بدنامی ہوئی ہے؟
کیا ترا یار پردیس میں ہے' تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟
گلشن میں دیوانہ وار پھر رہا ہے پھولوں اور کلیوں سے کھیل رہاہے
فریاد اور فغاں بہت کر رہا ہے تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟
تیری آنکھوں کی نیند اڑ گئی ہے تیری آنکھیں ہیں اشک آور
میرا دل جل کے خاک ہوا ہے تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟
کیا ہوا اس یونس کو کیا ہوا' بحر عشق میں گرا اور غرق ہوا
وہ پھر خوشی سے رو رہا ہے' تو کیوں روتا ہے بلبل ہائے؟

---(۳۱)---

پہاڑوں کے ساتھ' چٹانوں کے ساتھ' بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا
شہروں اور گاؤں میں پرندوں کے ساتھ' بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا
سمندر میں آبی مخلوقات کے ساتھ' بیابانوں میں وحشی جانوروں کے ساتھ
ابدال بن کر "یاہو" کے ساتھ بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا
فلک پر عیسیٰ مسیحؑ کے ساتھ کوہ طور موسیٰ کلیم اللہ کے ساتھ
اپنے ہاتھ میں عصائے موسیٰ کے ساتھ' بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا
درد مند ایوبؑ صابر کے ساتھ چشم پرنم والے یعقوبؑ کے ساتھ
محبوب الٰہی حضرت محمدؐ کے ساتھ بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا
حمد و شکر الٰہی کے ساتھ ونعت قل ہو اللہ کے ساتھ
ہمیشہ ذکر اللہ کے ساتھ بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا
میں نے دیکھا ہے دنیا کا حال' چھوڑ دی ہے قیل و قال
کھلے سر اور ننگے پیر کے ساتھ' بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا
یونس پکارے فریاد کرتے ہوئے قمریوں اور بلبلوں کے ساتھ
عاشقان حق بندوں کے ساتھ بلاتا ہوں میں تجھے میرے مولا

---(۳۵)---

معراج

حضرت محمدؐ کو ایک رات خدا سے اترا براق
جبریل امینؑ نے کہا "آپ کو خدا نے بلایا ہے برائے معراج

رخ کیجئے جنتوں کا اور دیکھئے دیدار خدا
آپ کو بلا رہا ہے آپ کا محبوب اٹھئے چلئے"

آپؐ نے قصد معراج کیا اور وضو کیا
سجدہ شکر ادا کیا کہ ہے سفر مبارک پیش نظر

جبریل گئے، براق لائے
پیغمبر خدا نے زیب تن کیا خلعت نور، آنکھیں تھیں مثل گوہر، چہرہ پر نور

قدم مبارک رکھا ایک پتھر پر جو ٹوٹ گیا
پتھر نے کہا "آیئے قدم مبارک رکھیے"

رسول اللہ نے کہا کہ "آؤں گا گر حکم الٰہی ہو"
آسمانوں پر منادی ہوئی، ڈنکا بجا

آسمان و زمیں سے غلغلہ اٹھا
صاحب لولاک آئے اور آٹھ جنتوں کو عزت بخشی

دیکھو محمدؐ مصطفٰی نے کیا کیا، آسمانوں کی سیر کی
عرش پر پہنچتے ہی اپنی امت کو یاد کیا

سیر فلک کر رہے تھے کہ صدا آئی "اس طرف آؤ
اٹھا دیا سارے پردوں کو اب دیکھ لو میرے جمال کو

دیدار ہے میرا عیاں ' دکھاؤں تمہیں عیاں بیاں
اتر و براق سے' رکھو میرے عرش پر قدم"

آئے فرشتے' انہوں نے شہ والا کو براق سے اتارا
نعلین کو پہنایا اور وہ عرش کی جانب بڑھے

اویس (القرنی) اپنی جگہ سے اٹھے اور نعلین مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا
محمدؐ نے خدا کو دیکھا' فراق' وصال میں بدل گیا

جب دوست سے دوست ملے شکوے شکائتیں ہوئیں
وہ ہیں رسولؐ مطلق جنہوں نے اپنی امت کے لئے کام کیا

معراج سے واپس آئے اور اپنے گھر پہنچے
انہوں نے دیکھا کہ بستر ہے گرم اور شکنیں نہیں گئیں

ہزاروں سال کی راہ لمحوں میں طے کر کے آئے
یونس کہتا ہے کہ وہ ہیں بے شک نبی آخر الزماں

وہ سدا "امت" "امت" کہہ کر ہلکان ہوتے رہے
گر تو ان کی لائق امت ہے تو کہہ کہ دین اسلام برحق ہے

---(۳۶)---

مناجات محمدؐ

یارب تو ہے ستار العیوب' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک
یا حیؔ' تو ہے غفور الذنوب' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

اس وقت ہزاروں طریقے سے مناجات کر کے' اور اپنے حاجات بیان کر کے
میں صد ہا بار خود کو ملامت کر کے' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

میں نے بڑی ہمت کی اور کوشش کی کہ اپنی بے چاری امت کو بچاؤں
مجھ غریب و یتیم پر اپنا رحم کر' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

میں اپنے باپ اور ماں کو نہیں چاہتا' میں دنیا کی فکر نہیں کرتا'
پرمیں اپنی امت کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا تجھ سے اپنی امت کی مانگتاہوں بھیک

میں اپنی جبیں کو تیرے در پر رگڑتا' ترے در پہ انتظار کرتا ہوں
اپنی جاں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

اب میں اپنے سر کو اٹھاؤں اپنی آنکھوں سے اشک کے دریا بہاؤں
اپنی فریاد ساری دنیا کو سناؤں' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

میں اپنی امت کے لئے آیا ہوں' اس کے لئے بڑی مصیبت جھیلا ہوں
میں مال و دولت کے لئے نہیں آیا ہوں' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

آیا نہیں میں فردوس کے لئے' نہ ہی حور اور آغوش کے لئے
میں آیا ہوں اک مشت خاک کے لئے' تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

میرا نام محمدؐ رکھا گیا ہے میرے درد کو صرف تو ہی جانتا ہے
میں تجھ سے ہی انعام و احسان چاہتا ہوں، تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

میں امت کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھتا کسی اور چیز کی طرف نہیں دیکھتا
تو بھی میری امت کے گناہوں کو نہ دیکھ، تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

کوہ طور سینا کی خاطر، مکہ، معظمہ اور منیٰ کی خاطر
شہر نبیؐ، مدینہ کی خاطر، تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

تو ہے احد تو ہے صمد، تیرا احسان بے حساب، بے حد
المدد اس یونس کی کر مدد تجھ سے اپنی امت کی مانگتا ہوں بھیک

---(۴۷)---

جواب خدا

محبت و شفقت سے کہتا ہے خدا' نہ اپنی امت کی وجہ سے جفا
میں نے تجھ کو مانگی مراد دی' جا' میں نے بخش دیا تیری امت کو

تو نے امت کی بھیک مانگی مجھ سے اور ہمت وجسارت کی تیغ کو تیز کیا
مبارک ہو تجھ کو یہ تیری دعا' میں نے بخش دیا تیری امت کو

اٹھا اپنے سر کو میرے حبیبؐ عوارض کا سارے تو ہے طبیب
تیری امت کو نہ چھوڑوں بے یار ومدد گار' میں نے بخش دیا تیری امت کو

ترا نام احمد مرسل رکھا شیطان کو تجھ سے بہت دور رکھا
کفار کو کیا تجھ پر فدا' میں نے بخش دیا تیری امت کو

درد والوں کی کر دی دوا' تیری حاجت ہے کردی رفع
تجھے پیارا ہے جو وہ مجھ کو بھی پیارا' میں نے بخش دیا تیری امت کو

اپنے چہرے کو گھما میرے عرش کو' تیار کیا گیا ہے میرے فرش کو
اب تو آ جا میرے رو برو' میں نے بخش دیا تیری امت کو

تری امت کا ہاتھ میں پکڑوں اور پل صراط سے اس کو گزار دوں
اس کو شراب کوثر و تسنیم پلاؤں' میں نے بخش دیا تیری امت کو

تری آنکھیں ہیں اشک بھری' تیرا سینہ ہے چاک چاک
ترے لئے انعام کا اعلان کروں' میں نے بخش دیا تری امت کو

اے سرور کون و مکاں تجھ کو جانیں سب جن اور انساں
تو ہے پیمبر آخر الزماں، میں نے بخش دیا تری امت کو

لطف و کرم سے کہتا ہے اللہ غنیٰ، گنہ گاروں کے ترے معاف کیا
موڑ لی تجھ سے پیٹھ، یہ نہ سمجھ، میں نے بخش دیا تری امت کو

تری امت کو آگ میں جلنے نہ دوں، گناہوں کو اس کے، ترے سر نہ تھوپوں
ترے حکم کی خلاف ورزی نہ کروں میں، میں نے بخش دیا تری امت کو

تو تو یتیموں کا سردار ہے تو مریضوں، دل جلوں کا طبیب ہے
اپنی امت کا حامی و مددگار ہے، میں نے بخش دیا تری امت کو

ترا لاکھوں شکر مرے سلطان ہماری روح شاد ہوئی دوبارہ
لو خدا نے کر دیا ہے اعلان، میں نے بخش دیا تیری امت کو

یونس ایمرے کہتا ہے زہے نصیب، پیغمبر ہے ترا مجتبیٰ
چوں خدا نے کہا ہے "یا مصطفیٰ" میں نے بخش دیا تری امت کو

♣♣♧ ختم شد ♧♣♣

حوالہ جات

صفحہ ۱۸

۱۔ شاعر نے یہاں کوپوز (Kopuz) کا لفظ استعمال کیا ہے، جو کہ ترکی کا ایک قدیم آلہ موسیقی ہے۔

صفحہ ۲۳

۱۔ انہیں، گے ایک لی حسن (Geyikli Hasan) بھی کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں وضاحت آئندہ صفحات میں ملے گی۔

۲۔ یونس ایمرے کے ہمعصر، شیخ بالم سلطان (Balim Sultan) جو کہ گے ایک لی حسن یا ہرنوں والے شاہ کے مرید تھے۔ یہ سیدی بالم کے نام سے بھی موسوم ہیں۔

صفحہ ۲۷

۱۔ ترکی میں عوامی شاعروں اور گلوکاروں کو "عاشق" کہا جاتا ہے۔

صفحہ ۵۹

۱۔ دیو مالائی شخصیت امیر حمزہ، جنہیں اردو داں طبقہ "داستان امیر حمزہ" اور "طلسم ہوشربا" کے حوالے سے جانتا ہے۔ امیر حمزہ کی شخصیت کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا اور غزوہ احد میں شہید ہونے والے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے گڈ مڈ نہیں کرنا چاہئے۔ (مترجم)

۲۔ چشمہ حیواں، آب حیات یا آب حیواں : ایک دیو مالائی چشمہ ہے جس کے بارے میں یہ خیال عام ہے کہ اسکے پانی کو پی کر انسان ابد الاباد تک زندہ رہ سکتا ہے (مترجم)

۳۔ عشق و محبت کے الفاظ یونس ایمرے کے تقریباً ہر شعر میں استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے مراد عشق الٰہی ہے۔ (مترجم)

صفحہ ۶۱

۱۔ دوست بمعنی محبوبہ، محبوب، معشوقہ، معشوق وغیرہ وغیرہ۔ مجازی معنوں میں خدائے بزرگ و برتر (مترجم)

صفحہ ۷۳

۱۔ شربت بمعنی شراب، شربت عشق پینا، یعنی الٰہی عشق سے سرشار ہونا۔

صفحہ ۶۴

ا۔ حق سے مراد حق تعالیٰ' اللہ اور خدائے واحد ہے۔

صفحہ ۷۰

ا۔ یہاں پانچوں سے مراد نماز پنجگانہ بھی ہو سکتی ہے اور ایمان کی پانچ شرائط بھی۔ (مترجم)

صفحہ ۸۵

ا۔ عام خیال کے مطابق اولیاء اور صوفیائے کرام اپنے مرتبے اور حیثیت کے لحاظ سے کل ۴۴۴ حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

صفحہ ۸۷

ا۔ حضرت جرجیس علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور ان کی شریعت کے مطابق دعوت تبلیغ دینے والے ایک پیغمبر تھے۔ روایات کے مطابق ان کی قوم نے انہیں ستر(۷۰) بار قتل کیا اور وہ ہر بار زندہ ہوئے۔ قرآن میں ان کا ذکر نہیں ہے۔

صفحہ ۹۴

ا۔ طاپتق بابا یا بابا طاپتق (Taptuk)' یونس ایمرے کے شیخ اور پیر و مرشد اور باراک بابا (Barak) کے خلیفہ۔ یونس ایمرے نے اپنے اشعار میں ان کا ذکر بڑی عقیدت سے کیا ہے۔ تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے ابتدائیہ۔

صفحہ ۹۵

ا۔ یعنی مولانا جلال الدین رومی (۱۲۰۷ء تا ۱۲۷۳ء)

۲۔ ترکی زبان میں ان کا نام گے ایک لی حسن (Geyikli Hasan) ہے۔ گے ایک کا مطلب ہرن ہے' اور گے ایک لی کا مطلب ہرن والا۔ یہ یونس کے ہمعصر شیخ تھے۔ دولت عثمانیہ کے بانی عثمان اور سلطان اور خان کے دور میں یعنی چودھویں صدی میں آذر بائیجان کے شہر خوئے میں پیدا ہوئے۔ بابا الیاس کے مرید اور سید عبدالوفا کی طریقت میں سے تھے۔ ۱۳۲۶ء میں برسا کی فتح کے وقت عثمانی فوج میں شامل تھے۔ ہرن ان کے گرویدہ ہونے کی وجہ سے ان کا لقب "ہرنوں والا حسن" پڑ گیا۔ ان کا مزار برسا کے بابا سلطان گاؤں میں واقع ہے (عبد الباقی گول پنارلی' "Yunus Emre ve Tasavruf" صہ ۱۱ تا ۱۳' ۳۸ و ۲۴۹)

صفحہ ۹۸

ا۔ عربی' فارسی' اردو اور پرانی ترکی وغیرہ کے حروف تہجی کا پہلا حرف۔ قلم کو کاغذ پر رکھا جائے تو اس سے ایک دھبہ یا نقطہ بنتا ہے۔ قلم کو اوپر سے نیچے' نیچے سے اوپر یا دائیں بائیں کھینچیں تو ایک لکیر بن جاتی ہے۔ یہ لکیر نقطوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اوپر سے نیچے کھینچی گئی لکیر کو ہم الف کہتے ہیں یہ لکیر سپاٹ اور بے نقطہ ہونے کی وجہ سے خدائے وحدہ لا شریک کی نشانی بھی سمجھی جاتی ہے۔ لکیر یا خط جیسے جیسے مختلف شکل اختیار کرتا ہے ویسے ویسے دوسرے حروف وجود میں آتے ہیں۔ یونس ایمرے کے خیال میں سارے حروف کا منبع اور مجموعہ الف ہے اور یہ حرف' الہی علم و عرفان کی کنجی بھی ہے۔ اس علم و عرفان کے حامل شخص کو صوفیوں کی زبان میں مرد کامل کہا جاتا ہے۔ الف کی سادگی کی بناء پر بعض لوگ "الف میں کچھ بھی نہیں" بھی کہتے ہیں۔ روحانی لحاظ سے الف کا فہم و ادراک گویا انسان کے اپنے وجود کو بھلانے اور ختم کرنے کے مترادف بھی ہے۔ اس معاملے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی ذہن میں رہنے چاہئیں۔ "علم ایک نقطہ ہے' جاہلوں نے اسے

پھیلا دیا۔ (عبد اللہ بوسنوی، "مقدمہ شرح فصوص" صہ ۳۱ تا ۳۲)

صفحہ ۱۰۵

۱۔ ترکی کا مشہور اور تاریخی شہر قونیہ جو سلجوقی سلطنت کا پائیہ تخت تھا اور جہاں مولانا جلال الدین رومی مدفون ہیں۔

صفحہ ۱۱۵

۱۔ جو اور چنا ترکی کے عوام کی پسندیدہ غذا ہیں۔ اس لحاظ سے یونس ایمرے نے یہاں اس تشبیہ کو استعمال کیا ہے۔

صفحہ ۱۱۷

۱۔ مراد ہیں چاند، عطارد، زہرہ، سورج، مریخ، مشتری اور زحل۔

۲۔ یعنی آباد گھر۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ روایتوں کے مطابق بیت المعمور، چوتھے آسمان پر کعبے کے بالکل متوازی اور اللہ تعالٰی کے سب سے قریب واقع عبادت گاہ ہے۔ روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ فرشتے اسکا طواف کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۲۸

۱۔ مراد ہے یونس ایمرے کی اپنی جاں۔

۲۔ مراد ہے دوست، معشوق، محبوب، یعنی خدائے تعالٰی ۔

صفحہ ۱۲۹

۱۔ اس سے مراد بحیرہ عمان نہیں بلکہ اتھاہ سمندر، بحرِ بے کراں ہے۔

صفحہ ۱۳۴

۱۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے آٹھ طبقات، مدارج اور حصے ہیں۔ ان میں سے ہر جنت دوسرے سے زیادہ خوبصورت، آرام دہ اور خوشنما ہے۔

صفحہ ۱۴۱

۱۔ اسے سیرنگ بھی کہتے ہیں۔ غیر معمولی جثے اور انتہائی بلندی پر اڑنے کی وجہ سے اسے عربی زبان میں عنقا کہتے ہیں۔ تیس پرندوں کی جسامت اور تیس رنگوں کے حامل اس دیو قامت پرندے اور جانور کو فارسی میں "سیمرغ" اور "سیرنگ" کہتے ہیں۔ قدیم ایران کی رزمیہ داستانوں میں اسکا ذکر ملتا ہے۔ روایات کے مطابق اس پرندے اور جانور نے رستم کی دیکھ بھال کی۔ اس کا گھونسلہ کوہ قاف میں ہے۔ اپنی افسانوی حیثیت کی بناء پر اسے بعض لوگ ہما کے ساتھ بھی غلط ملط کر دیتے ہیں۔ تصوف کی اصطلاح میں مادے کی ہر قسم کی شکل اختیار کرنے کی قابلیت کو اور قطب کو بھی عنقا کہا جاتا ہے۔ سیمرغ اور عنقا کا ذکر فریدالدین عطار کی کتاب "منطق الطیر" میں بھی ملتا ہے۔

مذکورہ شعر میں یونس ایمرے نے اس واقعے کا ذکر کیا ہے جس میں کوہ قاف میں بسیرا کرنے والے اژدھا نے سیمرغ کو ڈس کر اسکے سارے جسم میں زہر بھر دیا تھا۔ حضرت حمزہ نے اس اژدھے کا کام تمام کیا اور سیمرغ کو بچایا۔ روایات کے مطابق اس اژدھے کی موت کسی انسان یا جانور کے ہاتھوں ہی ہو سکتی ہے، یہ خود کبھی نہیں مرتا۔ (عبد الباقی گولپنارگی، یونس ایمرے دیوانی صف ۲۵۷، ۲۸۸)

صفحہ ۱۴۲

۱۔ روایتوں کے مطابق معراج کے وقت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالٰی کے درمیان نوے ہزار کلمات پر مشتمل

گفتگو ہوئی' ان میں سے تیس ہزار کلمات کا علم عام لوگوں کو ہے۔ باقی تیس ہزار کلمات کو علماء اور اہل دانش کشف کر لیتے ہیں۔ اور بقیہ جو تیس ہزار الفاظ ہیں' وہ مخفی رکھے گئے ہیں اور ان کا علم محض صوفیائے کرام کو ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۴۴

۱۔ یہاں جو مختلف اعداد دئے گئے ہیں ان کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ سب سے پہلے سات کا عدد دیا گیا ہے۔ اس سے مراد ہفت آسمان یا آسمان یا فلک کے سات طبقے ہیں' جنکا ذکر پہلے آ چکا ہے۔

۲۔ چار سے مراد چہار عناصر یا چار اعضاء ہیں' یعنی دو ہاتھ اور دو پاؤں۔ چہار عناصر ہیں : ہوا' آگ' پانی' اور مٹی۔

۳۔ اٹھارہ سے مراد اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔ قدیم عربی زبان میں گنتی کا سب سے بڑا عدد ہزار تھا۔ قدیم خیالات کے مطابق دنیا اٹھارہ حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ہر حصے کی موجودات و مخلوقات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کائنات کو اٹھارہ ہزار دنیاؤں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ان اٹھارہ ہزار دنیاؤں کی نمائندگی یہ علامات کرتی ہیں۔ ۱۔ عقل کل ۲۔ نفس کل ۳۔ فلک اطلس ۴۔ فلک برج ۵۔ فلک زحل ٦۔ فلک مشتری ۷۔ فلک مریخ ۸۔ فلک خورشید ۹۔ فلک زہرہ ۱۰۔ فلک عطارد ۱۱۔ فلک قمر ۱۲۔ ہوا ۱۳۔ آگ ۱۴۔ پانی ۱۵۔ مٹی ۱٦۔ معدنیات ۱۷۔ نباتات ۱۸۔ حیوانات۔

۴۔ نو کے عدد سے مراد ہے مذکورہ بالا آسمان کے نو طبق یا اجرام فلکی۔

۵۔ مشہور صحابی' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۔

٦۔ زحل کا دوسرا نام

صفحہ ۱۴۵

۱۔ شیر

صفحہ ۱۴٦

۱۔ سیارہ جو مشتری کے نام سے معنون ہے۔ ساتھ ہی دیو مالائی ہستی ZEUS (یونانی) اور Jupiter (رومی) قضا و قدر کا مالک' انتہائی صاحب قدرت دیوتا۔ اس کے تخت کے سامنے دو صراحیاں ہوتی تھیں جن میں سے ایک میں خیر اور دوسرے میں شر ہوتا تھا' یونانی داستانوں کے مطابق یہ دیوتا اولمپک پہاڑ پر رہتا تھا اور ہر طرف بجلیاں پھینکتا تھا' بادلوں پر حکمران کرتا تھا' مینہ برساتا تھا۔ علم نجوم کے مطابق قطب ستارہ۔ اسلامی کتب میں اسکا ذکر "قاضی فلک" اور "خطیب فلک" کی حیثیت سے ملتا ہے۔

۲۔ شیر کی اصطلاح علامتی طور پر اجرام فلکی کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ نوشیر یعنی نو سیارے وغیرہ۔

۳۔ چار اژدھے یعنی چار عناصر۔ ہوا' پانی' آگ اور مٹی' یا دو ہاتھ اور دو پاؤں۔

صفحہ ۱۴۷

۱۔ Saltuk ۔ انہیں ساری سالتق بابا (Saru Saltuk Baba) بھی کہا جاتا تھا۔ یہ سید محمود حیرانی کے مریدوں میں سے تھے اور ہجری ساتویں اور آٹھویں صدی کے مشہور ولیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

۲۔ Barak ۔ یا براق بابا' یہ یونس ایمرے کے شیخ طا مطق کے پیر و مرشد تھے۔

صفحہ ۱۵۱

۱' ۲۔ یہاں بھی نو اجرام فلکی اور چار عناصر قدرت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

صفحہ ۱۵۲

۱۔ درویش اور صوفیائے کرام حروف کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے عقائد کے مطابق انسان مادی طور پر عالم ترکیب میں آنے سے پہلے "عالم مفردات" میں منتشر حالت میں تھا' یعنی اس کے اجزاء حیوان' نباتات اور جمادات کی دنیاؤں میں بٹے ہوئے تھے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ مختلف قسم کی مشروبات یعنی دقیق اور سبزیوں اور گوشت جیسی جامد اشیاء کھاتے ہیں اور ان کے امتزاج سے رحم مادر میں بچے کا نطفہ پڑتا ہے۔ یہ مختلف اشیاء اور اجزاء گویا حروف ہیں۔ جن کے باہم ملنے سے کلمہ اور جملہ یعنی انسان وجود میں آتا ہے۔ مذکورہ بالا شعر میں یونس دوبارہ "الف' میم اور دال" بننے کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "کیا میں دوبارہ کل سے جز بن جاؤں اور مختلف اجزاء کی حالت میں منتشر ہو جاؤں؟
(عبدالباقی گولپارلی صہ ۲۵۸)

صفحہ ۱۶۸

۱۔ مفرد اور مجرد حروف جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

صفحہ ۱۸۲

۱۔ ترکی کا ایک قدیم آلہ موسیقی (Kopuz)

۲۔ اصل میں ششتہ' چھ تاروں والا ساز' طنبورہ (Ceste)

۳۔ اشارہ ہے مولانا جلال الدین رومی کی طرف

صفحہ ۱۹۲

۱۔ حضرت ابراہیم بن ادہم جن کا شمار اسلام کے اولین صوفیوں میں ہوتا ہے۔ (سال وفات ۷۷۷ء تا ۷۸۳ء بتایا جاتا ہے)

صفحہ ۱۹۶

۱۔ چار دروازے شریعت' طریقت' معرفت اور حقیقت ہیں اور ہر دروازے کے دس مقام ہیں۔

صفحہ ۲۰۹

۱۔ یعنی "ہم نے (رزق) تقسیم کیا۔"

صفحہ ۲۲۸

۱۔ ۲۔ بالترتیب آلوچہ اور فندق (یہ برصغیر ہندو پاکستان میں نہیں ہوتا' اسے ترکی میں فندق کہتے ہیں اور انگریزی میں Chestnut۔ ان کی ترکی میں بہتات ہے' لیکن ہمارے ہاں کم جانے جاتے ہیں ———— ————
(مترجم)

صفحہ ۲۲۹

۱۔ وسطی اناطولیہ میں واقع ایک تاریخی شہر' جسکی حیثیت اب ایک قصبے کی ہے۔ اسے قیصریہ بھی کہا جاتا تھا۔

زیر نظر کتاب برادر مسلمان ملک ترکی کے عظیم صوفی اور عوامی شاعر یونس ایمرے کے ابیات کے اردو تراجم پر مشتمل ہے۔ مجھے یونس ایمرے کے اشعار اور اپنے صوفی شعرا میں ایک گہری اور بے ساختہ مماثلت محسوس ہوئی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ایک فکری دریا کے دھارے ہیں جو ترکی اور پاکستان میں ذہنوں کی زمین کو سیراب کر رہے ہیں۔

میرے نزدیک یہ کتاب ہمارے دونوں ملکوں کی ایک "مشترکہ میراث" کی اہمیت رکھتی ہے۔

سید فخر امام

اکادمی ادبیات پاکستان